سوال عوام کے
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور امام محمد تقی علیہ السلام
کے جوابات

حصہ یازدہم

تالیف: حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

سوال عوام کے

اور

جواب امامؑ کے

(حصہ یازدہم)

لوگوں کے سوالات اور امام جواد علیہ السلام کے جوابات

مؤلف

حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل

حوزہ علمیہ مشہد مقدس، ایران

نظرثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔ فون : 35425372

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : سوال عوام کے جواب امامؑ کے (حصہ یازدہم)

مؤلف : حجۃ الاسلام ڈاکٹر علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

مترجم : حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل

نظرثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : چودھری محمد عمران حیدر جعفری ، اسد علی ڈار

فنی معاونت : زہراء بتول جعفری ، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : مئی 2013ء

ہدیہ : [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

اِدارہ مِنہاجُ الصّالِحِین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20 - غزنی سٹریٹ - اُردو بازار - لاہور

فون: 042-37225252 ، 20 0301-457

بسم الله الرحمن الرحيم

ترتیب

☼ حرفِ آغاز 12

فصلِ اوّل 15

توحید کے بارے میں 15

☼ "خدا یکتا ہے" کا کیا معنی ہے؟ 16

☼ صمد کا معنی کیا ہے؟ 16

☼ کیا خدا کو چیز تصور کر سکتا ہوں؟ 17

☼ کیا خدا کو چیز کہنا درست ہے؟ 18

☼ اَحد کا معنی کیا ہے؟ 19

☼ قرآن میں خداوند کے اسماء و صفات ہیں کیا اسماء و صفات وہی حق تعالیٰ ہیں؟ 20

فصلِ دوم 26

نبوت اور پیغمبری کے بارے میں 26

☼ پیغمبرؐ خدا کو اُمّی کا نام کیوں دیا گیا؟ 27

فصلِ سوم 29

امامت و ولایت کے بارے میں 29

☼ کیا رسولؐ خدا کا اسلحہ آپؑ کے پاس ہے؟ 30

☼ میرے آقا لوگ آپ کی کم سنی پر اعتراض کرتے ہیں؟ 32
☼ کیا اپنے ناصبی والد کے ساتھ دشمنی کروں یا اس کی خدمت کروں؟ 34
☼ آپ کون ہیں؟ 36
☼ کیا ہم اپنے گذشتہ راویوں کی کتب سے روایات نقل کر سکتے ہیں؟ 42
☼ شیعوں میں اختلاف کے بارے میں 43
☼ آپؑ کے پدر بزرگوار کو رضا کیوں کہتے ہیں؟ 44
☼ حسنؑ کے بعد امام کون ہے؟ 46
☼ آپؑ کے بعد آپ کا جانشین کون ہے؟ 47
☼ مجھے اس سفر میں آپؑ کے متعلق خوف ہے، آپؑ کے بعد امام کون ہے؟ 49
☼ آپؑ کے چچا عبداللہ نے ایسا ویسا جواب دیا 50
☼ کتاب "الجلاء والشفاء" میں مذکور ہے 54
☼ ہمارے شہر کا گورنر آپ کے خاندان کا ارادت مند ہے 59
☼ آپؑ کے غلام آپؑ کے ساتھ محبت کس طرح کرتے ہیں؟ 62
☼ اپنی جگہ سے اٹھیں 70
☼ کیا آپؑ اپنے پدر بزرگوار کی کتابوں کو دیکھتے ہیں؟ 72
☼ کس فکر میں ہیں؟ 73

فصلِ چہارم 75
حضرت امام رضا علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں 75
☼ میرے اعمال کس طرح ضائع ہوں گے جب کہ میں آپؑ کے مخلص شیعوں

میں سے ہوں؟ 76
☼ وہ دس ہزار میرے لیے حلال کرو، کیونکہ میں اُنھیں خرچ کر چکا ہوں 80
☼ ہمارے لیے اپنے آبائے کرام کی حدیث بیان کریں 81
☼ اے میرے آقا! کیا آپؑ کے پدر بزرگوارؑ نے یہ نہیں فرمایا 88
کیا آپؑ دجلہ میں موجود پانی اور اس کے وزن سے آگاہ ہیں؟ 91

فصلِ پنجم 92

حضرت امام جواد علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں 92

☼ دعا فرمائیں کہ خداوند مجھے بیٹا عطا کرے 93
☼ اگر مناسب سمجھے تو کنیز خریدنے میں میری رہنمائی فرمائیں 95
☼ آپؑ کی امامت کی نشانی کیا ہے؟ 98
☼ عمامہ کیسے آپ تک پہنچا؟ 99
☼ مالی بدحالی کی شکایت 101
☼ اُم الحسن نے اپنے کفن میں رکھنے کے لیے آپ سے کپڑا مانگا 101
☼ میرا باپ دنیا سے چلا گیا ہے، لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس نے دولت کہاں چھپائی ہے؟ 102
☼ میرے خیال میں تم مست ہو 103
☼ میں مٹی کھانے کا لالچی ہوں میرے لیے دعا کریں 105
☼ جس طرح سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری بینائی ختم ہو چکی ہے 107
☼ اگر میرے اہل و عیال مکہ میں نہ ہوتے تو آپ کی خدمتؑ میں رہنا پسند کرتا 112

- خداوند نے ہم پر ایسے شخص کی اطاعت واجب کی 113
- آپؑ پر قربان جاؤں آپ کہاں تھے؟ 115
- آپ کے خیال میں اس سرزمین سے چلا جاؤں؟ 116
- میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ 117
- تیس ہزار مسئلوں کے متعلق سوالات 120
- کیا تم نے بکری چوری کی ہے؟ 123
- میں کون ہوں کہ کچھ کہوں، میرے مولا و آقا بہتر جانتے ہیں 124
- آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ خداوند اور اس کے سوا کسی کو کوئی خبر نہیں ہے؟ 126
- میں نے بڑی باریک بینی سے ان کا قدوقامت دیکھا 129
- ابھی زہر آلود پانی لائیں گے 130
- اے میرے آقا! آپ بند دروازے سے کیسے داخل ہوئے ہیں؟ 132
- عزا کس کی ہے؟ 146
- اے فرزند رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ اپنا پیراہن مجھے عطا کریں 147

فصلِ ششم 160

آخر الزمان حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق سوالات 160

- کیا حتمیات میں خدا کو بدا حاصل ہوتی ہے؟ 161
- مجھے اُمید ہے کہ حضرت قائمؑ آپ ہیں 163
- کیا قائم مہدی ہیں یا کوئی اور؟ 165
- انھیں قائم کیوں کہتے ہیں؟ 166

☼ حیرت کے وقت کہاں رجوع کریں؟ 168

فصل ہفتم 170
ایمان اور کفر کے متعلق سوالات 170
☼ آپؑ کی روایات کے متعلق نظر کیا ہے؟ 171

فصل ہشتم 178
آداب و اخلاق کے بارے میں سوالات 178
☼ مجھے کوئی دُعا تعلیم دیں 179
☼ مشک کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ 179
☼ حجِ خانہ خدا افضل یا امام رضاؑ کی زیارت؟ 180
☼ زیارتِ امام رضاؑ افضل ہے یا زیارتِ امام حسینؑ؟ 182
☼ کوئی دُعا تعلیم دیں کہ جس سے وسعت ہو 184
☼ انسان کس طرح سے دعا کرے کہ اس کی حاملہ بیوی کا بچہ سالم رہے؟ 185
☼ مجھے ایسی چیز تعلیم دیں کہ اسے پڑھنے سے دنیا و آخرت میں آپؑ کے سائے میں رہوں 186
☼ اے فرزندِ رسولؐ! وہ نصیحت کیا ہے؟ 187

فصل ہشتم 178
آداب و اخلاق کے بارے میں سوالات 178
☼ مجھے کوئی دُعا تعلیم دیں 179

☼ مشک کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ 179
☼ حج خانہ خدا افضل یا امام رضاؑ کی زیارت؟ 180
☼ زیارت امام رضاؑ افضل ہے یا زیارت امام حسینؑ؟ 182
☼ کوئی دُعا تعلیم دیں کہ جس سے وسعت ہو 184
☼ انسان کس طرح سے دعا کرے کہ اس کی حاملہ بیوی کا بچہ سالم رہے؟ 185
☼ مجھے ایسی چیز تعلیم دیں کہ اسے پڑھنے سے دنیا و آخرت میں آپؑ کے سائے
میں رہوں 186
☼ اے فرزند رسولؐ! وہ نصیحت کیا ہے؟ 187

فصلِ دھم 206
حکمت و طبابت سے متعلق سوالات 206

☼ میری کنیز زانو میں ورم کا شکوہ کرتی ہے 207
☼ تنگی نفس کا مریض ہوں 207
☼ جامع دوا کون سی ہے؟ 208
☼ آپ کے پدر گرامی کی دوائی کیا ہے؟ 210
☼ خداوند مجھے آپؑ پر قربان کرے، میری اس ٹانگ کے لیے دعا فرمائیں 211
☼ اس شربت نے آپ کا معدہ خراب کیا ہے 213
☼ ہفتہ میں ایک دفعہ پہلو میں درد ہوتا ہے 215
☼ اے میرے آقا! مجھے ایسی رگ کا علم نہیں 215

فصلِ یازدهم 218
بعض احکامِ الٰہی کے متعلق سوالات 218
☼ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں جو خداوند کا جسم ہونے کا قائل ہے؟ 219
☼ مجھے کہا گیا ہے کہ اوصیا کو طواف کی ضرورت نہیں ہوتی 219
☼ اس روایت کے متعلق آپ کی کیا نظر ہے کہ عامہ کو روزہ کی توفیق نہیں ہوگی 222
☼ میری بیٹیوں کا ہم پلہ کوئی نہیں 223
☼ اے ابا جعفر! میری لڑکی سے شادی کرنا پسند کریں گے؟ 224
☼ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹنا چاہیے؟ 226
☼ جو شخص حیوان کے ساتھ بدفعلی کرے تو کیا کرنا چاہیے؟ 232
☼ جو شخص گدھی کے ساتھ بدفعلی کرے اس کا کیا حکم ہے؟ 235
☼ ایسے مرد کا کیا حکم ہے جو اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد میں طلاق دیتا ہے؟ 237
☼ پاخانے اور بدبو کی علت کیا ہے؟ 239
☼ حالتِ احرام میں شکار کرنے والے کے متعلق آپ کی نظر کیا ہے؟ 240
☼ میرے آقا! آج کا دن ہمارے لیے بہت بابرکت ہے 245
☼ وہ کون سی ایسی عورت ہے کہ اگر مرد اسے صبح دیکھے تو حرام ہے؟ 246

☼☼☼

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَدَلِيلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهُ فِيهَا طَوِيلًا۔

يَا أَبَا جَعْفَرٍ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَيُّهَا التَّقِيُّ الْجَوَادُ يَا بْنَ رَسُولِ اللّٰهِ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ يَا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا إِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا وَتَوَسَّلْنَا بِكَ إِلَى اللّٰهِ وَقَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا يَا وَجِيهًا عِنْدَ اللّٰهِ إِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ
وَخَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ

بلاشک وتردید امام معصوم علیہ السلام اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین کو جس واضح ترین صفت اور خصوصیت کا حامل ہونا چاہیے، وہ ایسی علمی وسعت ہے، جو لوگوں کی فکری وعلمی ضرورتوں کو پورا کرے اور اُن خطرناک قسم کے ابہامات وشبہات کو دُور کرے جو گاہے بہ گاہے لوگوں کی زندگی میں رُونما ہوتے رہتے ہیں۔

امام، لوگوں کی پناہ گاہ اور مرجعِ خلائق ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ وہ کشتیٔ اسلام کو صحیح علمی وفکری اور شریعت کے اُصول وقوانین کے مطابق اور دنیاوی حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ساحلِ نجات تک پہنچائیں اور مِصْبَاحُ الْھُدٰی وَسَفِیْنَۃُ النَّجَاۃ کا مکمل مصداق ہوں۔

یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کی یاددہانی قرآنِ کریم اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مکرر، اور فصیح وبلیغ بیانات میں کرائی ہے۔ نیز عقلِ سلیم اور فطرت بھی اسی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

خوش قسمتی کی بات ہے کہ تاریخِ اسلام کے حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ معصومینؑ

کہ جو خداوند متعال کی جانب سے اسلامی و انسانی معاشرے کے پیشوا اور اُمت کے رہبر معین ہوئے ہیں، وہ عصمت کے گوہر گراں بہا کے علاوہ اس وسیع تر علم و دانش کے مالک بھی ہیں، جس کا سرچشمہ خداوند علیم کے لامتناہی علم سے متصل ہے۔

ان حقائق کا جلوہ ہم ائمہ معصومین علیہم السلام کے اعتقادات و بیانات میں یوں دیکھتے ہیں کہ ان سے جو بھی سوال ہوا، اُنھوں نے اس کا قانع کنندہ جواب دیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین سو سال سے زیادہ محیط عرصے کے دوران معاشرے میں جو بھی اشکال یا اعتراض اُٹھا، علمِ لدنی کی ان مالک ہستیوں نے دلیل و برہان کے ساتھ اس کا جواب دیا۔

ہم نے اس مقصد کے لیے کمرہمت باندھی ہے کہ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے علوم کے بحرِ بیکراں سے کچھ قطرات، علم و فضیلت کے پیاسوں کی خدمت میں "لوگوں کے سوال اور معصومینؑ کے جواب" کی صورت میں پیش کریں، تاکہ ان پاکیزہ ہستیوں کے گوہربار بیانات کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا فراہم کریں۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ تمام آئمہ معصومین علیہم السلام سے سوال و جواب کا جو مجموعہ پیش کیا جا رہا ہے، شاید ۱۰ ہزار تک پہنچ جائے کہ جو ایک بہت بڑا خزانہ شمار ہوگا اور یقیناً عصرِ حاضر میں کیے جانے والے بہت سے اعتراضات و ابہامات کا قانع کنندہ جواب دے گا۔

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں کی زینت بن رہی ہے۔ یہ اس عظیم مجموعہ کا ایک حصہ ہے کہ جو لطفِ الٰہی اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی خاص توجہات کی بنا پر زیورِ تحریر سے آراستہ ہوئی ہے۔ یہ بہترین کتاب "لوگوں کے سوال اور امام جواد علیہ السلام کے جواب" کے عنوان سے اہلِ بیت علیہم السلام کے بے کراں علوم میں تحقیق و جستجو کرنے والے دانش وروں کے ہاتھوں میں جا رہی ہے۔

یہ کتاب ان روایات پر مشتمل ہے جو سوال و جواب کی صورت میں بیان ہوئی ہیں۔ ہو سکتا ہے ان میں سے بعض کو بعض کے لیے ہضم کرنا مشکل ہو جائے، لہذا خداوند متعال سے ان جوابات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق کا طلب گار ہوں۔

قابل ذکر یہ ہے کہ اس علمی اثر کا ترجمہ اور اس پر نظر ثانی کی ذمہ داری برادر بزرگوار حاج آقا محمد حسین رحیمیان کے کاندھوں پر تھی۔ ان کی زحمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ خداوند متعال تعلیمات محمدؐ و آل محمدؑ کی نشر و اشاعت کے لیے ان کی توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائے۔

میں خداوند متعال کی بارگاہ میں انتہائی انکساری کے ساتھ التماس کرتا ہوں کہ مجھے مسلسل توفیق عطا فرمائے، تاکہ میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں اور اس کام کو میرے لیے ذخیرۂ آخرت قرار دے۔

ان شاء اللہ عنقریب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وصی اور جانشین حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ تمام لوگ اہل بیت علیہم السلام کے علوم و معارف کے چشمۂ زلال سے سیراب ہوں گے۔ آمین رب العالمین!

احمد قاضی زاہدی گلپایگانی
حوزہ علمیہ قم

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ
بروز ولادت حضرت فاطمہ زہراؑ

maablib.org

فصلِ اوّل

توحید کے بارے میں

madaalib.org

"خدا یکتا ہے" کا کیا معنی ہے؟

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى جَمِيعًا عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ الثَّانِيَ عليه السلام: مَا مَعْنَى الْوَاحِدِ؟

فَقَالَ: إِجْمَاعُ الْأَلْسُنِ عَلَيْهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ﴾ (سورۂ زخرف، آیت ۸۷)

ابوہاشم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا: خدا یکتا ہے کا معنی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تمام زبانوں کا اس کی یکتائی پر اتفاق ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اگر ان سے پوچھو کہ انھیں کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً وہ کہیں گے کہ خدا نے"۔ (سورۂ زخرف، آیت ۸۷)۔ (الکافی، ج ۱، ص ۱۱۸)

صمد کا معنی کیا ہے؟

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَلَقَبُهُ شَبَابٌ الصَّيْرَفِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ، مَا الصَّمَدُ؟

قَالَ: السَّيِّدُ الْمَصْمُودُ إِلَيْهِ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ

داؤد بن قاسم ایک اور روایت میں کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: "صمد" کا معنی کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایسا آقا و مولا کہ جس کی طرف ہر قلت و کثرت میں رجوع ہو۔ (عمان، ج ۱، ص ۱۲۳)

وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ: سَأَلْتُهُ عَنِ الصَّمَدِ۔

فَقَالَ علیہ السلام: الَّذِي لا سُرَّةَ لَهُ

قُلْتُ: فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّهُ الَّذِي لَا جَوْفَ لَهُ

فَقَالَ علیہ السلام: كُلُّ ذِي جَوْفٍ لَهُ سُرَّةٌ

داؤد بن قاسم ایک اور روایت میں کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: "صمد" کا معنی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ چیز ہے کہ جس کی ناف نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: وہ (اہل سنت) کہتے ہیں: اس سے مراد وہ چیز ہے کہ جس کا اندرونی حصہ نہ ہو۔

آپؑ نے فرمایا: جس چیز کا اندرونی حصہ ہے اس کی ناف ہوتی ہے۔ (تحفۃ العقول، ص ۴۵۶)

کیا خدا کو چیز تصور کر سکتا ہوں؟

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ قَالَ:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام: عَنِ التَّوْحِيدِ، فَقُلْتُ: أَتَوَهَّمُ شَيْئًا؟

فَقَالَ: نَعَمْ غَيْرَ مَعْقُولٍ وَلَا مَحْدُودٍ فَمَا وَقَعَ وَهْمُكَ عَلَيْهِ

مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ خِلَافُهُ لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ كَيْفَ تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ وَهُوَ خِلَافُ مَا يُعْقَلُ وَ خِلَافُ مَا يُتَصَوَّرُ فِي الْأَوْهَامِ، إِنَّمَا يُتَوَهَّمُ شَيْءٌ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَلَا مَحْدُودٍ۔

عبدالرحمٰن بن ابی نجران کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے توحید کے متعلق سوال کرتے ہوئے عرض کیا: کیا خدا کو چیز تصور کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، لیکن ایسی چیز کہ جس کی حقیقت کا اِدراک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کی کوئی حد حدود ہیں، کیونکہ جو چیز بھی ذہن میں آتی ہے، خدا اس کا غیر ہے، اس کی مانند کوئی بھی چیز نہیں ہے، اور اَذہان اس کا اِدراک نہیں کرتے۔ اَذہان کس طرح اس کا اِدراک کریں؟ جب کہ وہ اُس کے برعکس ہے، جو کچھ ذہن میں نقش ہے ہوتا اور تصورات میں آتا ہے۔ خداوند متعال کے بارے میں فقط یہی ذہن میں آئے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ جس کی حقیقت کا اِدراک نہیں ہوتا اور اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ (الکافی، ج ۱، ص ۸۲)

کیا خدا کو چیز کہنا درست ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام: يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ لِلّٰهِ: إِنَّهُ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ يُخْرِجُهُ مِنَ الْحَدَّيْنِ حَدِّ [illegible]ـيلِ وَحَدِّ التَّشْبِيهِ

حسین بن سعید کہتے ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام سے سوال ہوا کہ کیا خدا کو شے کہنا درست ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، جو چیز اُسے حدّین یعنی حدِ تعطیل (کہ خدا کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں) اور حدِ تشبیہ (اُسے مخلوق کی طرح قرار دینا) سے خارج کرے۔

(معان، ج ۱، ص ۸۲)

وَسُئِلَ علیہ السلام: أَيَجُوزُ أَنْ يُقَالَ لِلّٰهِ إِنَّهُ شَيْءٌ؟

فَقَالَ: نَعَمْ تُخْرِجُهُ مِنَ الْحَدَّيْنِ حَدِّ الْإِبْطَالِ وَحَدِّ التَّشْبِيهِ

ایک اور روایت میں حضرت امام جوادؑ سے یہی سوال پوچھا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں ایسی شے ہے جو اُسے اِبطال اور مخلوق کے ساتھ تشبیہ کی حد سے خارج کرے۔ (الاحتجاج، ج ۲، ص ۴۴۲)

اَحد کا معنیٰ کیا ہے؟

رَوَى أَبُو دَاوُدَ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ مَا مَعْنَى الْأَحَدِ؟

قَالَ: الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ، أَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ﴾ (سورۂ عنکبوت، آیت ۶۱) ثُمَّ يَقُولُونَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَهُ شَرِيكٌ وَصَاحِبَةٌ

فَقُلْتُ: قَوْلُهُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ (سورۂ انعام، آیت ۱۰۳)

قَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ! أَوْهَامُ الْقُلُوبِ أَدَقُّ مِنْ أَبْصَارِ الْعُيُونِ أَنْتَ قَدْ تُدْرِكُ بِوَهْمِكَ السِّنْدَ وَالْهِنْدَ وَالْبُلْدَانَ الَّتِي لَمْ تَدْخُلْهَا وَلَمْ تُدْرِكْ بِبَصَرِكَ ذٰلِكَ فَأَوْهَامُ الْقُلُوبِ لَا

تُدْرِكُهُ فَكَيْفَ تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ؟

ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: خداوند متعال جس آیت میں ارشاد فرماتا ہے: "کہو، وہ خدا یکتا ہے" کا معنی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی یکتائی پر تمام متفق ہیں، کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ خداوند متعال کا ارشاد ہے: "اور اگر ان سے پوچھو، کہ آسمان و زمین کو کس نے خلق کیا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو کس نے مسخر کیا ہے؟ وہ یقین کے ساتھ کہیں گے: خدا نے" (عنکبوت، آیت ۶۱)۔ پھر اس کے بعد وہ خدا کے شریک کے قائل ہو جاتے ہیں۔

میں نے پوچھا: آیہ شریفہ "آنکھیں اس کا اِدراک نہیں کرتیں" (انعام، آیت ۱۰۳) کا معنی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابوہاشم! دلوں کے تصورات، دیکھنے والی آنکھوں سے دقیق تر ہیں۔ تم اپنے تصور میں سندھ، ہند اور ان شہروں کا اِدراک کر سکتے ہو کہ جن میں داخل بھی نہیں ہوئے ہو، لیکن اپنی آنکھوں سے ان کا اِدراک نہیں کر سکتے ہو۔ جب دلوں کے تصورات اس کا اِدراک نہیں کر سکتے تو پھر آنکھیں کس طرح اس کا اِدراک کر سکتی ہیں؟

قرآن میں خداوند کے اسما و صفات ہیں کیا اسما و صفات وہی حق تعالیٰ ہیں؟

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَسْمَاءٌ وَصِفَاتٌ فِي كِتَابِهِ وَأَسْمَاؤُهُ وَصِفَاتُهُ هِيَ هُوَ؟

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: إِنَّ لِهَذَا الْكَلَامِ وَجْهَيْنِ: إِنْ كُنْتَ تَقُولُ هِيَ هُوَ أَيْ إِنَّهُ ذُو عَدَدٍ وَكَثْرَةٍ، فَتَعَالَى اللهُ عَنْ ذٰلِكَ۔

وَإِنْ كُنْتَ تَقُولُ هٰذِهِ الصِّفَاتُ وَالْأَسْمَاءُ لَمْ تَزَلْ، فَإِنَّ لَمْ تَزَلْ مُحْتَمِلٌ مَعْنَيَيْنِ۔

فَإِنْ قُلْتَ: لَمْ تَزَلْ عِنْدَهُ فِي عِلْمِهِ وَهُوَ مُسْتَحِقُّهَا، فَنَعَمْ۔

وَإِنْ كُنْتَ تَقُولُ: لَمْ يَزَلْ تَصْوِيرُهَا وَهِجَاؤُهَا وَتَقْطِيعُ حُرُوفِهَا، فَمَعَاذَ اللهِ أَنْ يَكُونَ مَعَهُ شَيْءٌ غَيْرُهُ، بَلْ كَانَ اللهُ وَلَا خَلْقَ ثُمَّ خَلَقَهَا وَسِيلَةً بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ يَتَضَرَّعُونَ بِهَا إِلَيْهِ وَيَعْبُدُونَهُ وَهِيَ ذِكْرُهُ۔

وَكَانَ اللهُ وَلَا ذِكْرَ وَالْمَذْكُورُ بِالذِّكْرِ هُوَ اللهُ الْقَدِيمُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ وَالْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ مَخْلُوقَاتٌ وَالْمَعَانِي وَالْمَعْنِيُّ بِهَا هُوَ اللهُ الَّذِي لَا يَلِيقُ بِهِ الْإِخْتِلَافُ وَلَا الْائْتِلَافُ، وَإِنَّمَا يَخْتَلِفُ وَيَأْتَلِفُ الْمُتَجَزِّئُ فَلَا يُقَالُ: اللهُ مُؤْتَلِفٌ وَلَا اللهُ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ، وَلٰكِنَّهُ الْقَدِيمُ فِي ذَاتِهِ، لِأَنَّ مَا سِوَى الْوَاحِدِ مُتَجَزِّئٌ وَاللهُ وَاحِدٌ لَا مُتَجَزِّئٌ وَلَا مُتَوَهَّمٌ بِالْقِلَّةِ وَالْكَثْرَةِ وَكُلُّ مُتَجَزِّئٍ أَوْ مُتَوَهَّمٍ بِالْقِلَّةِ وَالْكَثْرَةِ فَهُوَ مَخْلُوقٌ دَالٌّ عَلَى خَالِقٍ لَهُ۔

فَقَوْلُكَ: ﴿إِنَّ اللهَ قَدِيرٌ﴾، خَبَّرْتَ أَنَّهُ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ فَنَفَيْتَ بِالْكَلِمَةِ الْعَجْزَ، وَجَعَلْتَ الْعَجْزَ سِوَاهُ، وَكَذٰلِكَ قَوْلُكَ: ﴿عَالِمٌ﴾ إِنَّمَا نَفَيْتَ بِالْكَلِمَةِ الْجَهْلَ وَجَعَلْتَ الْجَهْلَ سِوَاهُ وَإِذَا أَفْنَى اللهُ الْأَشْيَاءَ أَفْنَى الصُّورَةَ وَالْهِجَاءَ وَالتَّقْطِيعَ وَلَا

يَزَالُ مَنْ لَمْ يَزَلْ عَالِمًا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: فَكَيْفَ سَمَّيْنَا رَبَّنَا سَمِيعًا؟

فَقَالَ: لِأَنَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مَا يُدْرَكُ بِالْأَسْمَاعِ وَلَمْ نَصِفْهُ بِالسَّمْعِ الْمَعْقُولِ فِي الرَّأْسِ وَكَذٰلِكَ سَمَّيْنَاهُ بَصِيرًا، لِأَنَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مَا يُدْرَكُ بِالْأَبْصَارِ مِنْ لَوْنٍ أَوْ شَخْصٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ نَصِفْهُ بِبَصَرٍ لَحْظَةِ الْعَيْنِ۔

وَكَذٰلِكَ سَمَّيْنَاهُ لَطِيفًا لِعِلْمِهِ بِالشَّيْءِ اللَّطِيفِ مِثْلِ الْبَعُوضَةِ وَأَخْفَى مِنْ ذٰلِكَ وَمَوْضِعِ النُّشُوءِ مِنْهَا وَالْعَقْلِ وَالشَّهْوَةِ لِلسِّفَادِ وَالْحَدَبِ عَلَى نَسْلِهَا وَإِقَامِ بَعْضِهَا عَلَى بَعْضٍ وَنَقْلِهَا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ إِلَى أَوْلَادِهَا فِي الْجِبَالِ وَالْمَفَاوِزِ وَالْأَوْدِيَةِ وَالْقِفَارِ، فَعَلِمْنَا أَنَّ خَالِقَهَا لَطِيفٌ بِلَا كَيْفٍ وَإِنَّمَا الْكَيْفِيَّةُ لِلْمَخْلُوقِ الْمُكَيَّفِ۔

وَكَذٰلِكَ سَمَّيْنَا رَبَّنَا قَوِيًّا لَا بِقُوَّةِ الْبَطْشِ الْمَعْرُوفِ مِنَ الْمَخْلُوقِ وَلَوْ كَانَتْ قُوَّتُهُ قُوَّةَ الْبَطْشِ الْمَعْرُوفِ مِنَ الْمَخْلُوقِ لَوَقَعَ التَّشْبِيهُ وَلَاحْتَمَلَ الزِّيَادَةَ وَمَا احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ احْتَمَلَ النُّقْصَانَ وَمَا كَانَ نَاقِصًا كَانَ غَيْرَ قَدِيمٍ وَمَا غَيْرَ قَدِيمٍ كَانَ عَاجِزًا۔

فَرَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا شِبْهَ لَهُ وَلَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا كَيْفَ وَلَا نِهَايَةَ وَلَا تَبْصَارَ بَصَرٍ وَمُحَرَّمٌ عَلَى الْقُلُوبِ أَنْ تُمَثِّلَهُ وَعَلَى الْأَوْهَامِ أَنْ تَحُدَّهُ وَعَلَى الضَّمَائِرِ أَنْ تُكَوِّنَهُ جَلَّ وَعَزَّ عَنْ أَدَاةِ خَلْقِهِ وَسِمَاتِ بَرِيَّتِهِ وَتَعَالَى عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ کسی شخص نے پوچھا: مجھے یہ بتائیں کہ قرآن کریم میں خداوند متعال کے کچھ اسما و صفات ذکر ہوئے ہیں، کیا وہ اسما و صفات وہی حق تعالیٰ ہیں؟

حضرت امام جواد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس کلام کی دو صورتیں ہیں: اگر مراد یہ ہو کہ متعدد اسما و صفات میں سے ہر ایک خدا ہے تو حق تعالیٰ اس سے منزہ و مبرا ہے، اور اگر مراد یہ ہو کہ یہ تمام اسما و صفات ہمیشہ سے تھے، اس ہمیشہ ہونے میں دو معانی کا احتمال ہے:

اگر یہ کہو کہ خداوند ہمیشہ سے ان کا عالم ہے اور وہ اس کے لائق ہیں، تو یہ درست ہے، اور اگر یہ کہو کہ ان کے حروف کی تقطیع، ہجے اور تصویر ہمیشہ سے تھی تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ ازل سے خدا کے ساتھ کوئی دوسری چیز ہو، بلکہ خدا تھا اور کوئی مخلوق نہ تھی۔ پھر اس نے ان اسما و صفات کو خلق کیا، تاکہ اُس کے اور اُس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہوں اور ان کے ذریعے خداوند متعال کی بارگاہ میں تضرع کریں۔ اس کی عبادت کریں اور وہ اس کا ذکر قرار پائیں۔

خدا تھا اور کوئی ذکر نہ تھا، کہ جسے ذکر کے ذریعے یاد کیا جاتا ہے، یہ وہی خدا ہے جو قدیم ہے کہ جو ازل سے تھا جب کہ اسما و صفات مخلوق ہیں، ان کے معانی اور جو کچھ ان سے مقصود ہے وہ وہی خدا ہے کہ اختلاف اور ائتلاف (میل جول) اس کی شان کے لائق نہیں ہے، اس بنا پر جو چیز قابلِ تقسیم ہے اس میں اختلاف ہوتا ہے۔ پس یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ میل جول رکھتا ہے، یا خدا کم اور زیادہ ہے، بلکہ وہ اپنی ذات میں قدیم ہے کیونکہ جو بھی چیز یکتا نہ ہو، وہ قابلِ تقسیم ہے اور وہ یکتا ہے اور قابلِ تقسیم نہیں ہے اور اس کے متعلق قلت و کثرت قابلِ تصور نہیں ہیں۔ جو چیز بھی تقسیم ہو اور اس میں کمی و اضافے کا تصور ہو، وہ ایسی مخلوق ہے جو اپنے خالق پر

دلالت کرتی ہے۔

اس لحاظ سے تم نے یہ جو کہا کہ "اللہ قادر ہے" اس سے تم نے یہ خبر دی ہے کہ اُسے کوئی بھی چیز ناتوان و کمزور نہیں کرتی، اور تم نے اس لفظ کے ذریعے ناتوانی کی اس سے نفی کی ہے اور ناتوانی کو اس کا غیر قرار دیا ہے۔ اسی طرح سے آپ کا یہ قول کہ "خدا عالم ہے" کے لفظ کے ذریعے سے اس سے جہالت کی نفی کی ہے اور جہالت کو اس کا غیر قرار دیا ہے۔ جب خداوند تمام چیزوں کو نابود کرے گا تو اُس وقت صورت، تلفظ اور تقطیع (مفردات حروف) کو بھی نابود کردے گا اور ہمیشہ وہی رہے گا جس کا علم ہمیشہ کے لیے ہے۔

اس شخص نے کہا: اس بنا پر ہم کس طرح اپنے پروردگار کو سننے والا کہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جس چیز کا کانوں سے اِدراک ہوتا ہے وہ خدا سے پوشیدہ نہیں ہے، لیکن ہم اس کی توصیف ایسے کان سے نہیں کرتے، جو سر میں سمجھے جاتے ہیں۔

اسی طرح ہم اسے بصیر (دیکھنے والا) کہتے ہیں، کیونکہ جس چیز مثلاً رنگ، شخص وغیرہ کا آنکھ سے اِدراک ہوتا ہے۔ وہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن ہم اُس کی توصیف نگاہِ چشم کی بینائی سے نہیں کریں گے۔

اسی طرح ہم اسے "لطیف" کہتے ہیں، کیونکہ اُسے ہر لطیف شے مثلاً مچھر یا اس سے بھی چھوٹی شے کا علم ہے، یعنی اس کی نشوونما کے مقام، اس کے شعور اور جنسی شہوت، اپنی نسل سے محبت، بعض کا بعض پر سوار ہونا اور اپنی نسل کے لیے پہاڑوں، صحراؤں، دریاؤں اور بیابانوں میں کھانے پینے کی اشیا لے جانے کا علم ہے۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ مچھر کا خالق کسی کیفیت کے بغیر لطیف ہے۔ حالت و کیفیت، فقط مخلوق کے لیے ہے کہ وہ کیسی ہے۔

اسی طرح ہم اپنے پروردگار کو قوی و توانا کا نام دیتے ہیں۔ یہ توانائی (مضبوطی سے پکڑنے والی) نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان مشہور و معروف ہے، اگر اس کی توانائی مخلوق کے درمیان معروف جسمانی توانائی ہو تو وہ مخلوق کے مشابہ ہوگا لہذا اس میں زیادہ کا احتمال ہے اور جس زیادہ کا احتمال ہو، اس میں کمی کا احتمال بھی ہے اور ہر وہ چیز جس میں کمی ہو وہ قدیم نہیں ہوگی اور جو چیز قدیم نہ ہو، وہ عاجز ہوگی۔

اس بنا پر ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کا نہ تو کوئی مثل ہے نہ ضد، نہ شریک، نہ کیفیت اور نہ اس کی کوئی انتہا ہے اور نہ وہ آنکھ سے قابل دید ہے۔ دلوں پر حرام ہے کہ تشبیہ قرار دیں، ذہنوں پر حرام ہے کہ اس کی حد بندی کریں، فکروں پر حرام ہے کہ اسے خلق شدہ سمجھیں، وہ اپنی مخلوقات کی نشانیوں اور آلات سے بلند اور جدا ہے اور اس سے کئی گنا برتر ہے۔ (الکافی، ج۱، ص ۱۱۷)

.......✸.......

فصلِ دوم

نبوت اور پیغمبری کے بارے میں

maablib.org

پیغمبرؐ خدا کو اُمّی کا نام کیوں دیا گیا؟

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصُّوفِيِّ قَالَ:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا عليه السلام فَقُلْتُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! لِمَ سُمِّيَ النَّبِيُّ الْأُمِّيَّ؟

فَقَالَ: مَا يَقُولُ النَّاسُ؟

قُلْتُ: يَزْعُمُونَ أَنَّهُ إِنَّمَا سُمِّيَ الْأُمِّيَّ، لِأَنَّهُ لَمْ يُحْسِنْ أَنْ يَكْتُبَ۔

فَقَالَ عليه السلام: كَذَبُوا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللهِ أَنَّى ذٰلِكَ، وَاللهُ يَقُولُ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (سورۂ جمعہ، آیت ۲)

فَكَيْفَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مَا لَا يُحْسِنُ، وَاللهِ، لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ یَقْرَأُ وَيَكْتُبُ بِاثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ ـ أَوْ قَالَ: بِثَلَاثَةٍ وَسَبْعِينَ لِسَانًا ـ وَإِنَّمَا سُمِّيَ الْأُمِّيَّ، لِأَنَّهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، وَمَكَّةُ مِنْ أُمَّهَاتِ الْقُرَى، وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ:

﴿لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ (سورۂ انعام، آیت ۹۲)

جعفر بن محمد صوفی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: اے

فرزندِ رسولؐ! پیغمبرِ خدا کو اُمّی کیوں کہا گیا ہے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس بارے میں لوگ (مخالفین) کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے وہ انھیں اُمّی کہتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ صحیح نہیں کہتے، ان پر خدا کی پھٹکار ہو، ایسا کیسے ہوسکتا ہے، درحالانکہ خود خداوندِ متعال اپنی محکم کتاب میں فرماتا ہے: "وہ وہ ہے کہ جس نے اَن پڑھوں میں سے انھی کے درمیان میں سے رسولؐ کو مبعوث کیا کہ جو ان کے سامنے آیاتِ خدا کی تلاوت کرے، ان کا تزکیۂ نفس کرے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ (جمعہ، آیہ ۲)

اس بنا پر جو پیغمبر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے، انھوں نے کس طرح سے انھیں آیات کی تعلیم دی؟ خدا کی قسم! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتّر یا تہتّر زبانیں جانتے اور لکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی کہنے کی علت یہ تھی کہ وہ مکہ کے لوگوں میں سے تھے اور مکہ کو "اُم القریٰ" کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: "تاکہ تم اُم القریٰ (مکہ) اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کو ڈراؤ" (سورۂ انعام، آیت ۹۲)۔ (علل الشرائع، ج ۱، ص ۱۲۵)

......✱......

فصلِ سوم

امامت وولایت کے بارے میں

maablib.org

کیا رسولؐ خدا کا اسلحہ آپؑ کے پاس ہے؟

مَا رَوَى بَكْرُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى جَعْفَرٍ عليه السلام كِتَابًا وَفِي آخِرِهِ: هَلْ عِنْدَكَ سِلَاحُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم؟

وَنَسِيتُ أَنْ أَبْعَثَ بِالْكِتَابِ

فَكَتَبَ إِلَيَّ بِحَوَائِجَ لَهُ وَفِي آخِرِ كِتَابِهِ:

عِنْدِي سِلَاحُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ فِينَا بِمَنْزِلَةِ التَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يَدُورُ مَعَنَا حَيْثُ دُرْنَا وَهُوَ مَعَ كُلِّ إِمَامٍ۔

وَكُنْتُ بِمَكَّةَ فَأَضْمَرْتُ فِي نَفْسِي شَيْئًا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ، فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ نَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ: اسْتَغْفِرِ اللهَ مِمَّا أَضْمَرْتَ وَلَا تَعُدْ۔

قَالَ بَكْرٌ: فَقُلْتُ لِمُحَمَّدٍ: أَيُّ شَيْءٍ هَذَا؟

قَالَ: لَا أُخْبِرُ بِهِ أَحَدًا۔

قَالَ: وَخَرَجَ بِإِحْدَى رِجْلَيَّ الْعِرْقُ الْمَدَنِيُّ وَقَدْ قَالَ لِي قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ الْعِرْقُ فِي رِجْلِي وَقَدْ وَدَّعْتُهُ۔

فَكَانَ آخِرُ مَا قَالَ: إِنَّهُ سَتُصِيبُ وَجَعًا فَاصْبِرْ فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ شِيعَتِنَا اشْتَكَى فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ أَلْفِ شَهِيدٍ

فَلَمَّا صِرْتُ فِي بَطْنِ مَرٍّ ضَرَبَ عَلَى رِجْلِي وَخَرَجَ بِي الْعِرْقُ فَمَا

زِلْتُ شَاكِيًا أَشْهُرًا وَحَجَجْتُ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ ، عَوِّذْ رِجْلِي وَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ هٰذِهِ الَّتِي تُوجِعُنِي۔

فَقَالَ: لَا بَأْسَ عَلَى هٰذِهِ وَأَعْطِنِي رِجْلَكَ الْأُخْرَى الصَّحِيحَةَ، فَبَسَطْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَوَّذَهَا ، فَلَمَّا قُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ خَرَجَ فِي الرِّجْلِ الصَّحِيحَةِ، فَرَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي فَعَلِمْتُ أَنَّهُ عَوَّذَهَا مِنَ الْوَجَعِ ، فَعَافَانِيَ اللهُ بَعْدَهُ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۸۸)

بکر بن صالح کہتے ہیں: محمد بن فضیل میرفی نے کہا: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں یہ پوچھا: کیا رسولؐ خدا کا اسلحہ آپؑ کے پاس ہے؟ لیکن میں وہ خط آنحضرتؑ کی خدمت میں بھیجنا بھول گیا تھا۔

امام علیہ السلام نے میرے نام خط تحریر فرمایا اور اس میں مجھ سے کچھ چیزیں طلب فرمائیں اور اس خط کے آخر میں یوں مرقوم فرمایا:

"رسولؐ خدا کا اسلحہ میرے پاس ہے اور وہ ہمارے درمیان بنی اسرائیل کے تابوت کی مانند ہے، ہم جہاں پر بھی جاتے ہیں اُسے اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں اور یہ ہر امامؑ کے پاس موجود ہے"۔

میں مکہ میں تھا، میرے ذہن میں کچھ مطالب آئے کہ جن سے خدا کے سوا کوئی بھی آگاہ نہیں تھا۔ جب میں مکہ گیا تو امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اُن افکار کے بارے میں خدا سے مغفرت طلب کرو اور آج کے بعد ایسا مت سوچو۔

بکر بن صالح کہتے ہیں: میں نے محمد بن فضیل سے پوچھا: وہ افکار کیا تھیں؟ اس نے کہا: میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا۔

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میرے ایک پاؤں میں زخم تھا، قبل اس کے کہ یہ زخم ظاہر ہوتا، میں نے آنحضرتؑ کو خدا حافظ کہا، اُنھوں نے میرے ساتھ جو آخری گفتگو فرمائی، وہ یہ تھی۔

آپؑ نے فرمایا: عنقریب تمھیں درد ہوگا، اس وقت صبر سے کام لینا، ہمارے شیعوں میں سے جو کوئی بھی درد کی وجہ سے آہ و فریاد کرے تو خداوند متعال اس کے لیے ایک ہزار شہداء کا اجر لکھ دیتا ہے۔

جب میں "بطن مرّ" کے مقام پر پہنچا تو میری ٹانگ پر پھنسی نکل آئی، اس زخم نے مجھے کئی ماہ تک اذیت میں مبتلا رکھا اور میں فریاد کرتا رہا۔ دوسرے سال حج کے لیے شرف یاب ہوا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، میری اس ٹانگ کے لیے کوئی دعا فرمائیں، کیونکہ آپؑ نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ مجھے یہ تکلیف ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس مرض کی وجہ سے پریشان مت ہوں اور دوسری تندرست ٹانگ آگے بڑھاؤ۔ میں نے اپنی ٹانگ اُن کے سامنے دراز کی۔ اُنھوں نے اس پر تعویذ پڑھا، جس وقت میں ان کی خدمت سے رخصت ہوا تو میری اسی ٹانگ میں پھنسی نکل آئی۔

میں نے اپنے نفس کی طرف رجوع کیا تو سمجھ گیا کہ اس پھنسی کے لیے تعویذ پڑھا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامتی عنایت فرمائی۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۸۸)

میرے آقا! لوگ آپؑ کی کم سنی پر اعتراض کرتے ہیں؟

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ حَسَّانَ لِأَبِي

جَعْفَرٍ علیہ السلام: يَا سَيِّدِي! إِنَّ النَّاسَ يُنْكِرُونَ عَلَيْكَ حَدَاثَةَ سِنِّكَ۔

فَقَالَ: وَمَا يُنْكِرُونَ مِنْ ذٰلِكَ قَوْلَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ؟ لَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِنَبِيِّهِ: ﴿قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ (سورۂ یوسف، آیت ۱۰۸)

فَوَ اللهِ مَا تَبِعَهُ إِلَّا عَلِيٌّ علیہ السلام وَلَهُ تِسْعُ سِنِينَ وَأَنَا ابْنُ تِسْعِ سِنِينَ

علی بن حسان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: لوگ آپؑ کی کم سنی پر اعتراض کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: درحقیقت وہ خدا کے کلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا: ''کہو، یہ میرا راستہ ہے، میں اور میرے پیروکار از روئے بصیرت تمام کو خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں''۔ (سورۂ یوسف، آیت ۱۰۸)

خدا کی قسم! اس وقت حضرت علی علیہ السلام صرف ۹ سال کے تھے کہ آپؑ رسولؐ خدا کے پیرو تھے اور میں بھی ۹ سال کا ہوں۔ (الکافی، ج۱، ص ۳۸۴)

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام قَالَ:

قُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِي حَدَاثَةِ سِنِّكَ۔

فَقَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى دَاوُدَ أَنْ يَسْتَخْلِفَ سُلَيْمَانَ وَهُوَ صَبِيٌّ يَرْعَى الْغَنَمَ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عُبَّادُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَعُلَمَاؤُهُمْ۔

فَأَوْحَى اللهُ إِلَى دَاوُدَ علیہ السلام أَنْ خُذْ عَصَا الْمُتَكَلِّمِينَ وَعَصَا سُلَيْمَانَ وَاجْعَلْهَا فِي بَيْتٍ وَاخْتِمْ عَلَيْهَا بِخَوَاتِيمِ الْقَوْمِ فَإِذَا كَانَ مِنَ

الْعَدِ فَمَنْ كَانَتْ عَصَاهُ قَدْ أَوْرَقَتْ وَأَثْمَرَتْ فَهُوَ الْخَلِيفَةُ۔
فَأَخْبَرَهُمْ دَاوُدُ فَقَالُوا: قَدْ رَضِينَا وَسَلَّمْنَا۔

علی بن سیف کہتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے ایک نے بتایا: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: لوگ آپ کی کم سنی پر اعتراض کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: یقیناً خداوند متعال نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ وہ جناب سلیمانؑ کو اپنا جانشین بنائے، وہ اس وقت بچے تھے کہ آپ بھیڑ بکریاں چراتے تھے۔

بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں اور دانش مندوں نے انھیں قبول نہ کیا۔
خداوند متعال نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اعتراض کرنے والوں کا عصا اور سلیمانؑ کا عصا لے کر ایک گھر میں رکھ دو اور لوگوں کی مہروں کے ساتھ ان پر مہریں لگاؤ، کل کو جس کا عصا سبز ہو گیا اور اس نے پتے اور پھل اُٹھایا تو وہ جانشین ہے۔
حضرت داؤد علیہ السلام نے انھیں یہ خبر دی (کل جس وقت معترضین نے یہ معجزہ دیکھا) تو اُس نے کہا: ہم راضی ہوئے اور ہم نے قبول کیا۔ (الکافی، ج ۱، ص ۳۸۳)

کیا اپنے ناصبی والد کے ساتھ دشمنی کروں یا اس کی خدمت کروں؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ:
كَتَبَ صِهْرٌ لِي إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام: إِنَّ أَبِي نَاصِبٌ خَبِيثُ الرَّأْيِ وَقَدْ لَقِيتُ مِنْهُ شِدَّةً وَجَهْداً فَرَأْيَكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ فِي الدُّعَاءِ لِي وَمَا تَرَى جُعِلْتُ فِدَاكَ أَفَتَرَى أُكَاشِفُهُ أَمْ أُدَارِيهِ؟
فَكَتَبَ علیہ السلام:

قَدْ فَهِمْتُ كِتَابَكَ وَمَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ أَبِيكَ، وَلَسْتُ أَدَعُ الدُّعَاءَ لَكَ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْمُدَارَاةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْمُكَاشَفَةِ، وَمَعَ الْعُسْرِ يُسْرٌ۔ فَاصْبِرْ فَإِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ، ثَبَّتَكَ اللهُ عَلَى وَلَايَةِ مَنْ تَوَلَّيْتَ نَحْنُ وَأَنْتُمْ فِي وَدِيعَةِ اللهِ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ۔ قَالَ بَكْرٌ: فَعَطَفَ اللهُ بِقَلْبِ أَبِيهِ عَلَيْهِ حَتَّى صَارَ لَا يُخَالِفُهُ فِي شَيْءٍ۔ (امالی مفید، ص ۱۹۱)

بکر بن صالح کہتے ہیں: میرے داماد نے ایک خط میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا: میرا باپ ناصبی اور برے عقیدے کا مالک ہے اور اس کے ساتھ برتاؤ کرنے کی وجہ سے مشکلات اور سختیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپؑ پر قربان جاؤں اگر مناسب سمجھیں تو میرے لیے دعا کریں اور یہ بتائیں کہ اس کے بارے میں آپؑ کا نظریہ کیا ہے؟ کیا اس کے ساتھ دشمنی کروں یا مدارات کروں؟

حضرتؑ نے جواب میں یوں تحریر فرمایا: "تم نے جو کچھ اپنے باپ کے بارے میں لکھا ہے، میں اس سے آگاہ ہوا ہوں۔ ان شاء اللہ آپؑ کے لیے دعا کرنے کو ترک نہیں کروں گا۔ تمہارے لیے دشمنی اور پرخاش گری کی نسبت مدارات کرنا بہتر ہے۔ ہر مشکل کے ہمراہ آسانی ہے، صبر سے کام لو، کیونکہ عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

خداوند متعال تمہیں اس کی ولایت پر ثابت قدم رکھے، جس کی ولایت کو تم نے قبول کیا ہے، ہم اور آپ خدا کی امانت ہیں اور خدا اپنی امانتوں کو تباہ و برباد نہیں کرتا۔

بکر کہتے ہیں: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کے دل کو اس کی خواہش کے مطابق پھیر دیا۔ اس طرح کہ وہ کسی چیز میں بھی اس کی مخالفت نہ کرتا۔

آپ کون ہیں؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ مَا جِيلَوَيْهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمُتَوَكِّلُ وَأَحْمَدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَمَدَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ تَاتَانَةَ وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ هِشَامٍ الْمُؤَدِّبُ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ الْوَرَّاقُ رضي الله عنهم قَالُوا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ قَالَ:

بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عليه السلام إِذْ قَالَ لِي: يَا أَبَا الصَّلْتِ! ادْخُلْ هٰذِهِ الْقُبَّةَ الَّتِي فِيهَا قَبْرُ هَارُونَ وَائْتِنِي بِتُرَابٍ مِنْ أَرْبَعَةِ جَوَانِبِهَا۔

قَالَ: فَمَضَيْتُ فَأَتَيْتُ بِهِ۔

فَلَمَّا مَثُلْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي نَاوِلْنِي هٰذَا التُّرَابَ وَهُوَ مِنْ عِنْدِ الْبَابِ۔

فَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ رَمَى بِهِ۔

ثُمَّ قَالَ: سَيُحْفَرُ لِي هَاهُنَا فَتَظْهَرُ صَخْرَةٌ لَوْ جُمِعَ عَلَيْهَا كُلُّ مِعْوَلٍ بِخُرَاسَانَ لَمْ يَتَهَيَّأْ قَلْعُهَا۔

ثُمَّ قَالَ فِي الَّذِي عِنْدَ الرِّجْلِ: وَالَّذِي عِنْدَ الرَّأْسِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ثُمَّ قَالَ: نَاوِلْنِي هٰذَا التُّرَابَ فَهُوَ مِنْ تُرْبَتِي، ثُمَّ قَالَ: سَيُحْفَرُ لِي فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ فَتَأْمُرُهُمْ أَنْ يَحْفِرُوا لِي سَبْعَ مَرَاقٍ إِلَى أَسْفَلَ وَأَنْ يُشَقَّ لِي ضَرِيحَةٌ، فَإِنْ أَبَوْا إِلَّا أَنْ يَلْحَدُوا

فَتَأْمُرُهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا اللَّحْدَ ذِرَاعَيْنِ وَشِبْرًا، فَإِنَّ اللهَ سَيُوَسِّعُهُ مَا يَشَاءُ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَإِنَّكَ تَرٰى عِنْدَ رَأْسِي نَدَاوَةً فَتَكَلَّمْ بِالْكَلَامِ الَّذِي أُعَلِّمُكَ، فَإِنَّهُ يَنْبُعُ الْمَاءُ حَتّٰى يَمْتَلِئَ اللَّحْدُ وَتَرٰى فِيهِ حِيتَانًا صِغَارًا، فَفُتَّ لَهَا الْخُبْزَ الَّذِي أُعْطِيكَ، فَإِنَّهَا تَلْتَقِطُهُ فَإِذَا لَمْ يَبْقَ مِنْهُ شَيْءٌ خَرَجَتْ مِنْهُ حُوتَةٌ كَبِيرَةٌ فَالْتَقَطَتِ الْحِيتَانَ الصِّغَارَ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهَا شَيْءٌ، ثُمَّ تَغِيبُ فَإِذَا غَابَتْ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ تَكَلَّمْ بِالْكَلَامِ الَّذِي أُعَلِّمُكَ، فَإِنَّهُ يَنْضُبُ الْمَاءُ لَا يَبْقٰى مِنْهُ وَلَا تَفْعَلْ ذٰلِكَ إِلَّا بِحَضْرَةِ الْمَأْمُونِ۔

ثُمَّ قَالَ علیہ السلام: يَا أَبَا الصَّلْتِ! غَدًا أَدْخُلُ عَلٰى هٰذَا الْفَاجِرِ، فَإِنْ أَنَا خَرَجْتُ وَأَنَا مَكْشُوفُ الرَّأْسِ، فَتَكَلَّمْ أُكَلِّمْكَ، وَ إِنْ أَنَا خَرَجْتُ وَأَنَا مُغَطَّى الرَّأْسِ فَلَا تُكَلِّمْنِي۔

قَالَ أَبُو الصَّلْتِ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ لَبِسَ ثِيَابَهُ وَجَلَسَ فَجَعَلَ فِي مِحْرَابِهِ يَنْتَظِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ غُلَامُ الْمَأْمُونِ، فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ۔

فَلَبِسَ نَعْلَهُ وَ رِدَاءَهُ وَقَامَ يَمْشِي وَأَنَا أَتْبَعُهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَأْمُونَ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ طَبَقٌ عَلَيْهِ عِنَبٌ وَأَطْبَاقُ فَاكِهَةٍ وَبِيَدِهِ عُنْقُودُ عِنَبٍ قَدْ أَكَلَ بَعْضَهُ وَبَقِيَ بَعْضُهُ، فَلَمَّا أَبْصَرَ بِالرِّضَا علیہ السلام وَثَبَ إِلَيْهِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَأَجْلَسَهُ مَعَهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الْعُنْقُودَ وَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا رَأَيْتُ عِنَبًا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا!

ج

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا علیه السلام : رُبَّمَا كَانَ عِنَبًا حَسَنًا يَكُونُ مِنَ الْجَنَّةِ۔

فَقَالَ لَهُ: كُلْ مِنْهُ!

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا علیه السلام: تُعْفِينِي مِنْهُ۔

فَقَالَ: لَابُدَّ مِنْ ذٰلِكَ ، وَمَا يَمْنَعُكَ مِنْهُ لَعَلَّكَ تَتَّهِمُنَا بِشَيْءٍ۔

فَتَنَاوَلَ الْعُنْقُودَ ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ الرِّضَا علیه السلام ثَلَاثَ حَبَّاتٍ ثُمَّ رَمَى بِهِ وَقَامَ۔

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: إِلَى أَيْنَ؟

فَقَالَ: إِلَى حَيْثُ وَجَّهْتَنِي۔

فَخَرَجَ علیه السلام مُغَطَّى الرَّأْسِ، فَلَمْ أُكَلِّمْهُ حَتّٰى دَخَلَ الدَّارَ، فَأَمَرَ أَنْ يُغْلَقَ الْبَابُ فَغُلِقَ، ثُمَّ نَامَ علیه السلام عَلٰى فِرَاشِهِ وَمَكَثْتُ وَاقِفًا فِي صَحْنِ الدَّارِ مَهْمُوماً مَحْزُوناً فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ قَطَطُ الشَّعْرِ أَشْبَهُ النَّاسِ بِالرِّضَا علیه السلام۔

فَبَادَرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: مِنْ أَيْنَ دَخَلْتَ وَالْبَابُ مُغْلَقٌ؟

فَقَالَ: الَّذِي جَاءَ بِي مِنَ الْمَدِينَةِ فِي هٰذَا الْوَقْتِ هُوَ الَّذِي أَدْخَلَنِي الدَّارَ وَالْبَابُ مُغْلَقٌ۔

فَقُلْتُ لَهُ: وَمَنْ أَنْتَ؟

فَقَالَ لِي: أَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا الصَّلْتِ! أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ۔

ثُمَّ مَضَى نَحْوَ أَبِيهِ عليه السلام فَدَخَلَ وَأَمَرَنِي بِالدُّخُولِ مَعَهُ۔
فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ الرِّضَا عليه السلام وَثَبَ إِلَيْهِ وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ، وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ سَحَبَهُ سَحْبًا إِلَى فِرَاشِهِ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام يُقَبِّلُهُ وَيُسَارُّهُ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، وَرَأَيْتُ عَلَى شَفَتَيِ الرِّضَا عليه السلام زُبْدًا أَشَدَّ بَيَاضاً مِنَ الثَّلْجِ، وَرَأَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَلْحَسُهُ بِلِسَانِهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ ثَوْبَيْهِ وَصَدْرِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ شَيْئًا شَبِيهًا بِالْعُصْفُورِ، فَابْتَلَعَهُ أَبُو جَعْفَرٍ وَمَضَى الرِّضَا عليه السلام (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۴۵)

ابوصلت ہروی کہتے ہیں: میں ایک دن حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آنحضرت علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے اباصلت! یہ بقعہ کہ جس میں ہارون دفن ہے، اس میں جاؤ اور اس کے ہر کونے سے ایک ایک مٹھی خاک میرے لیے لے کر آؤ۔

میں گیا اور جو کچھ آنحضرتؑ نے طلب فرمایا تھا وہ لے کر آیا۔ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنھوں نے فرمایا: وہ خاک جو دروازے کے قریب کی ہے وہ مجھے دو۔

میں نے خاک کی وہ مٹھی آنحضرتؑ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرتؑ نے اُسے پکڑ کر سونگھا اور زمین پر پھینک دیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: مجھے اس مقام پر دفن کرنے کے لیے قبر کھودیں گے۔ وہاں پر ایک پتھر ظاہر ہوگا۔ اگر خراسان کی تمام کیتیاں اکٹھی ہو جائیں تو پھر بھی اُسے اپنی جگہ سے اُکھاڑ نہیں سکیں گی۔

اس کے بعد ہارون کے سرہانے اور پائنتی کی طرف کی خاک کے بارے میں بھی ایسا ہی فرمایا۔ پھر فرمایا: وہ خاک بھی مجھے دو۔ میں نے وہ خاک ان کی خدمت

میں پیش کی۔ اُنھوں نے اُسے پکڑ کر فرمایا: یہ خاک میری تربت کی ہے۔

پھر فرمایا: یہاں پر میری قبر کھودیں گے اور تم انھیں حکم دینا کہ سات زینوں تک گہری کھودیں اور اس کی ایک طرف کو وسیع کر کے میری قبر بنائیں۔ اگر اُنھوں نے ایسا نہ کیا اور کہا کہ لحد کا ہونا ضروری ہے، تو ان سے کہنا قبر کی وسعت دو ہاتھ اور ایک بالشت ہو۔ پھر خداوند متعال جس قدر چاہے گا اسی قدر وسیع کر دے گا۔

جب وہ ایسا کریں گے تو تم دیکھو گے کہ سر کے بالائی حصہ کی جانب سے ایک رطوبت ظاہر ہوگی، جب وہ کلام پڑھو گے جو تمھیں تعلیم دوں گا تو وہ قبر پانی سے بھر جائے گی۔ تم اس پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں دیکھو گے۔ پھر تم اس میں روٹی کو ریزہ ریزہ کر کے انھیں ڈالنا، جو ابھی تمھیں دوں گا، وہ مچھلیاں اس روٹی کو نگل جائیں گی، جب روٹی ختم ہو جائے گی تو ایک بڑی سی مچھلی ظاہر ہوگی جو ان تمام چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد بڑی مچھلی بھی غائب ہو جائے گی۔ جب بڑی مچھلی غائب ہو جائے گی تو تم اپنا ہاتھ پانی میں ڈالنا اور یہ دعا پڑھنا جو ابھی تمھیں تعلیم دوں گا۔ اس کے بعد پانی ختم ہو جائے گا اور اس سے کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔ تم نے یہ کام صرف مامون کی موجودگی میں انجام دینا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اے اباصلت! میں کل اُس فاجر کے پاس جاؤں گا اگر وہاں سر برہنہ نکلا تو میرے ساتھ بات کرنا اور میں تمھیں جواب بھی دوں گا اور اگر وہاں سے واپس آتے وقت سر ڈھانپا ہوا ہو تو پھر میرے ساتھ کوئی بات نہ کرنا۔

ابوصلت کہتے ہیں: وہ صبح آ گئی۔ امام رضا علیہ السلام نے لباس زیب تن کیا اور محراب عبادت میں انتظار کرنے لگے۔ اسی حالت میں انتظار کر رہے تھے کہ مامون کا غلام داخل ہوا اور کہا: امیرالمومنین آپ کو بلا رہے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے جوتے پہنے اور اپنی عبا کاندھوں پر لی، کھڑے

ہوئے اور مامون کے دربار کی جانب روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ آپ مامون کے گھر میں داخل ہوئے۔ مامون کے سامنے ایک تشت انگوروں کا اور ایک دوسرے پھلوں کا رکھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں انگوروں کا گچھا تھا کہ اس میں سے کچھ اس کے کھائے ہوئے تھے اور کچھ باقی تھے۔

جب اس کی نگاہ آنحضرتؑ پر پڑی تو وہ اُٹھا، ان سے معانقہ کیا، پیشانی پر بوسہ دیا، انھیں اپنے پاس بٹھایا، ہاتھ میں لیا ہوا انگور کا گچھا انھیں دیا اور کہا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! میں نے آج تک ان سے اچھے انگور نہیں دیکھے ہیں۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: بہشتی انگور ان سے کئی گنا اچھے ہیں۔

اُس نے کہا: آپؑ ان میں سے کچھ کھائیں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے انھیں کھانے سے معاف رکھیں۔

اُس نے کہا: کھانا ضروری ہے، کیوں نہیں کھاتے ہو، شاید مجھے متہم سمجھتے ہو؟ اس کے بعد مامون نے انگوروں کا گچھا اُٹھایا اور اس سے کچھ دانے کھائے اور پھر حضرت امام رضاؑ کو دیا۔ آپؑ نے اس کے ہاتھ سے لیا اور صرف تین دانے کھائے اور گچھا زمین پر پھینک کر کھڑے ہو گئے۔

مامون نے کہا: کہاں جا رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہاں جا رہا ہوں جہاں پر تم نے مجھے بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے اپنی عبا اپنے سر پر لی اور مامون کے دربار سے نکل آئے۔

ابوصلت کہتے ہیں: میں نے آنحضرت علیہ السلام سے کوئی بات نہ کی، یہاں تک کہ آپؑ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا: دروازے بند کر دیں۔ دروازوں کو بند کیا گیا۔ حضرتؑ اپنے بستر پر سو گئے۔ میں اسی حالت میں گھر کے صحن میں افسردہ وغمگین کھڑا تھا کہ میری نگاہ ایک خوب صورت نوجوان پر پڑی کہ جس کے بال گھنگھریالے تھے

اور وہ حضرت امام رضاؑ کے ساتھ بہت زیادہ شباہت رکھتا تھا۔ میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا: تمام دروازے تو بند تھے، آپ کہاں سے داخل ہوئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جس نے مجھے اس وقت مدینہ سے یہاں پر پہنچایا ہے اس نے ہی مجھے بند دروازوں سے گھر میں داخل کیا ہے۔

میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟

اے اباصلت! میں تمہارے اُوپر خدا کی حجت ہوں۔ میں محمد بن علی (امام جوادؑ) ہوں۔

اس کے بعد آپؑ اپنے والد گرامی کی طرف روانہ ہوئے اور کمرے میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ میں بھی ان کے ہمراہ داخل ہوں۔

جس وقت ان کے والد گرامی حضرت امام رضاؑ کی نگاہیں ان پر پڑیں تو آپ اُٹھے، انھیں بغل میں لیا، ہاتھ ان کی گردن میں ڈالے، پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنے بستر کی طرف کھینچا۔ امام جوادؑ نے اپنے آپ کو باپ پر گرا دیا۔ آنحضرتؑ نے ان کے بوسے لیے اور انھیں آہستہ سے کچھ کہا، لیکن میں نہ سمجھا۔ لیکن میں نے حضرت امام رضاؑ کے لبوں پر جھاگ سی دیکھی کہ جو برف سے زیادہ سفید تھی، اور امام جوادؑ کو دیکھا کہ وہ اسے اپنی زبان سے چوس رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت امام رضاؑ نے لباس کے نیچے سے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور چڑیا کی مانند ایک چیز نکالی کہ جسے حضرت امام جوادؑ نے تناول کیا۔ اس کے بعد حضرت امام رضاؑ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۲۴۵)

کیا ہم اپنے گذشتہ راویوں کی کتب سے روایات نقل کر سکتے ہیں؟

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي خَالِدٍ

شَيْنُولَةَ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنَّ مَشَايِخَنَا رَوَوْا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي عَبْدِاللهِ عليهما السلام وَكَانَتِ التَّقِيَّةُ شَدِيدَةً، فَكَتَمُوا كُتُبَهُمْ وَلَمْ تُرْوَ عَنْهُمْ، فَلَمَّا مَاتُوا صَارَتِ الْكُتُبُ إِلَيْنَا۔

فَقَالَ: حَدِّثُوا بِهَا فَإِنَّهَا حَقٌّ

محمد بن حسن بن ابوخالد کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، ہمارے استادوں کے پاس حضرت امام باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کچھ روایات ہیں۔ چونکہ شدید تقیہ کا دور تھا، لہٰذا انھوں نے اپنی کتابیں پنہاں کر دی تھیں لہٰذا ان سے دست بدست روایات نقل نہیں ہوئی ہیں۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کی کتابیں ہمیں ملی ہیں (کیا ہم ان سے روایات نقل کر سکتے ہیں؟)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: انھیں نقل کریں، کیونکہ وہ حق ہیں۔ (الکافی، ج۱، ص۵۳)

شیعوں میں اختلاف کے بارے میں

الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْفَضْلِ عَبْدِاللهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام فَأَجْرَيْتُ اخْتِلَافَ الشِّيعَةِ۔

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُتَفَرِّداً بِوَحْدَانِيَّتِهِ، ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّداً وَعَلِيّاً وَفَاطِمَةَ فَمَكَثُوا أَلْفَ دَهْرٍ، ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ، فَأَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَأَجْرَى

طَاعَتَهُمْ عَلَيْهَا وَفَوَّضَ أُمُورَهَا إِلَيْهِمْ ، فَهُمْ يُحِلُّونَ مَا يَشَاءُونَ وَيُحَرِّمُونَ مَا يَشَاءُونَ وَلَنْ يَشَاءُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔

ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذِهِ الدِّيَانَةُ الَّتِي مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا مُحِقَ ، وَمَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ خُذْهَا إِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

محمد بن سنان کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ شیعوں کے اندر اختلاف کے بارے میں گفتگو ہوئی۔

آپؑ نے فرمایا: اے محمد! بلاشک خدا تبارک وتعالیٰ ہمیشہ اپنی وحدانیت میں یکتا ہے، پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علیؑ اور فاطمہ علیہا السلام کو خلق کیا، وہ ایک ہزار دہر اسی طرح سے رہے۔ پھر دوسری اشیاء کو خلق کیا اور ان بزرگوار ہستیوں کو اپنی مخلوق پر گواہ بنایا اور مخلوقات میں ان کی اطاعت کو جاری کیا، مخلوقات کے اُمور ان کے سپرد کیے۔

پس وہ جس چیز کو چاہیں حلال کریں اور جسے چاہیں حرام کریں، لیکن وہ ہرگز اس کے سوا کچھ نہیں چاہتے جسے خدا نہ چاہے۔

اس کے بعد فرمایا: اے محمد! یہ وہی دیانت ہے کہ جو کوئی اس سے آگے بڑھے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور جو کوئی پیچھے رہ جائے گا وہ نابود ہو جائے گا اور جو کوئی اس کے ہمراہ رہے وہ حق تک پہنچا ہے۔ اے محمد! ہمیشہ اس دیانت کے ہمراہ رہو۔ (عمان، ج ۱، ص ۴۴۱)

آپؑ کے پدر بزرگوار کو رضاؑ کیوں کہتے ہیں؟

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيُّ الْفَقِيهُ مُصَنِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ:

حَدَّثَنَا أَبِي وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْمُتَوَكِّلِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَاجِيلَوَيْهِ وَأَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ تَاتَانَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَمَدَانِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هِشَامٍ الْمُكَتِّبُ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ الْوَرَّاقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ الْبَزَنْطِيِّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عليه السلام: إِنَّ قَوْمًا مِنْ مُخَالِفِيكُمْ يَزْعُمُونَ أَبَاكَ إِنَّمَا سَمَّاهُ الْمَأْمُونُ الرِّضَا لِمَا رَضِيَهُ لِوِلَايَةِ عَهْدِهِ۔

فَقَالَ: كَذَبُوا وَاللهِ وَفَجَرُوا ، بَلِ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَمَّاهُ الرِّضَا، لِأَنَّهُ كَانَ رِضًى لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي سَمَائِهِ وَ رِضًى لِرَسُولِهِ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ فِي أَرْضِهِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَلَمْ يَكُنْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ آبَائِكَ الْمَاضِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ رِضًى لِلّٰهِ تَعَالَى وَ لِرَسُولِهِ وَالْأَئِمَّةِ عليهم السلام؟!

فَقُلْتُ: فَلِمَ سُمِّيَ أَبُوكَ مِنْ بَيْنِهِمُ الرِّضَا؟

قَالَ: لِأَنَّهُ رَضِيَ بِهِ الْمُخَالِفُونَ مِنْ أَعْدَائِهِ كَمَا رَضِيَ بِهِ الْمُوَافِقُونَ مِنْ أَوْلِيَائِهِ ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ مِنْ آبَائِهِ عليهم السلام فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ مِنْ بَيْنِهِمُ الرِّضَا عليه السلام۔

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے مخالفین کا ایک گروہ یہ خیال کرتا ہے کہ جس وقت آپؑ

کے والد بزرگوار نے مامون کی طرف سے ولایت عہدی کو قبول کیا اور اس پر راضی ہوئے تو مامون نے ان کا نام "رضا" رکھا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ جھوٹ کہتے ہیں اور فاجر ہیں، بلکہ خداوند متعال نے ان کا نام "رضا" رکھا ہے، کیونکہ وہ آسمان میں خدا اور زمین میں رسولؐ خدا اور اپنے بعد والے آئمہؑ سے راضی تھے۔

احمد کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کے آباء و اجداد کرام خدا، اس کے رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام پر راضی نہ تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، راضی تھے۔

میں نے عرض کیا: پھر ان میں سے صرف آپؑ کے والد بزرگوار کو کیوں رضا کا نام دیا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں کہ ان کے مخالفین میں سے دشمن بھی آپؑ پر اس طرح سے راضی تھے جس طرح سے ان کے دوستوں میں سے موافقین ان سے راضی تھے، جب کہ ان کے آباء و اجداد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا، اسی وجہ سے ان کے درمیان میں سے اسے "رضا" کا نام دیا گیا۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۳)

حسنؑ کے بعد امامؑ کون ہے؟

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ مُحَمَّدِ العبدوس بْنِ عَبْدُوسٍ الْعَطَّارُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّقْرُ بْنُ أَبِي دُلَفَ قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ

الْإِمَامُ بَعْدِي ابْنِي عَلِيٌّ أَمْرُهُ أَمْرِي، وَقَوْلُهُ قَوْلِي، وَطَاعَتُهُ طَاعَتِي وَالْإِمَامُ بَعْدَهُ ابْنُهُ الْحَسَنُ أَمْرُهُ أَمْرُ أَبِيهِ، وَقَوْلُهُ قَوْلُ أَبِيهِ، وَطَاعَتُهُ طَاعَةُ أَبِيهِ۔ ثُمَّ سَكَتَ۔

فَقُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! فَمَنِ الْإِمَامُ بَعْدَ الْحَسَنِ؟

فَبَكَى علیہ السلام بُكَاءً شَدِيدًا ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنْ بَعْدِ الْحَسَنِ ابْنَهُ الْقَائِمَ بِالْحَقِّ الْمُنْتَظَرَ.....

صقر بن دلف کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے سنا کہ اُنھوں نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا "علی" امام ہے۔ اُن کا حکم میرا حکم، اُن کا فرمان میرا فرمان اور اُن کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا حسنؑ امام ہے کہ ان کا حکم ان کے پدر گرامی کا حکم، ان کا فرمان ان کے پدر محترم کا فرمان اور ان کی اطاعت ان کے پدر کی اطاعت ہے۔ پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔

میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! امام حسنؑ کے بعد امام کون ہے؟

حضرتؑ نے شدید گریہ کیا، پھر فرمایا: امام حسن علیہ السلام کے بعد ان کا بیٹا امام ہوگا جو حق کے ساتھ قیام کرے گا اور لوگ اس کے منتظر ہوں گے۔ (کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص ۳۷۸)

آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین کون ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَابُنْدَاذَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا علیہ السلام: مَنِ الْخَلَفُ

بَعْدَكَ؟

فَقَالَ: ابْنِي عَلِيٌّ وَابْنَا عَلِيٍّ۔

ثُمَّ أَطْرَقَ مَلِيًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ حَيْرَةٌ۔

قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَإِلَى أَيْنَ؟

فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: لَا أَيْنَ، حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا۔

فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ۔

فَقَالَ: إِلَى الْمَدِينَةِ۔

فَقُلْتُ: أَيُّ الْمُدُنِ۔

فَقَالَ: مَدِينَتُنَا هٰذِهِ وَهَلْ مَدِينَةٌ غَيْرُهَا؟

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ أَنَّهُ حَضَرَ أُمَيَّةَ بْنَ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ وَهُوَ يَسْأَلُ أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام عَنْ ذٰلِكَ۔

فَأَجَابَهُ بِهٰذَا الْجَوَابِ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ وَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

امیہ بن علی قیسی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے بعد آپ کا جانشین کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا علیؑ اور علیؑ کے دو بیٹے۔

پھر تھوڑی دیر کے لیے سر جھکایا اور پھر سر اُٹھا کر فرمایا: عنقریب حیرت کا سامنا ہوگا۔

میں نے عرض کیا: جب ایسا ہوگا تو پھر کہاں رجوع کریں؟

امام جواد علیہ السلام تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئے۔ پھر تین مرتبہ کہا: کہیں بھی نہیں۔ میں نے دوبارہ سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: مدینہ۔

میں نے پوچھا: کون سا مدینہ (شہر)؟

آپؑ نے فرمایا: یہی ہمارا مدینہ، کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی مدینہ موجود ہے؟

احمد بن ہلال کہتے ہیں: محمد بن اسماعیل بن بزیع نے مجھے کہا: میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ اُمیہ بن علی قیسی نے ان سے پوچھا تو آنحضرتؑ نے اس کے جواب میں یہی جواب دیا۔ (الغیبۃ نعمانی، ج ۲، ص ۳۷۸)

مجھے اس سفر میں آپؑ کے متعلق خوف ہے، آپؑ کے بعد امام کون ہے؟

ابْنُ قُولَوَيْهِ عَنِ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ:

لَمَّا خَرَجَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى بَغْدَادَ فِي الدَّفْعَةِ الْأُولَى مِنْ خَرْجَتَيْهِ قُلْتُ لَهُ عِنْدَ خُرُوجِهِ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ فِي هَذَا الْوَجْهِ فَإِلَى مَنِ الْأَمْرُ بَعْدَكَ؟

فَكَرَّ بِوَجْهِهِ إِلَيَّ ضَاحِكاً وَقَالَ: لَيْسَ ﴿الْغَيْبَةُ﴾ حَيْثُ ظَنَنْتَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ۔

فَلَمَّا اسْتُدْعِيَ بِهِ إِلَى الْمُعْتَصِمِ صِرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، فَأَنْتَ خَارِجٌ فَإِلَى مَنْ هَذَا الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِكَ؟

فَبَكَى حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: عِنْدَ هَذِهِ يُخَافُ عَلَيَّ الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِي إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ۔

اسماعیل بن مہران کہتے ہیں: جب پہلی بار حضرت امام جواد علیہ السلام مدینہ سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے ان کی روانگی کے وقت ان کی خدمت میں عرض کیا: مجھے اس سفر میں آپؑ کے متعلق خوف ہے، آپؑ کے بعد امر امامت پر کون فائز ہے؟

حضرتؑ نے مسکراتے ہوئے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جو تم خیال کرتے ہو وہ اس سال واقع نہیں ہوگا۔

جس وقت معتصم نے آپؑ کو طلب کیا تو میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ روانہ ہونے والے ہیں، آپؑ کے بعد امام کون ہے؟

امام جواد علیہ السلام نے اس قدر گریہ کیا کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس کے بعد میری طرف رجوع کر کے فرمایا۔ اب میرے متعلق ڈریں، میرے بعد میرا بیٹا علیؑ امام ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۱۸)

آپؑ کے چچا عبداللہ نے ایسا ویسا جواب دیا

لَمَّا قُبِضَ الرِّضَا علیہ السلام كَانَ سِنُّ أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام نَحْوَ سَبْعِ سِنِينَ فَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ مِنَ النَّاسِ بِبَغْدَادَ وَفِي الْأَمْصَارِ۔

وَاجْتَمَعَ الرَّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ وَصَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَكِيمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَانِ بْنُ الْحَجَّاجِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ وَجَمَاعَةٌ مِنْ وُجُوهِ الشِّيعَةِ وَثِقَاتِهِمْ فِي دَارِ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ الْحَجَّاجِ فِي بِرْكَةِ زَلُولٍ يَبْكُونَ وَيَتَوَجَّعُونَ مِنَ الْمُصِيبَةِ۔

فَقَالَ لَهُمْ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ: دَعُوا الْبُكَاءَ مَنْ لِهَذَا الْأَمْرِ وَإِلَى مَنْ نَقْصِدُ بِالْمَسَائِلِ إِلَى أَنْ يَكْبَرَ هَذَا يَعْنِي أَبَا

جَعْفَرٍ عليه السلام۔

فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ وَوَضَعَ يَدَهُ فِي حَلْقِهِ وَلَمْ يَزَلْ يَلْطِمُهُ وَيَقُولُ لَهُ: أَنْتَ تُظْهِرُ الْإِيمَانَ لَنَا وَتُبْطِنُ الشَّكَّ وَالشِّرْكَ ، إِنْ كَانَ أَمْرُهُ مِنَ اللهِ جَلَّ وَعَلَا فَلَوْ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ يَوْمٍ وَاحِدٍ لَكَانَ بِمَنْزِلَةِ الشَّيْخِ الْعَالِمِ وَفَوْقَهُ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَلَوْ عُمِّرَ أَلْفَ سَنَةٍ فَهُوَ وَاحِدٌ مِنَ النَّاسِ، هَذَا مِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُفَكَّرَ فِيهِ۔

فَأَقْبَلَتِ الْعِصَابَةُ عَلَيْهِ تَعْذِلُهُ وَتُوَبِّخُهُ وَكَانَ وَقْتُ الْمَوْسِمِ، فَاجْتَمَعَ مِنْ فُقَهَاءِ بَغْدَادَ وَالْأَمْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ ثَمَانُونَ رَجُلًا، فَخَرَجُوا إِلَى الْحَجِّ وَقَصَدُوا الْمَدِينَةَ لِيُشَاهِدُوا أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام۔

فَلَمَّا وَافَوْا أَتَوْا دَارَ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ عليه السلام لِأَنَّهَا كَانَتْ فَارِغَةً وَدَخَلُوهَا وَجَلَسُوا عَلَى بِسَاطٍ كَبِيرٍ وَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، فَجَلَسَ فِي صَدْرِ الْمَجْلِسِ وَقَامَ مُنَادٍ وَقَالَ: هَذَا ابْنُ رَسُولِ اللهِ، فَمَنْ أَرَادَ السُّؤَالَ فَلْيَسْأَلْهُ۔

فَسُئِلَ عَنْ أَشْيَاءَ، أَجَابَ عَنْهَا بِغَيْرِ الْوَاجِبِ۔

فَوَرَدَ عَلَى الشِّيعَةِ مَا حَيَّرَهُمْ وَغَمَّهُمْ وَاضْطَرَبَتِ الْفُقَهَاءُ وَقَامُوا وَهَمُّوا بِالِانْصِرَافِ وَقَالُوا فِي أَنْفُسِهِمْ: لَوْ كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام يَكْمُلُ لِجَوَابِ الْمَسَائِلِ لَمَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ مَا كَانَ وَمِنَ الْجَوَابِ بِغَيْرِ الْوَاجِبِ۔

فَفُتِحَ عَلَيْهِمْ بَابٌ مِنْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ وَدَخَلَ مُوَفَّقٌ وَقَالَ:

هَذَا أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام۔

فَقَامُوا إِلَيْهِ بِأَجْمَعِهِمْ وَاسْتَقْبَلُوهُ وَسَلَّمُوا عَلَيْهِ، فَدَخَلَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَمِيصَانِ وَعِمَامَةٌ بِذُؤَابَتَيْنِ وَفِي رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ وَجَلَسَ وَأَمْسَكَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَقَامَ صَاحِبُ الْمَسْأَلَةِ فَسَأَلَهُ عَنْ مَسَائِلِهِ۔

فَأَجَابَ عَنْهَا بِالْحَقِّ، فَفَرِحُوا وَدَعَوْا لَهُ وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ وَقَالُوا لَهُ: إِنَّ عَمَّكَ عَبْدَ اللهِ أَفْتَى بِكَيْتَ وَكَيْتَ۔

فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يَا عَمِّ! إِنَّهُ عَظِيمٌ عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقِفَ غَدًا بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَقُولَ لَكَ: لِمَ تُفْتِي عِبَادِي بِمَا لَمْ تَعْلَمْ وَفِي الْأُمَّةِ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ؟ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۱۰۰)

ایک روایت میں آیا ہے: جب حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو اس وقت حضرت امام جواد علیہ السلام کا سن مبارک سات سال کا تھا، اس بارے میں بغداد اور دوسرے شہروں میں اہلِ بیت علیہم السلام کے دوستوں کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔

شیعوں کا ایک گروہ مثلاً ریان بن صلت، صفوان بن یحییٰ، محمد بن حکیم، عبدالرحمٰن بن حجاج اور یونس بن عبدالرحمٰن نیز شیعوں کی اہم اور قابلِ اعتماد شخصیات کے ایک گروہ کا اجلاس عبدالرحمٰن بن حجاج کے سرداب خانہ میں ہوا کہ جس میں ٹھنڈے اور صاف و شفاف پانی کا ایک حوض تھا، انھوں نے وہاں پر گریہ وزاری کی اور اس مصیبت پر سخت غمگین ہوئے۔

یونس بن عبدالرحمٰن نے کہا: گریہ وزاری کو چھوڑو، شیعوں کی رہبری کس کے کاندھوں پر ہوگی اور حضرت امام جواد علیہ السلام کے بڑا ہونے تک اپنے دینی مسائل کے لیے کس کی طرف رجوع کریں گے؟

اس موقع پر ریان بن صلت اپنی جگہ سے اُٹھے اور یونس بن عبدالرحمٰن کا گلا دبوچا اور اسے تھپڑ مارنا شروع کیے اور کہا: تم میرے سامنے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، لیکن دل میں شک کرتے ہو اور مشرک ہو، اگر انھیں مقامِ امامت، خداوند کی جانب سے دیا گیا ہو، اگرچہ وہ ایک دن کے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ علم و دانش کے اعتبار سے بہت بڑے رہبر ہیں اور اگر وہ خداوند کی جانب سے نہ ہوں، خواہ وہ ہزار سال کا ہوجائے، وہ عام لوگوں میں سے ایک ہے۔ یہ ایسے مطالب ہیں کہ جن کے بارے میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

اس محفل میں موجود افراد نے بھی اس کی طرف دیکھا اور اس کی سرزنش کرنے لگے اور اس پر اعتراض کیا۔

حج کے ایام تھے، بغداد اور دوسرے شہروں سے تقریباً اسی (۸۰) فقہا اور دانشور اکٹھے ہوئے اور مکہ کی طرف چلے۔ پہلے مدینہ گئے تاکہ حضرت جواد علیہ السلام کو قریب سے دیکھیں۔

جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں گئے جس میں کوئی بھی نہیں رہ رہا تھا، وہ ایک بڑے سے بچھے ہوئے قالین پر بیٹھ گئے۔

عبداللہ بن موسیٰ گھر میں داخل ہوئے اور کرسیِ صدارت پر بیٹھے۔ ایک شخص نے بلند آواز سے کہا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! ہر ایک، کوئی نہ کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہے۔

حاضرین نے کئی ایک سوالات کیے لیکن اُس نے غلط جواب دیے۔ شیعہ بہت زیادہ غمگین اور ناراحت ہوئے اور فقہا پریشان ہوکر اُٹھ گئے تاکہ گھر سے باہر جائیں۔ انھوں نے اپنے آپ سے کہا: اگر حضرت جواد علیہ السلام خود ان سوالات کے جوابات دے سکتے تو عبداللہ بن موسیٰ سے ایسے جوابات ذکر نہ ہوتے۔

اس دوران محفل کے سامنے سے ایک دروازہ کھلا اور موفق نے داخل ہوتے ہوئے کہا: اب حضرت جواد علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔

جب آنحضرتؑ تشریف لائے تو تمام حاضرین اپنی جگہ سے اُٹھے، ان کا استقبال کیا اور انھیں سلام کیا۔

امام جواد علیہ السلام اس حالت میں وارد مجلس ہوئے کہ آپؑ نے دو پیراہن پہن رکھے تھے، سر پر عمامہ رکھا ہوا تھا کہ جس کے دونوں گوشے آویزاں تھے اور پاؤں مبارک میں نعلین پہنے ہوئے تھے۔ تمام حاضرین خاموش ہوئے۔ سوال کرنے والا وہی شخص اُٹھا اور آنحضرتؑ سے کچھ مسائل پوچھے۔

امام جواد علیہ السلام نے درست جوابات ارشاد فرمائے، ان جوابات سے تمام کے تمام خوش ہوئے، ان کی تعریف کرنے لگے اور عرض کیا: آپؑ کے چچا عبداللہ نے ایسے ویسے جوابات دیے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند کے سوا کوئی بھی معبود نہیں، یہ ایک انتہائی خطرناک کام ہے کہ روزِ قیامت آپ خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہوں اور وہ آپ سے کہے: آپ نے لوگوں کو وہ فتویٰ کیوں دیا ہے جس کا آپ کو علم نہیں تھا، درحالانکہ اُمّت کے درمیان آپ سے عقل مند تر موجود تھا؟ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۱۰۰)

کتاب "الجلاء والشفاء" میں مذکور ہے

﴿الْجِلَاءُ وَالشِّفَاءُ﴾ فِي خَبَرٍ: أَنَّهُ لَمَّا مَضَى الرِّضَا علیہ السلام جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ جُمْهُورٍ الْعَمِّيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ رَاشِدٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ وَعَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ وَخَلْقٌ كَثِيرٌ مِنْ سَائِرِ الْبُلْدَانِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَسَأَلُوا عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَ الرِّضَا علیہ السلام۔

فَقَالُوا: بِصَرْيَا، وَهِيَ قَرْيَةٌ أَسَّسَهَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عليه السلام عَلَى ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ مِنَ الْمَدِينَةِ۔

فَجِئْنَا وَدَخَلْنَا الْقَصْرَ فَإِذَا النَّاسُ فِيهِ مُتَكَابِسُونَ، فَجَلَسْنَا مَعَهُمْ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى شَيْخٌ فَقَالَ النَّاسُ: هٰذَا صَاحِبُنَا۔

فَقَالَ الْفُقَهَاءُ: قَدْ رُوِّينَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام أَنَّهُ لَا تَجْتَمِعُ الْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عليهما السلام فَلَيْسَ هٰذَا صَاحِبَنَا۔

فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ فِي صَدْرِ الْمَجْلِسِ۔

فَقَالَ رَجُلٌ: مَا تَقُولُ أَعَزَّكَ اللهُ فِي رَجُلٍ أَتَى حِمَارَةً۔

فَقَالَ: تُقْطَعُ يَدُهُ وَيُضْرَبُ وَيُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ سَنَةً۔

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ آخَرُ فَقَالَ: مَا تَقُولُ آجَلَكَ اللهُ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ۔

قَالَ: بَانَتْ مِنْهُ بِصَدْرِ الْجَوْزَاءِ وَالنَّسْرِ الطَّائِرِ وَالنَّسْرِ الْوَاقِعِ۔

فَتَحَيَّرْنَا فِي جُرْأَتِهِ عَلَى الْخَطَاءِ إِذْ عَلَيْنَا أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ۔

فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ وَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى مِنْ مَجْلِسِهِ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَجَلَسَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فِي صَدْرِ الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قَالَ: سَلُوا رَحِمَكُمُ اللهُ۔

فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ وَقَالَ: مَا تَقُولُ أَصْلَحَكَ اللهُ فِي

رَجُلٍ أَتَى حِمَارَةً۔

قَالَ: يُضْرَبُ دُونَ الْحَدِّ وَ يُغَرَّمُ ثَمَنَهَا وَيَحْرُمُ ظَهْرُهَا وَ نِتَاجُهَا ، وَتُخْرَجُ إِلَى الْبَرِّيَّةِ حَتَّى تَأْتِيَ عَلَيْهَا مَنِيَّتُهَا سَبُعٌ أَكَلَهَا ذِئْبٌ أَكَلَهَا۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: يَا هٰذَا ذَاكَ الرَّجُلُ يَنْبُشُ عَنْ مَيِّتَةٍ يَسْرِقُ كَفَنَهَا وَيَفْجُرُ بِهَا وَيُوجِبُ عَلَيْهِ الْقَطْعَ بِالسَّرَقِ وَالْحَدَّ بِالزِّنَاءِ وَالنَّفْيَ إِذَا كَانَ عَزَبًا فَلَوْ كَانَ مُحْصَنًا لَوَجَبَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ وَالرَّجْمُ۔

فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّانِي: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ؟

قَالَ: تَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ: اقْرَأْ سُورَةَ الطَّلَاقِ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَ أَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ (سورۂ طلاق، آیت ۲) يَا هٰذَا! لَا طَلَاقَ إِلَّا بِخَمْسٍ: شَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ عَدْلَيْنِ فِي طُهْرٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ بِإِرَادَةِ عَزْمٍ۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: يَا هٰذَا! هَلْ تَرَى فِي الْقُرْآنِ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ۔

قَالَ: لَا..... الْخَبَرَ۔

وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْمُصَنِّفُونَ نَحْوَ أَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ ثَابِتٍ فِي تَارِيخِهِ وَأَبِي إِسْحَاقَ الثَّعْلَبِيِّ فِي تَفْسِيرِهِ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَنْدَةَ بْنِ مهربذ فِي كِتَابِهِ۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۹۱)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد محمد بن جمہور، حسن بن راشد، علی بن مدرک، علی بن مہزیار اور دوسرے مختلف شہروں سے کچھ لوگ مدینہ آئے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے جانشین کے بارے میں جستجو کرنے لگے۔

انھیں بتایا گیا کہ امام علیہ السلام سرزمین "صریا" پر ہیں۔ صریا ایک دیہات تھا کہ جسے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر تاسیس کیا تھا۔

وہ کہتے ہیں: ہم صریا گئے اور امام علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ لوگ انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، لہٰذا ہم بھی بیٹھ گئے۔ اس موقع پر عبداللہ بن موسیٰ داخل ہوئے جو کہ بوڑھے تھے۔

لوگوں نے کہا: وہ امام ہے۔

فقہا نے کہا: حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: حضرت حسن و حسین علیہما السلام کے بعد دو بھائی عہدۂ امامت پر فائز نہیں ہوں گے، لہٰذا وہ امام نہیں ہو سکتے۔

عبداللہ بن موسیٰ آئے اور صدر محفل میں بیٹھے۔ ایک شخص نے کہا: خداوند آپ کو عزت عطا کرے، اگر کوئی شخص گدھی کے ساتھ منافی عفت عمل انجام دے تو اس کے متعلق آپ کا نظریہ کیا ہے؟

اس نے کہا: اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں، اس پر حد جاری کی جائے اور اسے ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے۔

پھر ایک اور شخص اُٹھا اور اس نے کہا: اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے اور اسے کہے: میں نے تمھیں آسمان کی ستاروں کے برابر طلاق دی، اس کا حکم کیا ہے؟

اس نے کہا: عورت تین ستاروں، صدر جوزا، نسر طائر اور نسر واقع کے ساتھ مرد سے جدا ہو جائے۔

ہم غلط جوابات دینے پر اس کی جرأت پر حیران رہ گئے۔ اچانک حضرت امام جواد علیہ السلام کہ جن کا سنِ مبارک آٹھ سال تھا، داخل ہوئے۔ ہم اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے، آپؑ نے لوگوں کو سلام کیا۔ عبداللہ بن موسیٰ جس جگہ پر بیٹھا ہوا تھا وہاں سے اُٹھا اور آنحضرتؑ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام صدرِ محفل میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: جو بھی سوال پوچھنا چاہیں پوچھ لیں، خداوند متعال آپ پر رحم کرے۔

وہی پہلے والا شخص اُٹھا اور عرض کیا: آپؑ کی اس شخص کے بارے میں کیا نظر ہے جو گدھی کے ساتھ منافی عفت عمل انجام دے؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر زنا سے کم تر حد جاری کی جائے گی۔ وہ گدھی کی قیمت ادا کرے گا، سواری اور تولید مثل کرنے کے لیے اس سے استفادہ کرنا حرام ہے۔ ضروری ہے کہ گدھی کو بیابان میں چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ خود بخود مر جائے، یا درندوں اور بھیڑیے کی خوراک بنے۔

اس گفتگو کے بعد فرمایا: اے فلاں شخص! یہ جواب اس شخص کے بارے میں ہے کہ جو نبش قبر کرے، مردہ عورت کا کفن چرائے، اور اس کے ساتھ عفت کے منافی کام کرے، اس صورت میں چوری کی وجہ سے اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی، اس شرط کے ساتھ کہ اس کی بیوی نہ ہو۔ اور اگر اس کی بیوی ہو تو اسے سنگسار کر کے قتل کیا جائے۔

دوسرے شخص نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! اس شخص کے بارے میں آپؑ کی کیا نظر ہے جو اپنی بیوی کو آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق دے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا قرآن پڑھتے ہو؟

اس نے عرض کیا: ہاں! (میرے آقا)۔

آپؑ نے فرمایا: سورۂ طلاق پڑھو، اس میں ارشاد ہے: "اور شہادت کو اللہ

کے لیے قائم کرو"۔ (سورۂ طلاق، آیت ۲)

اے فلاں شخص! طلاق فقط پانچ شرائط کی بنا پر انجام پاتی ہے:

۱ و ۲ طلاق دیتے وقت دو عادل افراد کی شہادت۔

۳ عورت پاک ہو۔

۴ اس کے ساتھ شوہر نے ہم بستری نہ کی ہو۔

۵ اس کام پر پکا ارادہ ہو۔

امام علیہ السلام نے اس گفتگو کے بعد فرمایا: کیا تم نے قرآن میں ستاروں کی تعداد کے بارے پڑھا ہے؟

اُس نے عرض کیا: نہیں...... الخ۔

قابلِ ذکر ہے کہ اس حدیث کو ابی بکر بن احمد بن ثابت جیسے حدیث نگاروں نے اپنی تاریخ، ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر اور محمد بن مندہ بن مہربذ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۹۱)

ہمارے شہر کا گورنر آپ کے خاندان کا ارادت مند ہے

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنِ السَّيَّارِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ زَكَرِيَّا الصَّيْدَلَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ مِنْ أَهْلِ بُسْتَ وَسِجِسْتَانَ قَالَ:

رَافَقْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام فِي السَّنَةِ الَّتِي حَجَّ فِيهَا فِي أَوَّلِ خِلَافَةِ الْمُعْتَصِمِ فَقُلْتُ لَهُ وَأَنَا مَعَهُ عَلَى الْمَائِدَةِ وَهُنَاكَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَوْلِيَاءِ السُّلْطَانِ: إِنَّ وَالِيَنَا جُعِلْتُ فِدَاكَ، رَجُلٌ يَتَوَلَّاكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُحِبُّكُمْ وَعَلَيَّ فِي دِيوَانِهِ خَرَاجٌ، فَإِنْ

رَأَيْتَ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ، أَنْ تَكْتُبَ إِلَيْهِ بِالْإِحْسَانِ إِلَيَّ۔

فَقَالَ: لَا أَعْرِفُهُ۔

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنَّهُ عَلَى مَا قُلْتُ مِنْ مُحِبِّيكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، وَكِتَابُكَ يَنْفَعُنِي عِنْدَهُ۔

فَأَخَذَ الْقِرْطَاسَ فَكَتَبَ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مُوصِلَ كِتَابِي هَذَا ذَكَرَ عَنْكَ مَذْهَبًا جَمِيلًا، وَإِنَّ مَا لَكَ مِنْ عَمَلِكَ مَا أَحْسَنْتَ فِيهِ فَأَحْسِنْ إِلَى إِخْوَانِكَ۔ وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ سَائِلُكَ عَنْ مَثَاقِيلِ الذَّرِّ وَالْخَرْدَلِ۔

قَالَ: فَلَمَّا وَرَدْتُ سِجِسْتَانَ سَبَقَ الْخَبَرُ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِاللهِ النَّيْسَابُورِيِّ، وَهُوَ الْوَالِي فَاسْتَقْبَلَنِي عَلَى فَرْسَخَيْنِ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ الْكِتَابَ فَقَبَّلَهُ وَوَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَقَالَ لِي: حَاجَتُكَ۔

فَقُلْتُ: خَرَاجٌ عَلَيَّ فِي دِيوَانِكَ۔

قَالَ: فَأَمَرَ بِطَرْحِهِ عَنِّي وَقَالَ: لَا تُؤَدِّ خَرَاجًا مَا دَامَ لِي عَمَلٌ، ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ عِيَالِي۔

فَأَخْبَرْتُهُ بِمَبْلَغِهِمْ۔

فَأَمَرَ لِي وَلَهُمْ بِمَا يَقُوتُنَا وَفَضْلًا فَمَا أَدَّيْتُ فِي عَمَلِهِ خَرَاجًا مَا دَامَ حَيًّا وَلَا قَطَعَ عَنِّي صِلَتَهُ حَتَّى مَاتَ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۷)

بست وسیستان کا رہنے والا ایک شخص کہتا ہے: ایک سال میں بھی حج کے سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ وہ معتصم عباسی کی خلافت کا پہلا سال تھا۔ اس سفر میں ہم دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ حکمران کے نوکر بھی موجود تھے۔ میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، ہمارے شہر کا گورنر آپؑ کے خاندان کا ارادت مند ہے۔ اس کے حساب کتاب میں میرے اُوپر کچھ ٹیکس ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے ایک خط تحریر فرمائیں کہ وہ میری کچھ مدد کرے۔

آپؑ نے فرمایا: میں اسے نہیں جانتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ وہ آپؑ کے خاندان سے ارادت رکھتا ہے۔ آپؑ کا لکھا ہوا خط میرے لیے سودمند ہوگا۔

امام علیہ السلام نے کاغذ لیا اور یوں تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاملِ نامہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپؑ بہترین مذہب کے مالک ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؑ جس قدر لوگوں کے ساتھ اچھائی کریں گے۔ اسی مقدار میں آپؑ کو اس کا فائدہ ہوگا، لہٰذا اپنے بھائیوں کے ساتھ اچھائی سے پیش آئیں اور یہ جان لیں کہ خداوند متعال آپؑ سے چھوٹے سے ذرّے اور رائی کے دانے کا بھی حساب لے گا۔

اس نے کہا: میں نے وہ خط آنحضرتؑ سے لیا اور سیستان کی طرف روانہ ہوا۔ اس شہر کا گورنر حسین بن عبداللہ نیشاپوری پہلے سے ہی اس خط کی داستان سے آگاہ ہو چکا تھا، لہٰذا وہ شہر سے چھ میل باہر میرا استقبال کرنے کے لیے آیا۔ میں نے وہ خط

اسے دیا۔

اس نے خط کو بوسہ دیا، اپنی آنکھوں پر رکھا اور کہا: تمھاری مشکل کیا ہے؟ میں نے کہا: میں کچھ ٹیکس کا مقروض ہوں جو کہ آپ کے حساب کتاب والے رجسٹر میں درج ہے۔

گورنر نے حکم دیا اور اسے رجسٹر سے صاف کردیا اور مجھے کہا: جب تک میں گورنر ہوں، تم سے ٹیکس وصول نہیں کروں گا۔

پھر پوچھا: تمھارا خاندان کتنے افراد پر مشتمل ہے؟

میں نے ان کی تعداد بتائی۔ اُس نے مجھے، میرے اور میرے خاندان کے اخراجات کے علاوہ بھی کچھ رقم عنایت کی۔ جب تک وہ زندہ رہا اس نے مجھ سے ٹیکس وصول نہیں کیا اور وہ جب تک زندہ رہا، میں اس کے لطف وعنایت سے بے بہرہ نہیں رہا ہوں۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۷)

آپؑ کے غلام آپؑ کے ساتھ محبت کس طرح کرتے ہیں؟

رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِرْمَانِيِّ قَالَ:

أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرِ بْنَ الرِّضَا عليه السلام فَوَجَدْتُ بِالْبَابِ الَّذِي فِي الْفِنَاءِ قَوْماً كَثِيراً، فَعَدَلْتُ إِلَى سَافِيٍ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ حَتَّى زَالَتِ الشَّمْسُ فَقُمْنَا لِلصَّلَاةِ، فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ وَجَدْتُ حِسّاً مِنْ وَرَائِي۔

فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فَسِرْتُ إِلَيْهِ حَتَّى قَبَّلْتُ كَفَّهُ، ثُمَّ جَلَسَ وَسَأَلَ عَنْ مَقْدَمِي ثُمَّ قَالَ: سَلِّمْ۔

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَدْ سَلَّمْتُ۔

فَأَعَادَ الْقَوْلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سَلِّمْ۔

فَتَدَارَكْتُهَا وَقُلْتُ: سَلَّمْتُ وَرَضِيتُ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

فَأَجْلَى اللهُ عَنَّا كَانَ فِي قَلْبِي حَتَّى لَوْجَهَدْتُ وَرُمْتُ لِنَفْسِي أَنْ أَعُودَ إِلَى الشَّكِّ مَا وَصَلْتُ إِلَيْهِ۔

فَعُدْتُ مِنَ الْغَدِ بَاكِرًا فَارْتَفَعْتُ عَنِ الْبَابِ الْأَوَّلِ وَصِرْتُ قَبْلَ الْخَيْلِ وَمَا وَرَائِي أَحَدٌ أَعْلَمُهُ وَأَنَا أَتَوَقَّعُ أَنْ آخُذَ السَّبِيلَ إِلَى الْإِرْشَادِ إِلَيْهِ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا أَخَذَ حَتَّى اشْتَدَّ الْحَرُّ وَالْجُوعُ جِدًّا حَتَّى جَعَلْتُ أَشْرَبُ الْمَاءَ أُطْفِئُ بِهِ حَرَّ مَا أَجِدُ مِنَ الْجُوعِ وَالْجَوَى۔

فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ أَقْبَلَ نَحْوِي غُلَامٌ قَدْ حَمَلَ خِوَانًا عَلَيْهِ طَعَامٌ وَأَلْوَانٌ وَغُلَامٌ آخَرُ عَلَيْهِ طَسْتٌ وَإِبْرِيقٌ حَتَّى وَضَعَ بَيْنَ يَدَيَّ وَقَالَا: أَمَرَكَ أَنْ تَأْكُلَ۔

فَأَكَلْتُ فَلَمَّا فَرَغْتُ أَقْبَلَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَمَرَنِي بِالْجُلُوسِ وَبِالْأَكْلِ۔

فَأَكَلْتُ فَنَظَرَ إِلَى الْغُلَامِ فَقَالَ: كُلْ مَعَهُ يَنْشَطْ حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ وَرُفِعَ الْخِوَانُ۔

وَذَهَبَ الْغُلَامُ لِيَرْفَعَ مَا وَقَعَ مِنَ الْخِوَانِ مِنْ فُتَاتِ الطَّعَامِ فَقَالَ: مَهْ وَمَهْ مَا كَانَ فِي الصَّحْرَاءِ فَدَعْهُ وَلَوْ فَخِذَ شَاةٍ وَمَا كَانَ فِي الْبَيْتِ فَالْقُطْهُ۔

ثُمَّ قَالَ: سَلْ۔

قُلْتُ: جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ، مَا تَقُولُ فِي الْمِسْكِ؟

فَقَالَ: إِنَّ أَبِي أَمَرَ أَنْ يُعْمَلَ لَهُ مِسْكٌ فِي فَارَةٍ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْفَضْلُ يُخْبِرُهُ أَنَّ النَّاسَ يَعِيبُونَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔

فَكَتَبَ: يَا فَضْلُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ يُوسُفَ عليه السلام كَانَ يَلْبَسُ دِيبَاجًا مَزْرُورًا بِالذَّهَبِ وَيَجْلِسُ عَلَى كَرَاسِيِّ الذَّهَبِ فَلَمْ يَنْتَقِصْ مِنْ حِكْمَتِهِ شَيْئًا، وَكَذٰلِكَ سُلَيْمَانُ عليه السلام۔

ثُمَّ أَمَرَ أَنْ يُعْمَلَ لَهُ غَالِيَةٌ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ۔

ثُمَّ قُلْتُ: مَا لِمَوَالِيكُمْ فِي مُوَالاتِكُمْ؟

فَقَالَ: إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام كَانَ عِنْدَهُ غُلَامٌ يُمْسِكُ بَغْلَتَهُ إِذَا هُوَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ۔

فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ وَمَعَهُ بَغْلَةٌ إِذْ أَقْبَلَتْ رِفْقَةٌ مِنْ خُرَاسَانَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الرِّفْقَةِ: هَلْ لَكَ يَا غُلَامُ! أَنْ تَسْأَلَهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مَكَانَكَ وَأَكُونَ لَهُ مَمْلُوكًا وَأَجْعَلَ لَكَ مَالِي كُلَّهُ، فَإِنِّي كَثِيرُ الْمَالِ مِنْ جَمِيعِ الصُّنُوفِ اذْهَبْ فَاقْبِضْهُ وَأَنَا أُقِيمُ مَعَهُ مَكَانَكَ۔

فَقَالَ: أَسْأَلُهُ ذٰلِكَ۔

فَدَخَلَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَقَالَ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، تَعْرِفُ خِدْمَتِي وَطُولَ صُحْبَتِي، فَإِنْ سَاقَ اللهُ إِلَيَّ خَيْرًا تَمْنَعُنِيهِ؟!

قَالَ: أُعْطِيكَ مِنْ عِنْدِي وَأَمْنَعُكَ مِنْ غَيْرِي۔

فَحَكَى لَهُ قَوْلَ الرَّجُلِ۔

فَقَالَ: إِنْ زَهِدْتَ فِي خِدْمَتِنَا وَرَغِبَ الرَّجُلُ فِينَا قَبِلْنَاهُ وَأَرْسَلْنَاكَ۔

فَلَمَّا وَلّٰی عَنْهُ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: أَنْصَحُكَ لِطُوْلِ الصُّحْبَةِ وَلَكَ الْخِيَارُ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَعَلِّقًا بِنُوْرِ اللهِ وَكَانَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ علیہ السلام مُتَعَلِّقًا بِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَكَانَ الْأَئِمَّةُ مُتَعَلِّقِيْنَ بِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ علیہ السلام وَكَانَ شِيْعَتُنَا مُتَعَلِّقِيْنَ بِنَا يَدْخُلُوْنَ مَدْخَلَنَا وَيَرِدُوْنَ مَوْرِدَنَا۔

فَقَالَ الْغُلَامُ: بَلْ أُقِيْمُ فِيْ خِدْمَتِكَ وَأُوْثِرُ الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا۔

وَخَرَجَ الْغُلَامُ إِلَى الرَّجُلِ۔ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: خَرَجْتَ إِلَيَّ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِيْ دَخَلْتَ بِهِ۔

فَحَكٰى لَهُ قَوْلَهُ وَأَدْخَلَهُ عَلٰى أَبِيْ عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فَقَبِلَ وَلَاءَهُ وَأَمَرَ لِلْغُلَامِ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ فَوَدَّعَهُ وَسَأَلَهُ أَنْ يَدْعُوَ لَهُ فَفَعَلَ۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِيْ! لَوْلَا عِيَالٌ بِمَكَّةَ وَوُلْدِيْ سَرَّنِيْ أَنْ أُطِيْلَ الْمُقَامَ بِهٰذَا الْبَابِ۔ فَأَذِنَ لِيْ وَقَالَ لِيْ: تُوَافِقُ غَمًّا۔

ثُمَّ وَضَعْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ حُقًّا كَانَ لَهُ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَحْمِلَهَا، فَتَأَبَّيْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ مَوْجِدَةٌ۔

فَضَحِكَ إِلَيَّ وَقَالَ: خُذْهَا إِلَيْكَ، فَإِنَّكَ تُوَافِقُ حَاجَةً۔

فَجِئْتُ وَقَدْ ذَهَبَتْ نَفَقَتُنَا شَطْرٌ مِنْهَا فَاحْتَجْتُ إِلَيْهِ سَاعَةَ قَدِمْتُ مَكَّةَ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۷)

محمد بن ولید کرمانی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت

میں شرف یاب ہوا، دیکھا کہ دروازے پر بہت سے لوگ منتظر تھے۔ میں بھی ایک مسافر کے قریب بیٹھ گیا، یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوگئی۔ میں نماز پڑھنے کے لیے اُٹھا۔ میں نے نماز ظہر کے بعد احساس کیا کہ میرے پیچھے سے کوئی آواز آرہی ہے۔ میں پیچھے کی طرف متوجہ ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام جواد علیہ السلام ہیں۔ میں اپنی جگہ سے اُچھلا اور ان کے دست مبارک پر بوسہ دیا۔ امام علیہ السلام بیٹھ گئے۔ اس سے حال احوال اور آنے کی وجہ پوچھی۔ آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا: تسلیم ہوجاؤ۔

میں نے تینوں مرتبہ عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! تسلیم ہوگیا ہوں اور میں راضی وخوش حال ہوں۔

اس وقت خداوند نے میری اس ناراحتی اور شک کو دُور کردیا، جو میرے دل میں تھا، اب اگر کوشش بھی کروں کہ میرے دل میں شک وتردید پیدا ہو، تب بھی قابلِ امکان نہیں ہے۔

اگلی صبح میں جلدی آیا اور پہلے دروازے سے گزرا۔ میں سب سے پہلے آیا تھا، میرے پیچھے کوئی بھی نہ تھا۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی راستہ نکلے اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں، لیکن مجھے کوئی بھی راستہ نہ ملا کہ جس سے امام علیہ السلام کے بارے میں پوچھتا۔ سخت گرمی اور بھوک نے مجھے پریشان کررکھا تھا، یوں کہ میں نے پانی پینا شروع کیا تاکہ موسم کی گرمی اور امام علیہ السلام سے ملاقات کی شدت سے پیدا ہونے والی حرارت کم ہوجائے۔

اسی دوران ایک غلام میرے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں رنگارنگ غذاؤں کا ایک دسترخوان تھا اور ایک دوسرے غلام کے پاس لوٹا اور طشت تھا۔ انھوں نے کہا: امام علیہ السلام نے تمھیں حکم دیا ہے کہ یہ غذا تناول کرو۔

میں نے غذا کھانا شروع کی۔ اس دوران حضرت امام جواد علیہ السلام تشریف

لائے۔ میں اپنی جگہ سے بلند ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور کھانا کھاؤ۔

میں نے دوبارہ کھانا شروع کر دیا۔ آپؑ نے اپنے غلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: اس کے ہمراہ کھانا کھاؤ تا کہ اس کا مزہ دوبالا ہو جائے۔

غلام نے زمین پر گرتے ہوئے روٹی اور کھانے کے ٹکڑے اکٹھا کرنا شروع کیا۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں، انھیں چھوڑ دو اور اکٹھا مت کرو۔ جب بھی آپؑ لوگ بیابان میں کھانا کھاؤ تو دسترخوان سے گرنے والی چیزوں کو اکٹھا مت کرو خواہ وہ بکرے کی ران ہی کیوں نہ ہو، لیکن جب گھر میں دسترخوان لگاؤ تو دسترخوان سے جو چیز بھی ادھر اُدھر گرے، اسے اکٹھا کرو۔

اس کے بعد مجھے حکم دیا: کوئی سوال ہے تو پوچھ لو۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ مشک کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد گرامی قدر نے حکم دیا کہ ان کے لیے ایک مشک دان بنائیں۔

فضل بن سہل نے میرے پدر گرامی کے نام خط میں لکھا: لوگ اس کام کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ میرے پدر بزرگوار نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ریشمی زربافت لباس پہنتے اور سونے کے تخت پر براجمان ہوتے تھے۔ اس کام نے ان کی نبوت وحکمت میں کوئی نقص پیدا نہیں کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر بھی ایسے ہی تھے۔

پھر میرے والد گرامی نے حکم دیا کہ ان کے لیے چار ہزار درہم کا عطر دان بنائیں۔

میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے غلام آپؑ

کے ساتھ محبت وعقیدت میں کس طرح سے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام تھا۔ اس کی ذمہ داری تھی کہ جب آنحضرتؑ مسجد میں داخل ہوتے تو وہ آنحضرتؑ کے واپس آنے تک ان کی سواری کی لگام پکڑے رکھتا۔

ایک دن غلام مسجد سے باہر بیٹھا ہوا تھا اور سواری کی لگام اس کے ہاتھ میں تھی۔ خراسان سے ایک قافلہ مدینہ آیا تھا۔ اس کاروان میں سے ایک شخص نے اس غلام سے کہا: کیا ممکن ہے کہ امام علیہ السلام کی خدمت میں گزارش کرو کہ یہ ذمہ داری مجھے عطا کریں تاکہ میں آنحضرتؑ کا غلام بنوں اور اس کے عوض میں اپنی جائیداد تمہیں بخش دوں گا۔ میرے پاس ہر قسم کا مال و دولت وافر مقدار میں موجود ہے، جاؤ اور میرے سارے مال وثروت کے مالک بن جاؤ، اور میں آپؑ کی جگہ اس سواری کی لگام پکڑتا ہوں۔

اس نے کہا: میں ابھی جا کر حضرت سے اجازت مانگتا ہوں۔

وہ غلام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ میری خدمت وارادت سے آگاہ ہیں، اگر خدا مجھے کوئی خیر عطا کرے تو کیا آپؑ اس سے مانع ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: میں تو اپنے مال سے تمہیں دیتا ہوں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تمہیں دوسرے کے مال سے روکوں؟!

غلام نے اس خراسانی شخص کا واقعہ نقل کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میری خدمت گزاری پر راغب نہیں ہو اور وہ شخص یہ کام پسند کرتا ہے تو ہم ایسے شخص کی پیش نہاد قبول کریں گے اور تمہیں رخصت دے دیں گے۔

جب وہ شخص امام علیہ السلام کی خدمت سے باہر جانے لگا تو آپؑ نے اسے آواز دے کر فرمایا: تمھاری گذشتہ خدمت گزاری کی وجہ سے میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں اور تمھیں اختیار دیتا ہوں۔ جب روزِ قیامت برپا ہوگا تو رسولؐ خدا، خدا کے نُور کو ہاتھ میں لیں گے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام ، رسولؐ خدا کا اور آئمہ معصومین علیہم السلام ، امیر المومنینؑ کا دامن پکڑے ہوں گے اور ہمارے شیعوں کے ہاتھ ہمارے دامن میں ہوں گے، ہم جہاں پر بھی جائیں گے وہ ہمارے ساتھ جائیں گے اور ہمارے ہمراہ رہیں گے۔

غلام نے عرض کیا: میں آپؑ کی خدمت میں رہوں گا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا ہوں۔

وہ غلام اس خراسانی شخص کے پاس گیا۔ اس نے کہا: تم جس طرح سے گئے تھے اس طرح سے نہیں ہو، تمھارا قیافہ بدلا ہوا ہے؟

غلام نے یہ واقعہ خراسانی کے سامنے ذکر کیا اور اس شخص کو امام علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ امام علیہ السلام نے اس کے عشق و محبت کی قدردانی کی اور حکم دیا کہ غلام کو ایک ہزار دینار دیں۔

خراسانی وہاں سے اُٹھا، خدا حافظی کی اور التماس کیا کہ امام علیہ السلام اس کے لیے دعا کریں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے لیے دعا کی۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! اگر میرا خاندان مکہ میں نہ ہوتا تو میں آپؑ کی خدمت میں رہنا پسند کرتا اور آپؑ کی ڈیوڑھی پر نوکری کرتا، لیکن اجازت مانگتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے اسے اجازت دی اور فرمایا: تمھیں غم پہنچے گا۔

پھر میں نے امام علیہ السلام کا وہ حق ان کی خدمت میں تقدیم کیا جو میرے پاس تھا، انھوں نے فرمایا: خود اُٹھا لو۔ میں نے انکار کیا اور خیال کیا کہ امام علیہ السلام غصے کی وجہ سے قبول نہیں کر رہے ہیں۔

میرے ذہن میں جب یہ خیال آیا تو امام جواد علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: یہ اُٹھا لو، کیونکہ تمھیں ان کی ضرورت پڑے گی۔

میں مکہ آیا تو حالت یہ ہو چکی تھی کہ بیشتر مال ومتاع ختم ہو چکا تھا۔ جس وقت میں مکہ میں داخل ہوا تو اسی لمحے مجھے اس رقم کی ضرورت پڑ گئی۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۸۷)

اپنی جگہ سے اُٹھیں

مِنْ دَلَائِلِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام بِمَكَّةَ فِي السَّنَةِ الَّتِي حَجَّ فِيهَا ثُمَّ صَارَ إِلَى خُرَاسَانَ وَمَعَهُ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام وَأَبُو الْحَسَنِ يُوَدِّعُ الْبَيْتَ۔

فَلَمَّا قَضَى طَوَافَهُ عَدَلَ إِلَى الْمَقَامِ فَصَلَّى عِنْدَهُ فَصَارَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام عَلَى عُنُقِ مُوَفَّقٍ يَطُوفُ بِهِ، فَصَارَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام إِلَى الْحِجْرِ فَجَلَسَ فِيهِ فَأَطَالَ۔

فَقَالَ لَهُ مُوَفَّقٌ: قُمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ!

فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَبْرَحَ مِنْ مَكَانِي هَذَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ، وَاسْتَبَانَ فِي وَجْهِهِ الْغَمُّ۔ فَأَتَى مُوَفَّقٌ أَبَا الْحَسَنِ علیہ السلام فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَدْ جَلَسَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام فِي الْحِجْرِ وَهُوَ يَأْبَى أَنْ يَقُومَ۔

فَقَامَ أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام فَأَتَى أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام فَقَالَ لَهُ: قُمْ يَا حَبِيبِي!

فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَبْرَحَ مِنْ مَكَانِي هَذَا۔

فَقَالَ: بَلَى يَا حَبِيبِي!

ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ أَقُومُ وَقَدْ وَدَّعْتَ الْبَيْتَ وَدَاعاً لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِ۔

فَقَالَ: قُمْ يَا حَبِيبِي!

فَقَامَ مَعَهُ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۶۵)

ایک سال حضرت امام علی رضا علیہ السلام مکہ تشریف لے گئے، مراسمِ حج ادا کرنے کے بعد خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی اس سال آنحضرتؑ کا ہم سفر تھا اور حضرت امام جواد علیہ السلام بھی اپنے والد گرامی کے ہمراہ تھے۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام خانہ خدا سے وداع ہونے میں مشغول تھے۔ جب طواف ختم ہوا تو آپؑ مقام ابراہیمؑ کی جانب گئے اور وہاں پر نماز بجالائی۔

حضرت امام جواد علیہ السلام موفق کے کاندھوں پر سوار تھے کہ جو انھیں خانہ خدا کا طواف کرا رہا تھا۔ حضرتؑ حجر اسود کی طرف گئے اور کچھ مدت کے لیے وہاں پر بیٹھے۔ موفق نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں اُٹھیں۔

آپؑ نے فرمایا: اس جگہ سے تب تک نہیں اُٹھوں گا جب تک خدا نہ چاہے۔

اس وقت امام جواد علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر غم و اندوہ کے آثار نمایاں تھے۔ موفق حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، حضرت جواد علیہ السلام حجر اسود کے پاس بیٹھے ہیں اور اُٹھ نہیں رہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام حضرت امام جواد علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے میری جان! اپنی جگہ سے اُٹھو۔

اُنھوں نے عرض کیا: میں اس مقام سے نہیں اُٹھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: کیوں، اے میرے لال!

انھوں نے عرض کیا: کیسے اُٹھوں، آپؑ نے خانہ کعبہ کو یوں الوداع کہا ہے گویا کہ آپؑ کو واپس آنے کی اُمید نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے میرے عزیز! اپنی جگہ سے اُٹھیں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام اپنی جگہ سے اُٹھے اور آنحضرتؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۶۵)

کیا آپؑ اپنے پدر بزرگوار کی کتابوں کو دیکھتے ہیں؟

مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْبِلَادِ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام: تَنْظُرُ فِي كُتُبِ أَبِيكَ؟

فَقَالَ: نَعَمْ۔

فَقُلْتُ: سَيْفُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَدِرْعُهُ۔

فَقَالَ: قَدْ كَانَ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا۔

فَأَتَى ذٰلِكَ الْمَوْضِعَ مُسَافِرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام ثُمَّ سَكَتَ۔

قال العلامة المجلسي رحمه الله:

بيان: أبو جعفر هو الجواد علیہ السلام وكان ابراهيم من أصحاب الصادق والكاظم والرضا علیہم السلام، ويظهر من الخبر أنه لقي الجواد علیہ السلام أيضاً ومسافر، مولى الرضا علیہ السلام۔

ابراہیم بن ابی البلاد کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا آپؑ اپنے پدر بزرگوار کی کتابوں کو دیکھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا رسولؐ خدا کی زرہ اور شمشیر آپؑ کے پاس ہے؟

آپؑ نے فرمایا: فلاں مقام پر تھی، اس مقام پر ایک مسافر (امام رضاؑ کا غلام) اور محمد بن علی آئے ہیں۔ پھر امام علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ (بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۲۲۰)

جناب علامہ مجلسیؒ اس روایت کی وضاحت میں تحریر کرتے ہیں: محمد بن علی سے مراد خود حضرت امام جواد علیہ السلام ہیں کہ تقیہ کی وجہ سے اپنے نام کی وضاحت نہ کی، اور دوسری جانب سے ابراہیمؒ، حضرت امام جعفر صادق، امام کاظم اور امام جواد علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ ابراہیم نے امام جواد علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔

کس فکر میں ہیں؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِاللهِ الْبَرْقِيِّ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ قَالَ:

إِنِّي لَعِنْدَ الرِّضَا علیہ السلام إِذْ جِيءَ بِأَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام وَ سِنُّهُ أَقَلُّ مِنْ أَرْبَعِ سِنِينَ ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَأَطَالَ الْفِكْرَ۔

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا : بِنَفْسِي ، فَلِمَ طَالَ فِكْرُكَ؟

فَقَالَ : فِيمَا صُنِعَ بِأُمِّي فَاطِمَةَ ۔ أَمَا وَاللهِ لَأُخْرِجَنَّهُمَا ثُمَّ لَأُحْرِقَنَّهُمَا ثُمَّ لَأُذْرِيَنَّهُمَا ثُمَّ لَأَنْسِفَنَّهُمَا فِي الْيَمِّ نَسْفًا۔

فَاسْتَدْنَاهُ وَ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَنْتَ لَهَا يَعْنِي الْإِمَامَةَ

زکریا بن آدم کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت جوادؑ کو آپؑ کی خدمت میں لائے۔ اس وقت آپؑ کا سن مبارک چار سال تھا۔ آپؑ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے، سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کچھ مدت کے لیے فکر میں ڈوب گئے۔

امام رضاؑ نے پوچھا: میری جان آپؑ پر قربان، آپؑ کس سوچ میں ہیں؟

اُنھوں نے عرض کیا: اس ظلم وستم کے بارے جو میری ماں زہراؑ پر ڈھائے گئے ہیں۔ خدا کی قسم، میں انھیں قبر سے نکالوں گا، ان کی لاشوں کو آگ لگاؤں گا اور ان کی راکھ کو سمندر میں پھینک دوں گا۔

اس وقت حضرت امام رضاؑ نے انھیں اپنے پاس بلایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں، آپؑ اس مقام ومنزلت (امامت) کے لائق ہیں۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۵۹)

......✹......

maablib.org

فصلِ چہارم

حضرت امام رضا علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں

میرے اعمال کس طرح ضائع ہوں گے جب کہ میں آپؑ کے مخلص شیعوں میں سے ہوں؟

قَالَ علیہ السلام وَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا علیہ السلام وَهُوَ مَسْرُورٌ، فَقَالَ: مَالِي أَرَاكَ مَسْرُوراً؟

قَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ، سَمِعْتُ أَبَاكَ يَقُولُ: أَحَقُّ يَوْمٍ بِأَنْ يُسَرَّ الْعَبْدُ فِيهِ يَوْمٌ يَرْزُقُهُ اللهُ صَدَقَاتٍ وَمَبَرَّاتٍ وَمَدْخَلَاتٍ مِنْ إِخْوَانٍ لَهُ مُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ قَصَدَنِي الْيَوْمَ عَشَرَةٌ مِنْ إِخْوَانِيَ الْفُقَرَاءِ لَهُمْ عِيَالَاتٌ فَقَصَدُونِي مِنْ بَلَدِ كَذَا وَكَذَا فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَلِهَذَا سُرُورِي۔

فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام: لَعَمْرِي إِنَّكَ حَقِيقٌ بِأَنْ تُسَرَّ إِنْ لَمْ تَكُنْ أَحْبَطْتَهُ أَوْ لَمْ تُحْبِطْهُ فِيمَا بَعْدُ۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: فَكَيْفَ أَحْبَطْتُهُ وَأَنَا مِنْ شِيعَتِكُمُ الْخُلَّصِ؟!

قَالَ: هَاهْ قَدْ أَبْطَلْتَ بِرَّكَ بِإِخْوَانِكَ وَصَدَقَاتِكَ۔

قَالَ: وَكَيْفَ ذَاكَ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ؟!

قَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام: اقْرَأْ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۶۴)

قَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! مَا مَنَنْتُ عَلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ تَصَدَّقْتُ عَلَيْهِمْ وَلَا آذَيْتُهُمْ۔

قَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ إِنَّمَا قَالَ: لَا ﴿تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ وَلَمْ يَقُلْ بِالْمَنِّ عَلَىٰ مَنْ تَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهِ وَ بِالْأَذَىٰ لِمَنْ تَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ كُلُّ أَذًى أَفَتَرَىٰ أَذَاكَ الْقَوْمَ الَّذِيْنَ تَصَدَّقْتَ عَلَيْهِمْ أَعْظَمُ أَمْ أَذَاكَ لِحَفَظَتِكَ وَمَلَائِكَةِ اللهِ الْمُقَرَّبِيْنَ حَوَالَيْكَ أَمْ أَذَاكَ لَنَا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ هٰذَا يَابْنَ رَسُوْلِ اللهِ۔

فَقَالَ: لَقَدْ آذَيْتَنِي وَآذَيْتَهُمْ وَأَبْطَلْتَ صَدَقَتَكَ۔

قَالَ: لِمَا ذَا۔

قَالَ: لِقَوْلِكَ وَكَيْفَ أَحْبَطْتُهُ وَأَنَا مِنْ شِيْعَتِكُمُ الْخُلَّصِ۔

ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَنْ شِيْعَتُنَا الْخُلَّصُ۔

قَالَ: لَا۔

قَالَ: فَإِنَّ شِيْعَتَنَا الْخُلَّصَ حِزْبِيْلُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ، وَصَاحِبُ يس الَّذِي قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: ﴿وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ﴾ (سورۂ یٰس، آیت ۲۰) وَسَلْمَانُ وَأَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ، سَوَّيْتَ نَفْسَكَ بِهٰؤُلَاءِ أَمَا آذَيْتَ بِهٰذَا الْمَلَائِكَةَ وَآذَيْتَنَا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فَكَيْفَ أَقُوْلُ؟

قَالَ: قُلْ أَنَا مِنْ مُوَالِيْكَ وَمُحِبِّيْكَ وَمُعَادِي أَعْدَائِكَ وَمُوَالِي أَوْلِيَائِكَ۔

قَالَ: فَكَذٰلِكَ أَقُوْلُ وَكَذٰلِكَ أَنَا يَابْنَ رَسُوْلِ اللهِ! وَقَدْ تُبْتُ

مِنَ الْقَوْلِ الَّذِی أَنْکَرْتَهُ وَأَنْکَرَتْهُ الْمَلَائِکَةُ فَمَا أَنْکَرْتُمْ

ذٰلِکَ إِلَّا لِإِنْکَارِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ علیہ السلام : اَلْآنَ قَدْ عَادَتْ إِلَیْکَ مَثُوبَاتُ

صَدَقَاتِکَ وَزَالَ عَنْهَا الْإِحْبَاطُ۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص خوشی خوشی حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: اس قدر خوش کیوں ہو؟

اُس نے کہا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! میں نے آپؑ کے پدرِ بزرگوار سے سنا کہ اُنھوں نے فرمایا: انسان کے لیے سب سے اچھا دن، وہ دن ہے کہ جس دن اسے اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کی توفیق ہو، ان کی دل داری کرے اور ان کے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔

آج میرے پاس دس ضرورت مند دوست آئے تھے۔ ان کے بیوی بچے تھے اور وہ کسی دوسرے شہر سے آئے تھے۔ میں نے ان پر توجہ دی اور انھوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے، میں نے انھیں دیا ہے، لہٰذا اس وجہ سے میں خوش حال ہوں۔

امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: مجھے میری جان کی قسم! سزاوار ہے کہ آپ خوش حال ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے بعد ایسا کوئی کام انجام نہ دو جو اس اچھے کام کے اثر کو زائل کر دے۔

اُس نے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں، میں کس طرح سے اپنے اعمال کو اپنے ہاتھ سے ضائع کروں گا جب کہ میں آپؑ کے مخلص شیعوں میں سے ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی اور صدقات کو ضائع کرتے ہو۔

اُس نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! کس طرح سے باطل ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرو:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾

(سورہ بقرہ، آیت ۲۶۴)

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے صدقات کو احسان اور دوسروں کو اذیت دے کر باطل مت کرو"۔

اس نے کہا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! میں نے ان پر احسان نہیں کیا اور نہ ہی انھیں اذیت دی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند متعال نے فرمایا ہے کہ اپنے صدقات کو احسان اور اذیت کے ذریعے باطل مت کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ جن لوگوں کو صدقہ دیتے ہو، ان پر احسان نہ کرو یا انھیں اذیت نہ کرو۔ بلکہ اس سے مراد ہر طرح کا احسان کرنا اور اذیت دینا ہے، فقط ان سے مربوط نہیں ہے۔

آگاہ ہو جاؤ، کیا انھیں آزار و اذیت کرنا بہت بڑا ہے، یا ان فرشتوں کو آزار دینا بہت بڑا ہے جو تمھارے اعمال کے محافظ ہیں یا یہ کہ ہمیں اذیت کرو؟

اس شخص نے کہا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! البتہ یہ بہت بڑا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پس اس صورت میں مجھے اور انھیں اذیت دی ہے اور اپنے صدقات کو باطل کیا ہے۔

اس نے کہا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: اسی طرح سے جس طرح تم نے کہا، یہ کیسے باطل ہو گئے ہیں درحالانکہ میں آپؑ کا مخلص شیعہ ہوں۔

پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے مخلص شیعہ کون ہیں؟

اس نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہمارے مخلص شیعہ حزبیل مومن، مومن آلِ فرعون، صاحب یٰسین کہ جس کے بارے میں خداوند نے فرمایا: "ایک مرد شہر کے دُور ترین مقام سے دوڑتا ہوا آیا" (سورۂ یٰسین، آیت ۲۰)۔ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ تم نے اپنے آپ کو اس گروہ سے ملایا ہے، کیا تم نے یہ دعویٰ کر کے مجھے اور فرشتوں کو اذیت نہیں دی ہے؟

اس مرد نے کہا: میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، میں کس طرح سے کہوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ کہو کہ میں آپؑ کے موالیوں اور دوستوں میں سے ہوں، اور آپؑ کے دشمن کا دشمن اور دوستوں کا دوست ہوں۔

اس نے کہا: میں ایسا ہی کہتا ہوں اور میں اس طرح سے ہوں، اے فرزندِ رسولؐ! میں اس قول سے توبہ کرتا ہوں جو آپؑ اور فرشتوں کے لیے قابلِ قبول نہ ہو۔ وہ کام جو آپ کو قابلِ قبول نہیں ہے، اللہ بھی اسے قبول نہیں کرے گا۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اب تمھارے صدقات کا اجر آپ کی طرف لوٹ آیا ہے اور باطل نہیں ہوا۔ (بحار الانوار، ج ۶۵، ص ۱۶۰)

وہ دس ہزار میرے لیے حلال کرو، کیونکہ میں اُنھیں خرچ کر چکا ہوں

عَلِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ - وَكَانَ يَتَوَلَّى لَهُ الْوَقْفَ بِقُمَّ - فَقَالَ: يَا سَيِّدِي! اجْعَلْنِي مِنْ عَشَرَةِ آلَافٍ فِي حِلٍّ فَإِنِّي أَنْفَقْتُهَا۔

فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ فِي حِلٍّ۔

فَلَمَّا خَرَجَ صَالِحٌ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: أَحَدُهُمْ يَثِبُ عَلَى أَمْوَالِ حَقِّ آلِ مُحَمَّدٍ وَأَيْتَامِهِمْ وَمَسَاكِينِهِمْ وَفُقَرَائِهِمْ وَأَبْنَاءِ سَبِيلِهِمْ، فَيَأْخُذُهُ ثُمَّ يَجِيءُ فَيَقُولُ: اجْعَلْنِي فِي حِلٍّ أَتَرَاهُ ظَنَّ أَنِّي أَقُولُ لَا أَفْعَلُ، وَاللهِ لَيَسْأَلَنَّهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ ذٰلِكَ سُؤَالًا حَثِيثًا۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں: میرے والد نے کہا: میں حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں تھا کہ محکمہ اوقاف قم کا متولی صالح بن محمد بن سہل داخل ہوا اور آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! وہ دس ہزار مجھے حلال فرمائیں، کیونکہ میں انھیں خرچ کر چکا ہوں۔

حضرتؑ نے اُسے فرمایا: تمھارے لیے حلال ہوں۔

جب صالح باہر چلے گئے تو حضرت امام جوادؑ نے فرمایا: جو شخص آلِ محمدؐ، ان کے یتیموں، مسکینوں، فقیروں اور درماندہ راہ کے اموال کھاتا ہے اور پھر آ کر کہتا ہے: مجھے حلال کرو، اس کا خیال تھا کہ میں کہوں گا، حلال نہیں کرتا ہوں؟! (میں کہتا ہوں تمھارے لیے حلال ہو) لیکن خداوند کی قسم! خداوند متعال روزِ قیامت کسی مسامحہ کے بغیر ان سے باز پرس کرے گا۔ (الکافی، ج ۱، ص ۵۴۸)

ہمارے لیے اپنے آبائے کرام کی حدیث بیان کریں

عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِمْرَانَ الدَّقَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو تُرَابٍ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى الرُّويَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَسَنِيِّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا عليهما السلام: يَابْنَ رَسُولِ

اللهِ! حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ عَنْ آبَائِكَ علیہم السلام۔

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ علیہم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا تَفَاوَتُوا، فَإِذَا اسْتَوَوْا هَلَكُوا۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ علیہم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام: لَوْ تَكَاشَفْتُمْ مَا تَدَافَنْتُمْ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ علیہم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام: إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَسَعُوهُمْ بِطَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ اللِّقَاءِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: ﴿إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَسَعُوهُمْ بِأَخْلَاقِكُمْ﴾۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ علیہم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام مَنْ عَتَبَ عَلَى الزَّمَانِ طَالَتْ مَعْتَبَتُهُ۔

فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ علیہم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام: مُجَالَسَةُ الْأَشْرَارِ تُورِثُ سُوءَ الظَّنِّ بِالْأَخْيَارِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: بِئْسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ: قِيمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُهُ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: الْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: مَا هَلَكَ امْرُؤٌ عَرَفَ قَدْرَهُ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: التَّدْبِيرُ قَبْلَ الْعَمَلِ يُؤْمِنُكَ مِنَ النَّدَمِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: مَنْ وَثِقَ بِالزَّمَانِ صُرِعَ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: خَاطَرَ بِنَفْسِهِ مَنِ اسْتَغْنَى۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: قِلَّةُ الْعِيَالِ أَحَدُ الْيَسَارَيْنِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: مَنْ دَخَلَهُ الْعُجْبُ هَلَكَ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: مَنْ أَيْقَنَ بِالْخَلَفِ جَادَ بِالْعَطِيَّةِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: زِدْنِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: مَنْ رَضِيَ بِالْعَافِيَةِ مِمَّنْ دُونَهُ رُزِقَ السَّلَامَةَ مِمَّنْ فَوْقَهُ۔

قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: حَسْبِي۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۵۴)

عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے رسولؐ خدا کے فرزند! ہمارے لیے اپنے آبائے کرام سے کوئی حدیث نقل کریں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آبا سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا: جب تک لوگوں کے درمیان فرق رہے تو وہ ہمیشہ بخیر وخوبی زندگی بسر کرتے ہیں اور اگر وہ مساوی ہوں تو ہلاک ہوجائیں گے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ خدا! زیادہ وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد محترم اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے میرے لیے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر دوسرے کے عیوب اور نقائص سے آگاہ ہو جاتے تو عیب نہ چھپاتے (اور تمام کے عیب فاش ہو جاتے)۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ خدا! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد محترم اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے میرے لیے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ میں ہرگز یہ قدرت نہیں ہے کہ آپؑ اپنے اموال سے لوگوں کو خیر پہنچائیں، لہٰذا خوش اخلاق اور اچھے انداز کے ساتھ ان سے ملاقات کریں، کیوں کہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: آپؑ جب اپنے اموال کے ذریعے دوسروں کو خیر نہیں پہنچا سکتے ہیں تو لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے میل ملاقات رکھیں۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے میرے لیے روایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: برے لوگوں کے ساتھ ہم نشینی، شخص کے لیے آبرومند اور نیکوکار افراد کے متعلق بدگمانی کا باعث ہے۔

مَیں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرے لیے کچھ زیادہ وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے بندوں سے دشمنی کرنا جہانِ آخرت کے لیے بہت برا زادِ راہ ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے اجداد سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ہر شخص کی قدر و قیمت اس کے نیک عمل کے حساب سے ہے جسے وہ انجام دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! کچھ اور وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جدِ بزرگوار سے، اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ہر فرد کی شخصیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا! بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد محترم سے اور انھوں نے اپنے آباو اجداد سے حدیث بیان کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی اپنی قدر و منزلت کو پہچان لے، وہ ہلاک نہیں ہوگا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آباو اجداد سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: کام کو انجام دینے سے قبل اس کی عاقبت کے بارے میں سوچ بچار انسان کو ندامت اور پشیمانی سے بچاتی ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ زیادہ وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے والد گرامی نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے اجداد سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو زمانے کو تکیہ گاہ بنائے وہ پچھاڑا جائے گا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے پدرِ گرامی نے میرے جدِ محترم سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

جو کوئی اپنی رائے پر اعتماد کرے اس نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے والد گرامی نے میرے جدِ محترم سے اور انھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اہل و عیال کا کم ہونا، ثروت و رفاہ کے موارد میں سے ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے والد گرامی نے میرے جدِ محترم سے اور انھوں نے اپنے آبا و اجداد علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص تکبر کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کچھ اور وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے والد محترم نے میرے جد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: جس کسی کو یقین ہے کہ راہِ خدا میں انفاق کرنے کی پاداش ہے، سخاوت کرنے میں اس کا ہاتھ کھلا ہوگا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرے لیے کچھ بیش تر وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے والد محترم نے میرے جد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آبا و اجداد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی صرف اپنے سے کمزور افراد کی طرف سے اپنی سلامتی کو کافی سمجھے، اس نے اپنے سے

طاقتور افراد سے اپنی سلامتی کو بطور غنیمت پایا ہے۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۵۴)

میں نے عرض کیا: میرے لیے اتنی مقدار میں ہی کافی ہے۔

اے میرے آقا! کیا آپ کے پدر بزرگوار نے یہ نہیں فرمایا

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ فِي حَدِيثٍ قَالَ:

لَمَّا مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام حَجَجْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام وَقَدْ حَضَرَ خَلْقٌ مِنَ الشِّيعَةِ مِنْ كُلِّ بَلَدٍ لِيَنْظُرُوا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام فَدَخَلَ عَمُّهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى وَكَانَ شَيْخاً كَبِيراً نَبِيلاً عَلَيْهِ ثِيَابٌ خَشِنَةٌ وَبَيْنَ عَيْنَيْهِ سَجَّادَةٌ، فَجَلَسَ وَخَرَجَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام مِنَ الْحُجْرَةِ وَعَلَيْهِ قَمِيصُ قَصَبٍ وَرِدَاءُ قَصَبٍ وَنَعْلٌ حَذْوٌ بَيْضَاءُ۔

فَقَامَ عَبْدُ اللهِ وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَامَتِ الشِّيعَةُ وَقَعَدَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام عَلَى كُرْسِيٍّ، وَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ تَحَيُّراً لِصِغَرِ سِنِّهِ۔ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ لِعَمِّهِ: أَصْلَحَكَ اللهُ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَتَى بَهِيمَةً؟

فَقَالَ: تُقْطَعُ يَمِينُهُ وَيُضْرَبُ الْحَدَّ۔

فَغَضِبَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا عَمِّ! اتَّقِ اللهَ اتَّقِ اللهَ إِنَّهُ لَعَظِيمٌ أَنْ تَقِفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولَ لَكَ لِمَ أَفْتَيْتَ النَّاسَ بِمَا لَا تَعْلَمُ؟!

فَقَالَ لَهُ عَمُّهُ: يَا سَيِّدِي! أَلَيْسَ قَالَ هَذَا أَبُوكَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ؟

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام: إِنَّمَا سُئِلَ أَبِي عَنْ رَجُلٍ نَبَشَ قَبْرَ امْرَأَةٍ فَنَكَحَهَا ، فَقَالَ أَبِي: تُقْطَعُ يَمِينُهُ لِلنَّبْشِ، وَيُضْرَبُ حَدَّ الزِّنَاءِ، فَإِنَّ حُرْمَةَ الْمَيِّتَةِ كَحُرْمَةِ الْحَيَّةِ۔

فَقَالَ: صَدَقْتَ يَا سَيِّدِي! وَأَنَا أَسْتَغْفِرُ اللهَ۔

فَتَعَجَّبَ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا سَيِّدَنَا! أَتَأْذَنُ لَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ؟

فَقَالَ: نَعَمْ۔

فَسَأَلُوهُ فِي مَجْلِسٍ عَنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ مَسْأَلَةٍ۔ فَأَجَابَهُمْ فِيهَا وَلَهُ تِسْعُ سِنِينَ۔

علی بن ابراہیم اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں: ہم امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد حج کے لیے مکہ گئے اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، وہاں پر مختلف شہروں سے آئے ہوئے لوگ بھی موجود تھے تاکہ امام جواد علیہ السلام کی نزدیک سے زیارت کریں۔ اس دوران امام جواد علیہ السلام کے بوڑھے اور اچھی شخصیت کے مالک چچا عبداللہ بن موسیٰ داخل ہوئے، انھوں نے کھردرا لباس پہنا ہوا تھا اور ان کی پیشانی پر محراب واضح طور پر نظر آرہا تھا۔

اس دوران حضرت امام جواد علیہ السلام تشریف لائے۔ اُنھوں نے خوب صورت پیراہن اور ردا زیب تن کی ہوئی تھی اور پاؤں میں سفید رنگ کے نعلین پہنے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن موسیٰ آپؑ کا استقبال کرنے کے لیے آگے بڑھے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا، تمام شیعہ آپؑ کے احترام میں اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے۔ آنحضرتؑ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ لوگوں نے آپؑ کے کم سن ہونے کی بنا پر ایک دوسرے کو حیرانگی سے دیکھنا شروع کیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے آپؑ کے چچا کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا: جناب! اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ ناشروع عمل انجام دے تو کیا کرنا چاہیے؟

انھوں نے جواب دیا: اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس پر حد جاری کی جائے۔

حضرت امام جوادؑ غضب ناک ہوئے اور اپنے چچا کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: چچا جان! خدا سے ڈریں، خدا سے ڈریں۔ یہ کام بہت سخت ہے کہ روز قیامت خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہوں اور وہ آپؑ سے پوچھے کہ تم نے لوگوں کو کیوں فتویٰ دیا ہے، جب کہ تم نہیں جانتے تھے۔

ان کے چچا نے عرض کیا: اے آقا! کیا آپؑ کے والد محترم نے یہی نہیں فرمایا تھا؟

حضرت امام جوادؑ نے فرمایا: میرے والد بزرگوار سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے ایک عورت کی قبر کھولی اور اس کے ساتھ منافیٔ عفت عمل انجام دیا (اس کا کیا حکم ہے؟)

اُنھوں نے فرمایا: اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے، کیوں کہ اس نے قبر کو کھولا ہے اور اس پر زنا کی حد جاری کی جائے کیوں کہ میت کا احترام زندہ کی مانند ہے۔

انھوں نے کہا: اے میرے آقا! آپؑ نے صحیح فرمایا ہے، میں خدا سے استغفار کرتا ہوں۔ حاضرین اس کام سے حیران و ششدر رہ گئے اور انھوں نے عرض کیا: کیا آپؑ اجازت فرمائیں گے کہ ہم آپؑ سے کچھ سوالات کریں؟

آپؑ نے فرمایا: پوچھیں۔

حاضرین نے ایک ہی مجلس میں ۳۰ ہزار سوالات کیے اور حضرت امام جوادؑ نے سب کے جوابات دیے جب کہ اس وقت آپؑ کا سن مبارک ۹ سال تھا۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۸۶)

کیا آپؑ دجلہ میں موجود پانی اور اس کے وزن سے آگاہ ہیں؟

رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ فَرَجٍ الرُّخَّجِيِّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: إِنَّ شِيعَتَكَ تَدَّعِي أَنَّكَ تَعْلَمُ كُلَّ مَاءٍ فِي دِجْلَةَ وَوَزْنَهُ وَكُنَّا عَلَى شَاطِئِ دِجْلَةَ۔

فَقَالَ عليه السلام لِي: يَقْدِرُ اللّٰهُ تَعَالَى أَنْ يُفَوِّضَ عِلْمَ ذٰلِكَ إِلَى بَعُوضَةٍ مِنْ خَلْقِهِ أَمْ لَا؟

قُلْتُ: نَعَمْ يَقْدِرُ۔

فَقَالَ: أَنَا أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ بَعُوضَةٍ وَمِنْ أَكْثَرِ خَلْقِهِ۔

عمر بن فرج الرخجی کہتے ہیں: میں حضرت امام جواد علیہ السلام کے ہمراہ دریائے دجلہ پر موجود تھا اور حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا:

آپؑ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپؑ دریائے دجلہ کے پانی اور اس کے وزن سے آگاہ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیا خداوند یہ کرسکتا ہے کہ اس کا علم ایک مچھر کو عطا کرے یا نہیں کرسکتا ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، ایسا کرسکتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر اور اس کی اکثر مخلوق سے زیادہ محترم ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۰۱)

……✱……

فصلِ پنجم

حضرت امام جواد علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں

maablib.org

دعا فرمائیں کہ خداوند مجھے بیٹا عطا کرے

وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرَئِيلَ بْنِ أَحْمَدَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ شَاذَوَيْهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّيِّ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام وَ بِأَهْلِي حَبَلٌ فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَرْزُقَنِي وَلَدًا ذَكَرًا۔

فَأَطْرَقَ مَلِيًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَإِنَّ اللهَ يَرْزُقُكَ غُلَامًا ذَكَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

قَالَ: فَقَدِمْتُ مَكَّةَ فَصِرْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَتَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ صَبَّاحٍ بِرِسَالَةٍ مِنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ فَأَتَيْتُهُمْ فَسَأَلُونِي فَخَبَّرْتُهُمْ بِمَا قَالَ۔

فَقَالُوا لِي: فَهِمْتَ عَنْهُ ذَكَرٌ أَوْ ذَكِيٌّ۔

فَقُلْتُ: ذَكَرًا قَدْ فَهِمْتُ۔

قَالَ ابْنُ سِنَانٍ: أَمَّا أَنْتَ سَتُرْزَقُ وَلَدًا ذَكَرًا إِمَّا أَنَّهُ يَمُوتُ عَلَى الْمَكَانِ أَوْ يَكُونُ مَيِّتًا۔

فَقَالَ أَصْحَابُنَا لِمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ: أَسَأْتَ قَدْ عَلِمْنَا الَّذِي عَلِمْتَ۔

فَأَتَى غُلَامٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَدْرِكْ فَقَدْ مَاتَ أَهْلُكَ۔

فَذَهَبْتُ مُسْرِعاً وَ وَجَدْتُهَا عَلَى شَرَفِ الْمَوْتِ ثُمَّ لَمْ تَلْبَثْ أَنْ وَلَدَتْ غُلَاماً ذَكَراً مَيِّتاً۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۶۶)

قال العلّامة المجلسی رحمه الله:

بيان: قوله: ﴿ذكر أو ذكي﴾ لعل المعنى أنه علیه السلام لما قال: غلاماً لم يحتج إلى الوصف بالذكورة فقالوا: لعله كان ذكياً من التذكية بمعنى الذبح كناية عن الموت۔

شاذویہ بن حسین بن داؤد قمی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ اس وقت میری بیوی حاملہ تھی۔ میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، دعا فرمائیں کہ خداوند مجھے ایک بیٹا عطا کرے۔

امام جواد علیہ السلام نے کچھ مدت کے لیے سر جھکایا، پھر اپنا سر مبارک بلند کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: جاؤ، خداوند تجھے بیٹا عطا کرے گا۔

میں حضرتؑ کی خدمت سے رخصت ہوا۔ مکہ میں داخل ہوا، مسجد الحرام میں گیا، وہاں پر محمد بن حسن بن صباح کچھ دوستوں من جملہ صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان، ابن ابی عمیر اور کچھ دوسرے دوستوں کی جانب سے میرے لیے پیغام لایا۔ میں ان کے پاس گیا، انھوں نے مجھ سے حضرت امام جواد علیہ السلام کے متعلق پوچھا: میں نے سارا واقعہ سنایا۔

انھوں نے کہا: تم نے امام علیہ السلام سے بیٹے کا سنا ہے یا پاک فرزند؟

میں نے کہا: میں نے تو صرف بیٹے کا سنا ہے۔

محمد بن سنان نے کہا: عنقریب تمھیں ایک لڑکا نصیب ہوگا کہ جو مُردہ پیدا ہوگا اور یا پیدا ہوتے ہی اسی مقام پر مر جائے گا۔

دوستوں نے محمد بن سنان سے کہا: تم نے یہ غلط کام کیا ہے، جو کچھ تم نے سمجھا

ہے، ہم نے بھی یہی سمجھا ہے۔

اسی وقت ایک لڑکا میرے پیچھے مسجد میں آیا اور اس نے کہا: جلدی سے گھر آؤ تمھاری بیوی مر رہی ہے۔

میں جلدی سے گھر کی طرف گیا۔ میں نے دیکھا کہ میری بیوی مر رہی ہے، زیادہ دیر نہیں گزری کہ اس سے مردہ لڑکا پیدا ہوا۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۶۶)

علامہ مجلسیؒ اس روایت کی وضاحت میں لکھتے ہیں: سمجھ میں یہ آتا ہے کہ محمد بن سنان نے امام علیہ السلام کے فرمان (لڑکا یا پاک فرزند) سے یوں استفادہ کیا کہ جب فرمایا: "ایک لڑکا دے گا"۔ اس صورت میں مذکر کی قید لگانا ضروری نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: ایسا بیٹا جو تزکیہ شدہ ہو کہ جو اس کے مرنے کی طرف اشارہ ہے۔

اگر مناسب سمجھے تو کنیز خریدنے میں میری رہنمائی فرمائیں

بِإِسْنَادِنَا إِلَى الْحِمْيَرِيِّ فِي كِتَابِ الدَّلَائِلِ بِإِسْنَادِهِ إِلَى صَالِحِ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: حَجَجْتُ فَشَكَوْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ يَعْنِي الْجَوَادَ علیہ السلام الْوَحْدَةَ۔

فَقَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَا تَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ حَتَّى تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُرْزَقُ مِنْهَا ابْنًا۔

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَفَتَرَى أَنْ تُشِيرَ عَلَيَّ؟

فَقَالَ: نَعَمْ اعْتَرِضْ فَإِذَا رَضِيتَ فَأَعْلِمْنِي۔

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَدْ رَضِيتُ۔

قَالَ: اذْهَبْ فَكُنْ بِالْقُرْبِ حَتَّى أُوَافِيَكَ فَصِرْتُ إِلَى دُكَّانِ النَّخَّاسِ، فَمَرَّ بِنَا فَنَظَرَ ثُمَّ مَضَى فَصِرْتُ إِلَيْهِ۔

فَقَالَ : قَدْ رَأَيْتَهَا إِنْ أَعْجَبَتْكَ فَاشْتَرِهَا عَلَى أَنَّهَا قَصِيرَةُ الْعُمُرِ۔

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ ، فَمَا أَصْنَعُ بِهَا۔

قَالَ: قَدْ قُلْتُ لَكَ۔

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ صِرْتُ إِلَى صَاحِبِهَا فَقَالَ: الْجَارِيَةُ مَحْمُومَةٌ وَلَيْسَ فِيهَا عَرَضٌ۔

فَعُدْتُ إِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا ـ

فَقَالَ: دَفَنْتُهَا الْيَوْمَ۔

فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ۔

فَقَالَ: اعْتَرِضْ۔

فَاعْتَرَضْتُ فَأَعْلَمْتُهُ ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَهُ، فَصِرْتُ إِلَى دُكَّانِ النَّخَّاسِ فَرَكِبَ فَمَرَّ بِنَا فَصِرْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: اشْتَرِهَا فَقَدْ رَأَيْتَهَا۔

فَاشْتَرَيْتُهَا فَحَوَّلْتُهَا وَصَبَرْتُ عَلَيْهَا حَتَّى طَهُرَتْ وَ وَقَعْتُ عَلَيْهَا ، فَحَمَلَتْ وَوَلَدَتْ لِي مُحَمَّداً ابْنِي۔

صالح بن عطیہ کہتے ہیں: ایک سال میں حج بجالانے کے لیے مکہ گیا، وہاں پر حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنہائی کی شکایت کی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یاد رکھو! تم حرم سے خارج ہونے سے پہلے ایک لونڈی خریدو گے کہ خداوند تجھے اس سے ایک بیٹا عنایت کرے گا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، اگر مناسب سمجھیں تو آپؑ لونڈی کو خریدنے میں میری رہنمائی فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: کوئی اشکال نہیں ہے، تم جاؤ اور انتخاب کرو۔ پھر مجھے بتانا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، میں انتخاب کر چکا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تم اس کے پاس چلو، میں بھی آتا ہوں۔ میں بردہ فروش کی دکان پر گیا۔ حضرتؑ میرے قریب سے گزرے، اسے دیکھا اور آگے بڑھ گئے، اس کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ تمھیں پسند آگئی ہے تو اسے خرید لو، لیکن اس کی زندگی تھوڑی ہے۔

میں نے عرض کیا: ایسی کنیز کو کیا کروں گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تمھیں صرف اس بارے میں آگاہ کیا ہے۔ میں اگلی صبح اس بردہ فروش کے پاس گیا۔ اس نے کہا: وہ کنیز تو مریض ہے اور اب تیار بھی نہیں ہے۔

اگلے دن گیا اور اس کنیز کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں نے آج اسے دفن کر دیا ہے۔

میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور سارا واقعہ عرضِ خدمت کیا۔

آپؑ نے فرمایا: دوبارہ کنیز خریدنے کے لیے جاؤ اور پسند کرو۔

میں نے ایک کنیز کو پسند کیا، اس کے بعد امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا: وہاں پر رہو، میں ابھی آتا ہوں۔

میں بردہ فروش کی دکان پر گیا۔ امام علیہ السلام وہاں سے آگے بڑھ گئے، بعد میں ان کی خدمت میں پہنچا اور پوچھا: کیسی ہے؟

فرمایا: پسند کر چکے ہو تو خرید لو۔

میں نے وہ کنیز خریدی اور اسے اپنے گھر لایا، وہ ماہانہ عادت سے پاک ہوئی۔ میں نے اس سے ہم بستری کی تو اس سے میرا بیٹا محمد پیدا ہوا۔ (عمان، ج ۵۰، ص ۵۸)

آپؑ کی امامت کی نشانی کیا ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الطَّيِّبِ عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ:

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَكْثَمَ قَاضِيَ سَامَرَّاءَ بَعْدَ مَا جَهَدْتُ بِهِ وَنَاظَرْتُهُ وَحَاوَرْتُهُ وَوَاصَلْتُهُ، وَسَأَلْتُهُ عَنْ عُلُومِ آلِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: بَيْنَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ دَخَلْتُ أَطُوفُ بِقَبْرِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا علیہ السلام يَطُوفُ بِهِ فَنَاظَرْتُهُ فِي مَسَائِلَ عِنْدِي فَأَخْرَجَهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ لَهُ: وَاللهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ مَسْأَلَةً وَإِنِّي وَاللهِ لَأَسْتَحْيِي مِنْ ذٰلِكَ۔

فَقَالَ لِي: أَنَا أُخْبِرُكَ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَنِي، تَسْأَلُنِي عَنِ الْإِمَامِ؟

فَقُلْتُ: هُوَ وَاللهِ هٰذَا۔

فَقَالَ: أَنَا هُوَ۔

فَقُلْتُ: عَلَامَةٌ۔

فَكَانَ فِي يَدِهِ عَصًا، فَنَطَقَتْ وَقَالَتْ: إِنَّ مَوْلَايَ إِمَامُ هٰذَا الزَّمَانِ وَهُوَ الْحُجَّةُ (الکافی، ج ۱، ص ۳۵۳)

محمد بن ابی العلاء کہتے ہیں: میں نے سامرہ کے قاضی یحییٰ بن اکثم کو

آزمانے، اس سے بحث و گفتگو کرنے اور رفت و آمد رکھنے کے بعد اس سے علومِ آلِ محمد علیہم السلام کے بارے میں پوچھا تو اس سے سنا کہ اس نے کہا:

ایک دن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کا طواف کرنے کی غرض سے مسجد النبیؐ میں داخل ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ محمد بن علی الرضا علیہ السلام طواف میں مشغول ہیں۔ میں نے ان سے ان مسائل کے بارے میں مناظرہ کیا جو میرے ذہن میں تھے۔ انھوں نے سب کا مجھے جواب دیا۔

میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: خدا کی قسم! میں آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن خدا کی قسم! آپ سے شرم آرہی ہے۔

انھوں نے مجھے فرمایا: قبل اس کے کہ تم پوچھو، میں تمھیں بتاتا ہوں، تم امامؑ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میرا سوال یہی ہے۔

انھوں نے فرمایا: میں امام علیہ السلام ہوں۔

میں نے عرض کیا: اس کی علامت کیا ہے؟

ان کے دستِ مبارک میں عصا تھا کہ وہ بولنے لگا اور اس نے کہا: بے شک وہ میرے مولا، اس زمانے کے امامؑ اور حجتِ خدا ہیں۔ (الکافی، ج ۱، ص ۳۵۳)

عمامہ کیسے آپ تک پہنچا؟

رُوِيَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْمُحْسِنِ قَالَ: كُنْتُ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَّ بِي أَعْرَابِيٌّ ضَعِيفُ الْحَالِ فَسَأَلَنِي شَيْئًا فَرَحِمْتُهُ فَأَخْرَجْتُ لَهُ رَغِيفًا فَنَاوَلْتُهُ إِيَّاهُ، فَلَمَّا مَضَى عَنِّي هَبَّتْ رِيحٌ زَوْبَعَةٌ فَذَهَبَتْ بِعِمَامَتِي مِنْ رَأْسِي فَلَمْ أَرَهَا

كَيْفَ ذَهَبَتْ وَلَا أَيْنَ مَرَّتْ۔

فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ صِرْتُ إِلٰى أَبِي جَعْفَرِ بْنِ الرِّضَا علیہ السلام فَقَالَ

لِيْ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! ذَهَبَتْ عِمَامَتُكَ فِي الطَّرِيْقِ۔

قُلْتُ: نَعَمْ۔

فَقَالَ: يَا غُلَامُ! أَخْرِجْ إِلَيْهِ عِمَامَتَهُ۔

فَأَخْرَجَ إِلَيَّ عِمَامَتِي بِعَيْنِهَا۔

قُلْتُ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! كَيْفَ صَارَتْ إِلَيْكَ؟

قَالَ: تَصَدَّقْتَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ، فَشَكَرَهُ اللّٰهُ لَكَ فَرَدَّ إِلَيْكَ

عِمَامَتَكَ، وَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۱)

قاسم بن محسن کہتے ہیں: مکہ و مدینہ کے راستے میں میری ایک کمزور و ناتواں اعرابی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے کچھ مانگا، مجھے اس پر رحم آیا، میں نے ایک روٹی دی۔ جونہی وہ گیا تو اچانک ایک شدید قسم کا بگولا چلا۔ میرے سر سے عمامہ اُڑ گیا۔ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کدھر اُڑ گیا تھا۔

جب میں مدینہ میں داخل ہوا تو حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ انھوں نے فرمایا: اے ابوالقاسم! تمھارا عمامہ راستے میں گم ہو گیا تھا۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے غلام جاؤ اور عمامہ لے آؤ۔

غلام نے وہی میرا ہی عمامہ لایا۔ میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! یہ عمامہ آپ تک کیسے پہنچا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تم نے اس عرب کو صدقہ دیا تھا، خداوند نے بھی تمھیں اس

نیک کام کی پاداش دی ہے اور تمھارا عمامہ پلٹ دیا ہے" اور بے شک خدا نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے"۔ (سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۱)۔
(بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۴۸)

مالی بدحالی کی شکایت

مَا رُوِیَ عَنْ اِسْمَاعِیلَ بْنِ عَبَّاسٍ الْهَاشِمِیِّ قَالَ: جِئْتُ اِلَی أَبِی جَعْفَرٍ علیہ السلام یَوْمَ عِیدٍ فَشَکَوْتُ اِلَیْهِ ضِیقَ الْمَعَاشِ!
فَرَفَعَ الْمُصَلَّی وَأَخَذَ مِنَ التُّرَابِ سَبِیکَةً مِنْ ذَهَبٍ، فَأَعْطَانِیهَا، فَخَرَجْتُ بِهَا اِلَی السُّوقِ، فَکَانَ فِیهَا سِتَّةَ عَشَرَ مِثْقَالًا مِنْ ذَهَبٍ۔

اسماعیل بن عباس ہاشمی کہتے ہیں: میں عید کے دن امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور ان کی خدمت میں معاشی بدحالی کی شکایت کی۔ حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنا سجادہ اٹھایا اور مٹی سے سونے کا ایک ٹکڑا اٹھا کر مجھے دیا۔ میں اسے لے کر بازار گیا تو اس کا وزن سولہ مثقال تھا۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۸۳)

اُم الحسن نے اپنے کفن میں رکھنے کے لیے آپ سے کپڑا مانگا

مَا رَوَی دَاوُدُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّهْدِیُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ الثَّانِی علیہ السلام فَقَضَیْتُ حَوَائِجِی وَقُلْتُ لَهُ: اِنَّ أُمَّ الْحَسَنِ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَسْأَلُكَ ثَوْبًا مِنْ ثِیَابِكَ تَجْعَلُهُ کَفَنًا لَهَا۔
قَالَ: قَدِ اسْتَغْنَتْ عَنْ ذٰلِكَ۔
فَخَرَجْتُ وَلَسْتُ أَدْرِی مَا مَعْنَی ذٰلِكَ، فَأَتَانِی الْخَبَرُ بِأَنَّهَا

قَدْ مَاتَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْماً أَوْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ

يَوْماً۔ (الخرائج والجرائح، ج۲، ص ۶۶۸)

عمران بن محمد اشعری کہتے ہیں: ایک میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا، اپنی حاجتیں پوری کیں اور ان کی خدمت میں عرض کیا: اُم الحسن نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور آپؑ سے اپنے کفن میں رکھنے کے لیے کپڑا مانگا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے اس کپڑے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں باہر نکل آیا، لیکن اس فرمان کا معنی نہ سمجھ پایا۔ مجھے اطلاع ملی کہ وہ عورت چودہ یا پندرہ روز قبل دنیا سے رخصت ہو چکی ہے۔

میرا باپ دنیا سے چلا گیا ہے، لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس نے دولت کہاں چھپائی ہے؟

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ مُوسَى علیہ السلام فَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَكَانَ لَهُ مَالٌ وَلَسْتُ أَقِفُ عَلَى مَالِهِ وَلِي عِيَالٌ كَثِيرُونَ وَأَنَا مِنْ مَوَالِيكُمْ فَأَغِثْنِي۔

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام: إِذَا صَلَّيْتَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، فَإِنَّ أَبَاكَ يَأْتِيكَ فِي النَّوْمِ وَيُخْبِرُكَ بِأَمْرِ الْمَالِ۔

فَفَعَلَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ، فَرَأَى أَبَاهُ فِي النَّوْمِ فَقَالَ: يَابُنَيَّ! مَالِي فِي مَوْضِعِ كَذَا فَخُذْهُ وَاذْهَبْ إِلَى ابْنِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَأَخْبِرْهُ أَنِّي دَلَلْتُكَ عَلَى الْمَالِ۔ فَذَهَبَ الرَّجُلُ فَأَخَذَ الْمَالَ

وَأَخْبَرَ الْإِمَامَ بِأَمْرِ الْمَالِ وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَكْرَمَكَ وَاصْطَفَاكَ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۴۲)

ایک دن ایک مرد حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرا باپ دنیا سے چلا گیا ہے، لیکن معلوم نہیں ہے کہ اس نے دولت کہاں پر چھپائی ہے۔ میں بیوی بچوں والا اور آپؑ کا محب ہوں، میری مدد فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: جب مغرب وعشا کی نماز پڑھ لو تو محمد و آلِ محمد علیہم السلام پر درود بھیجو، تم خواب میں اپنے باپ کو دیکھو گے، وہ تمھیں بتائے گا کہ اس نے مال کہاں پر چھپا رکھا ہے۔

اس مرد نے یہی کام انجام دیا، اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، اس نے اسے بتایا: میرے بیٹے! میں نے اموال فلاں جگہ پر چھپائے ہوئے ہیں، جاؤ اور جا کر اٹھالو۔ اس کے بعد رسولؐ خدا کے بیٹے کے پاس جاؤ اور انھیں بتاؤ کہ میں نے تمھیں بتادیا ہے کہ اموال کہاں پر تھے؟

وہ شخص گیا، وہ پیسے اٹھائے اور پورا واقعہ حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں بیان کرتے ہوئے عرض کیا: تمام کی تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں کہ جس نے آپؑ کو عزیز سمجھا اور آپ کو چُن لیا۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۴۲)

میرے خیال میں تم مست ہو

الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ حَدَثَ بِآلِ فَرَجٍ حَدَثٌ۔

فَقُلْتُ: مَاتَ عُمَرُ۔

فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَتّٰى أَحْصَيْتُ لَهُ أَرْبَعاً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ هٰذَا يَسُرُّكَ لَجِئْتُ حَافِياً أَعْدُو إِلَيْكَ۔

قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَوَلَا تَدْرِي مَا قَالَ لَعَنَهُ اللهُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَبِي؟

قَالَ: قُلْتُ: لَا۔

قَالَ: خَاطَبَهُ فِي شَيْءٍ فَقَالَ: أَظُنُّكَ سَكْرَانَ۔

فَقَالَ أَبِي: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أَمْسَيْتُ لَكَ صَائِماً فَأَذِقْهُ طَعْمَ الْحَرْبِ وَذُلَّ الْأَسْرِ۔

فَوَاللهِ، إِنْ ذَهَبَتِ الْأَيَّامُ حَتّٰى حُرِبَ مَالُهُ وَمَا كَانَ لَهُ ثُمَّ أُخِذَ أَسِيْرًا وَهُوَ ذَا قَدْ مَاتَ لَا رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ أَدَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ وَمَا زَالَ يُدِيلُ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ أَعْدَائِهِ

محمد بن سنان کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے فرمایا: اے محمدؐ! آلِ فرج کو کوئی واقعہ پیش آیا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! عمر بن فرج (مدینہ کا گورنر) مر گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: الحمدللہ! میں نے گنا کہ آپؑ نے چوبیس مرتبہ الحمدللہ پڑھا۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ خبر آپ کو اس قدر خوش حال کرے گی تو میں ننگے پاؤں دوڑتا ہوا آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

آپؑ نے فرمایا: اے محمدؐ! کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ اس (لعنت اللہ علیہ) نے میرے والد گرامی امام جواد علیہ السلام سے کیا کہا تھا؟

میں نے عرض کیا: معلوم نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ایک دن میرے والد گرامی نے اس کے ساتھ کسی موضوع پر گفتگو کی تو اس نے بکواس کی کہ میرے خیال میں تم مست ہو؟!

میرے والد گرامی نے بتایا: اے خدا! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری رضا کے لیے روزہ رکھا ہے تو اسے لٹنے پٹنے اور قید کی ذلت کا مزا چکھا۔ خدا کی قسم! کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اس کا مال و متال لٹ گیا، اسے قیدی کرلیا گیا، اب وہ مر گیا ہے، خدا اس پر رحمت نہ بھیجے۔ خداوند نے اس سے انتقام لیا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے دشمنوں سے اپنے دوستوں کا انتقام لیتا ہے۔ (الکافی، ج ا، ص ۴۹۷)

میں مٹی کھانے کا لالچی ہوں میرے لیے دعا کریں

عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام وَمَعِي ثَلَاثُ رِقَاعٍ غَيْرُ مُعَنْوَنَةٍ وَاشْتَبَهَتْ عَلَيَّ فَاغْتَمَمْتُ فَتَنَاوَلَ إِحْدَاهُمَا وَقَالَ: هَذِهِ رُقْعَةُ زِيَادِ بْنِ شَبِيبٍ۔

ثُمَّ تَنَاوَلَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: هَذِهِ رُقْعَةُ فُلَانٍ۔

فَبُهِتُّ أَنَا فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، قَالَ: وَأَعْطَانِي ثَلَاثَمِائَةِ دِينَارٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَحْمِلَهَا إِلَى بَعْضِ بَنِي عَمِّهِ وَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيَقُولُ لَكَ دُلَّنِي عَلَى حَرِيفٍ يَشْتَرِي لِي بِهَا مَتَاعاً فَدُلَّهُ عَلَيْهِ۔

قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِالدَّنَانِيرِ فَقَالَ لِي: يَا أَبَا هَاشِمٍ! دُلَّنِي عَلَى حَرِيفٍ يَشْتَرِي لِي بِهَا مَتَاعاً۔

فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

قَالَ: وَكَلَّمَنِي جَمَّالٌ أَنْ أُكَلِّمَهُ لَهُ يُدْخِلُهُ فِي بَعْضِ أُمُورِهِ،
فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ لِأُكَلِّمَهُ لَهُ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلَامَهُ۔

فَقَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ! كُلْ وَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيَّ۔

ثُمَّ قَالَ ابْتِدَاءً مِنْهُ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ: يَا غُلَامُ! انْظُرْ إِلَى الْجَمَّالِ الَّذِي أَتَانَا بِهِ أَبُو هَاشِمٍ فَضُمَّهُ إِلَيْكَ۔

قَالَ: وَدَخَلْتُ مَعَهُ ذَاتَ يَوْمٍ بُسْتَانًا۔

فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنِّي لَمُولَعٌ بِأَكْلِ الطِّينِ فَادْعُ اللهَ لِي۔

فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ لِي: بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ابْتِدَاءً مِنْهُ يَا أَبَا هَاشِمٍ! قَدْ أَذْهَبَ اللهُ عَنْكَ أَكْلَ الطِّينِ۔

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: فَمَا شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ الْيَوْمِ (حمان، ج۱، ص ۴۹۵)

داؤد بن قاسم جعفری کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ میرے پاس پتے کے بغیر تین خط تھے جو میرے لیے مشتبہ ہو چکے تھے، اس وجہ سے میں بہت پریشان تھا۔

حضرتؑ نے ان میں ایک کو اُٹھا کر فرمایا: یہ خط زیاد بن شعیب کا ہے۔ اس کے بعد دوسرا خط اُٹھا کر فرمایا: یہ فلاں کا خط ہے، میں ہکابکا رہ گیا۔ حضرتؑ میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرائے۔ حضرت امام جواد علیہ السلام نے مجھے تین سو دینار دیے اور حکم دیا کہ میں یہ اپنے چچا کے لڑکوں میں سے ایک کو دوں اور فرمایا: لیکن یہ یاد رکھنا کہ وہ تمھیں کہے گا کہ کسی کاروباری شخص کی طرف میری رہنمائی کرو تا کہ اس رقم سے اس سے کوئی جنس خریدوں، تم اس کی رہنمائی کرنا۔

میں نے وہ دینار اسے دیے، اس نے مجھے کہا: اے ابا ہاشم! کسی کاروباری شخص کی طرف میری رہنمائی کرو، تاکہ اس رقم سے اس سے کچھ سامان خریدوں۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اسی طرح ایک اور دن ایک ساربان نے مجھ سے تقاضا کیا تھا کہ میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ مجھے اپنے پاس کام کاج کی غرض سے رکھ لیں۔

میں ان کی خدمت میں یہی بات کرنے کے لیے حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہیں، لہٰذا میرے لیے ممکن نہ ہو سکا کہ میں ان بزرگوار سے گفتگو کرتا۔ حضرتؑ نے غذا میرے سامنے رکھی اور فرمایا: اے ابا ہاشم! آؤ، کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد اس کے بغیر کہ میں ان سے کچھ پوچھتا، انھوں نے فرمایا: اے غلام! ابوہاشم جس ساربان کو اپنے ہمراہ لایا ہے، اسے اپنے پاس ٹھہرا لو۔

اسی طرح ایک دن حضرتؑ کے ہمراہ ایک باغ میں گیا اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں میں مٹی کھانے کا بہت حریص ہوں، لہٰذا میرے لیے دعا فرمائیں۔

حضرتؑ خاموش رہے اور تین دن کے بعد فرمایا: اے ابا ہاشم! خداوند نے مٹی کھانے سے آپ کی جان چھڑا دی ہے۔

ابوہاشم کہتے ہیں: اس دن کے بعد میرے نزدیک مٹی سے بدتر کوئی چیز نہیں تھی۔ (الکافی، ج ۱، ص ۴۹۵)

جس طرح سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری بینائی ختم ہو چکی ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ أَنَّهُ كَانَ مَعَ الرِّضَا عليه السلام بِمَكَّةَ قَبْلَ خُرُوجِهِ إِلَى خُرَاسَانَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَقَدَّمَ إِلَى

الْمَدِينَةِ فَاكْتُبْ مَعِي كِتَاباً إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام۔

فَتَبَسَّمَ وَكَتَبَ فَصِرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ ، وَقَدْ كَانَ ذَهَبَ بَصَرِي

فَأَخْرَجَ الْخَادِمُ أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام إِلَيْنَا يَحْمِلُهُ مِنَ الْمَهْدِ

فَنَاوَلْتُهُ الْكِتَابَ۔

فَقَالَ لِمُوَفَّقٍ الْخَادِمِ: فُضَّهُ وَانْشُرْهُ!

فَفَضَّهُ وَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَنَظَرَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! مَا حَالُ بَصَرِكَ؟

قُلْتُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! اعْتَلَّتْ عَيْنَايَ فَذَهَبَ بَصَرِي كَمَا تَرَى۔

فَقَالَ: ادْنُ مِنِّي۔

فَدَنَوْتُ مِنْهُ ، فَمَدَّ يَدَهُ ، فَمَسَحَ بِهَا عَلَى عَيْنِي فَعَادَ إِلَيَّ بَصَرِي كَأَصَحِّ مَا كَانَ۔

فَقَبَّلْتُ يَدَهُ وَرِجْلَهُ وَانْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَأَنَا بَصِيرٌ۔

محمد بن میمون کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام کے خراسان جانے سے قبل میں مدینہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: میں مدینہ جانا چاہتا ہوں، حضرت امام جواد علیہ السلام کے نام خط لکھیں تا کہ ان تک پہنچاؤں۔ حضرتؑ مسکرائے، ایک خط لکھا اور میں مدینہ آیا۔ اس وقت میری آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔

میں مدینہ میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، خادم انھیں گہوارہ سے اُٹھا کر میرے پاس لائے۔ میں نے وہ خط انھیں دیا، حضرتؑ نے اپنے خادم موفق سے فرمایا: خط کو کھولو اور اسے میرے سامنے کرو۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے خط کی طرف دیکھ کر مجھے فرمایا: اے محمد! تمھاری آنکھیں کیسی ہیں؟

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میری آنکھیں مریض ہیں، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، ان میں بینائی نہیں ہے۔

فرمایا: میرے قریب آؤ۔ میں ان کے نزدیک گیا۔ حضرتؑ نے اپنا دستِ مبارک دراز کیا اور میری آنکھوں پر پھیرا، ان کی روشنی پلٹ آئی اور پہلے کی مانند بالکل ٹھیک ہوگئیں۔ میں نے حضرتؑ کے ہاتھ اور پاؤں پر بوسہ دیا اور وہاں سے بینائی لے کر لوٹا۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۷۲)

حَدَّثَنِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْآدَمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْزُبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: شَكَوْتُ إِلَى الرِّضَا عليه السلام وَجَعَ الْعَيْنِ.

فَأَخَذَ قِرْطَاساً فَكَتَبَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام وَهُوَ أَقَلُّ مِنْ يَدِي، وَدَفَعَ الْكِتَابَ إِلَى الْخَادِمِ وَأَمَرَنِي أَنْ أَذْهَبَ مَعَهُ وَقَالَ: اكْتُمْ.

فَأَتَيْنَاهُ وَخَادِمٌ قَدْ حَمَلَهُ قَالَ: فَفَتَحَ الْخَادِمُ الْكِتَابَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام.

قَالَ: فَجَعَلَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام يَنْظُرُ فِي الْكِتَابِ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَيَقُولُ: نَاجٍ.

فَفَعَلَ ذٰلِكَ مِرَاراً فَذَهَبَ كُلُّ وَجَعٍ فِي عَيْنِي وَأَبْصَرْتُ بَصَراً لَا يُبْصِرُهُ أَحَدٌ.

فَقَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: جَعَلَكَ اللهُ شَيْخاً عَلَى هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا جَعَلَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ شَيْخاً عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ.

قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: يَا شَبِيهَ صَاحِبِ فُطْرُسَ۔

قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَقَدْ أَمَرَنِي الرِّضَا علیہ السلام أَنْ أَكْتُمَ فَمَا زِلْتُ صَحِيحَ النَّظَرِ حَتَّى أَذَعْتُ مَا كَانَ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام فِي أَمْرِ عَيْنِي۔

فَعَاوَدَنِي الْوَجَعُ، قَالَ: فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ: مَا عَنَيْتَ بِقَوْلِكَ يَا شَبِيهَ صَاحِبِ فُطْرُسَ؟

قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ اللهَ غَضِبَ عَلَى مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُدْعَى فُطْرُسَ، فَدَقَّ جَنَاحَهُ وَرَمَى بِهِ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام بَعَثَ اللهُ إِلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِيُهَنِّئَهُ بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ وَكَانَ جَبْرَئِيلُ صَدِيقًا لِفُطْرُسَ، فَمَرَّ وَهُوَ فِي الْجَزِيرَةِ مَطْرُوحٌ، فَخَبَّرَهُ بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام وَمَا أَمَرَ اللهُ بِهِ وَقَالَ: هَلْ لَكَ أَنْ أَحْمِلَكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ أَجْنِحَتِي وَأَمْضِيَ بِكَ إِلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَشْفَعُ لَكَ۔

قَالَ: فَقَالَ لَهُ فُطْرُسُ: نَعَمْ۔

فَحَمَلَهُ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ أَجْنِحَتِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَبَلَّغَهُ تَهْنِئَةَ رَبِّهِ تَعَالَى ثُمَّ حَدَّثَهُ بِقِصَّةِ فُطْرُسَ۔

فَقَالَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِفُطْرُسَ: امْسَحْ جَنَاحَكَ عَلَى مَهْدِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام وَتَمَسَّحْ بِهِ۔

فَفَعَلَ ذَلِكَ فُطْرُسُ، فَجَبَرَ اللهُ جَنَاحَهُ وَرَدَّهُ إِلَى مَنْزِلِهِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۶۶)

محمد بن مرزبان کہتے ہیں: محمد بن سنان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے آنکھ میں

درد کی شکایت کی۔ حضرت نے ہتھیلی سے ایک چھوٹا کوزہ اٹھایا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام کے نام لکھا، خط خادم کے سپرد کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کے ہمراہ جاؤں اور فرمایا: اس بات کو مخفی رکھو۔

ہم ان کی خدمت میں پہنچے۔ خادم نے آنحضرتؑ کو آغوش میں اُٹھایا اور خط ان کے سامنے کھولا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام نے خط پر نگاہ ڈالی۔ پھر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا: تم ٹھیک ہو گئے ہو۔

آپؑ نے کئی بار اس گفتگو کا تکرار کیا، میری آنکھوں کی تمام بیماریاں ختم ہو گئیں۔ میری بینائی اتنی اچھی ہوئی کہ کسی اور کی ایسی نہ تھی۔

میں نے حضرت جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خداوند آپؑ کو اس اُمت کا رہبر قرار دے، جس طرح سے حضرت عیسیٰؑ بن مریم بنی اسرائیل کے راہنما ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: اے دوست فطرس کے مشابہ! میں ان کی خدمت سے واپس آیا، کافی عرصہ تک میری آنکھ ٹھیک رہی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اس بات کو مخفی رکھو لیکن جب میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کا یہ معجزہ لوگوں کے سامنے بیان کیا تو دوبارہ آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔

محمد بن مرزبان کہتے ہیں: میں نے محمد بن سنان سے کہا: آپؑ نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے کہا: اے دوست فطرس کے مشابہ! اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟

اس نے کہا: خدا ایک فرشتے بنام فطرس پر غضب ناک ہوا اور اس کے بال و پر گر گئے اور اوقیانوس کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو خداوند نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مبارک باد پیش کرنے کے لیے بھیجا۔

حضرت جبرئیلؑ، فطرس کے دوست تھے۔ جب ان کا گزر اس جزیرہ سے ہوا جس میں فطرس گرا ہوا تھا، انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا اور اس سے اپنی ڈیوٹی کا ذکر کیا اور کہا: اگر تم راضی ہو تو میں تمھیں اپنے ایک پَر پر سوار کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں، تا کہ وہ آپ کی شفاعت کریں۔

فطرس نے کہا: ہاں، بہت اچھا ہے۔

حضرت جبرئیلؑ نے اسے اپنے پَر کے اُوپر بٹھایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور ان کی خدمت میں خداوند کی طرف سے مبارک باد پیش کی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے فطرس کا واقعہ بھی نقل کیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرس سے فرمایا: اپنے بال و پَر حسین علیہ السلام کے گہوارے سے مَس کرو۔

فطرس نے یہی کام انجام دیا، خداوند نے فطرس کے بال و پَر لوٹا دیے اور اسے فرشتوں کے درمیان اسی مقام پر پلٹا دیا۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۶۶)

اگر میرے اہل و عیال مکہ میں نہ ہوتے تو آپ کی خدمت میں رہنا پسند کرتا

رُوِیَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِیدِ الْکَرْمَانِیِّ قَالَ: أَتَیْتُ أَبَا جَعْفَرٍ بْنَ الرِّضَا علیہما السلام ..... إِلَی أَنْ قَالَ:

فَقُلْتُ: یَا سَیِّدِي! لَوْلَا عِیَالٌ بِمَکَّةَ وَوُلْدِی سَرَّنِي أَنْ أُطِیلَ الْمُقَامَ بِهَذَا الْبَابِ۔

فَأَذِنَ لِي وَقَالَ لِي: تُوَافِقُ غَمًّا۔

ثُمَّ وَضَعْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ حَقًّا كَانَ لَهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْمِلَهَا، فَتَأَبَّيْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ مَوْجِدَةٌ۔

فَضَحِكَ إِلَيَّ وَقَالَ: خُذْهَا إِلَيْكَ، فَإِنَّكَ تُوَافِقُ حَاجَةً۔

فَجِئْتُ وَقَدْ ذَهَبَتْ نَفَقَتُنَا شَطْرٌ مِنْهَا فَاحْتَجْتُ إِلَيْهِ سَاعَةَ قَدِمْتُ مَكَّةَ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۷)

محمد بن ولید کرمانی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: اے میرے آقا! اگر میرے اہل وعیال مکہ میں نہ ہوتے تو میں آپؑ کی خدمت میں رہنا پسند کرتا اور آپؑ کی ڈیوڑھی پر نوکری کرتا، لیکن میں اجازت چاہتا ہوں۔

حضرتؑ نے مجھے رخصت دی اور فرمایا: تم غم و اندوہ سے دوچار ہوگے۔ پھر میں نے امام علیہ السلام کا وہ حق ان کی خدمت میں پیش کیا جو میرے پاس تھا۔

آپؑ نے فرمایا: خود اُٹھالو، میں نے ایسا نہ کیا اور یہ خیال کیا کہ آنحضرتؑ غصے کی وجہ سے قبول نہیں کر رہے ہیں۔

جب مجھے یہ گمان ہوا تو امام جواد علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا: اُٹھالو، کیوں کہ اس کی تمھیں ضرورت پڑے گی۔

میں جب مکہ پہنچا تو اکثر سامانِ سفر ختم ہو چکا تھا۔ میں جس گھڑی مکہ میں داخل ہوا تو مجھے اسی وقت ان پیسوں کی ضرورت پڑ گئی۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۷)

خداوند نے ہم پر ایسے شخص کی اطاعت واجب کی

قَالَ قَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ زَيْدِيًّا قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى بَغْدَادَ فَبَيْنَا أَنَا بِهَا رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَعَادَوْنَ وَيَتَشَرَّفُونَ

وَيَقِفُونَ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟

فَقَالُوا: ابْنُ الرِّضَا ابْنُ الرِّضَا۔

فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلَيْهِ، فَطَلَعَ عَلٰى بَغْلٍ أَوْ بَغْلَةٍ فَقُلْتُ:

لَعَنَ اللّٰهُ أَصْحَابَ الْإِمَامَةِ حَيْثُ يَقُولُونَ إِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ طَاعَةَ هٰذَا!

فَعَدَلَ إِلَيَّ وَقَالَ: يَا قَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَانِ! ﴿أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ﴾ (سورۂ قمر، آیت ۲۴)

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: سَاحِرٌ وَاللّٰهِ۔

فَعَدَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: ﴿أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ﴾۔

قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَقُلْتُ بِالْإِمَامَةِ وَشَهِدْتُ أَنَّهُ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ وَاعْتَقَدْتُ۔

قاسم بن عبدالرحمٰن کہ جو زیدی مذہب تھا، کہتا ہے: ایک دفعہ میں بغداد میں گیا اور ایک مدت تک وہاں پر ہی رہا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ لوگوں کی بھیڑ ہے، لوگ آجا رہے ہیں اور بلند مقام پر چڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا ماجرا ہے؟

لوگوں نے کہا: ابن الرضا، ابن الرضا۔

میں نے ارادہ کیا کہ انھیں دیکھوں، اچانک دیکھا کہ ایک خچر پر سوار آرہے ہیں۔ میں نے کہا: خدا، امامت کے معتقدین پر لعنت کرے کہ جو کہتے ہیں خداوند نے ایسے شخص کی اطاعت ہمارے اُوپر واجب کی ہے۔

میں نے اس دوران دیکھا کہ وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے قاسم بن عبدالرحمٰن! "کیا ہم اپنے ہی سے ایک شخص کی اتباع کرلیں، اس طرح تو ہم گمراہی

اور دیوانگی کا شکار ہو جائیں گے" (سورۂ قمر، آیت ۲۴)۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: خدا کی قسم! یہ عجیب جادوگر ہے۔ وہ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور اس آیت کریمہ: "کیا ہم سب کے درمیان ذکر صرف اسی پر ہی نازل ہوا ہے درحقیقت یہ جھوٹا ہے اور برائی کا طلب گار ہے" (سورۂ قمر، آیت ۲۵) کی تلاوت کی۔ میں وہاں سے پلٹا اور امامت کا معتقد ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خدا کی حجت اور لوگوں کے امام ہیں اور میں ان پر ایمان لے آیا۔

آپؑ پر قربان جاؤں آپؑ کہاں تھے؟

مَا رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ بْنِ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ لِي بِالْمَدِينَةِ: يَا مُعَمَّرُ! ارْكَبْ۔

قُلْتُ: إِلَى أَيْنَ؟

قَالَ: ارْكَبْ كَمَا يُقَالُ لَكَ۔

فَرَكِبْتُ مَعَهُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى وَادٍ وَإِلَى وَهْدَةٍ وَإِلَى تَلٍّ۔ فَقَالَ: قِفْ هَاهُنَا فَوَقَفْتُ وَخَرَجَ ثُمَّ أَتَانِي فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، أَيْنَ كُنْتَ؟

قَالَ: دَفَنْتُ أَبِي السَّاعَةَ وَكَانَ بِخُرَاسَانَ۔

معمر بن خلاد کہتے ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام نے مدینہ میں مجھے فرمایا: اے معمر! سوار ہو جاؤ۔

میں نے کہا: کہاں کے لیے؟

فرمایا: جس طرح تمھیں کہا گیا ہے، تم سوار ہو جاؤ۔

میں مرکب پر سوار ہوا، ہم ایک صحرا میں گئے، وہاں ایک وادی پر پہنچے، اس

میں ایک ٹیلہ اور ایک درہ تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم یہیں پر رُک کے رہو۔

میں وہاں پر رُک گیا اور وہ تشریف لے گئے۔ پھر پلٹ آئے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ کہاں تھے؟

آپؑ نے فرمایا: میں نے اس وقت اپنے پدر بزرگوار کو دفن کیا ہے، درحالانکہ ان کے پدر گرامی خراسان میں تھے۔ (الخرائج والجرائح، ج ۲، ص ۶۶۶)

آپ کے خیال میں اس سرزمین سے چلا جاؤں؟

رَوَى عَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام وَشَكَوْتُ إِلَيْهِ كَثْرَةَ الزَّلَازِلِ فِي الْأَهْوَازِ وَقُلْتُ: تَرَىٰ لِيَ التَّحَوُّلَ عَنْهَا؟

فَكَتَبَ عليه السلام: لَا تَتَحَوَّلُوا عَنْهَا وَصُومُوا الْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ وَالْجُمُعَةَ وَاغْتَسِلُوا وَطَهِّرُوا ثِيَابَكُمْ وَأَبْرِزُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَادْعُوا اللهَ، فَإِنَّهُ يَدْفَعُ عَنْكُمْ۔

قَالَ: فَفَعَلْنَا، فَسَكَنَتِ الزَّلَازِلُ۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں ایک خط بھیجا اور اہواز میں بہت زلزلے آنے کی شکایت کی اور سوال کیا کہ کیا آپؑ کے خیال میں اس سرزمین سے چلا جاؤں؟

آپؑ نے فرمایا: اہواز سے مت جاؤ۔ بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھو۔ روز جمعہ غسل کرو، صاف ستھرے کپڑے پہنو اور اسی روز نکل کر خدا کی بارگاہ میں دعا کرو کہ وہ اس مصیبت کو دُور کرے۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے یہی کام انجام دیا تو زمین زلزلوں سے محفوظ ہوگئی۔ (الخرائج والجرائح، ج ۲، ص ۱۱۱)

میرے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ: إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام لَمَّا تُوُفِّيَ وَالِدُهُ عَلِيُّ الرِّضَا عليه السلام وَقَدِمَ الْخَلِيفَةُ إِلَى بَغْدَادَ بَعْدَ وَفَاتِهِ بِسَنَةٍ اتَّفَقَ أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الصَّيْدِ فَاجْتَازَ بِطَرَفِ الْبَلَدِ فِي طَرِيقِهِ وَالصِّبْيَانُ يَلْعَبُونَ وَمُحَمَّدٌ وَاقِفٌ مَعَهُمْ، وَكَانَ عُمْرُهُ يَوْمَئِذٍ إِحْدَى عَشْرَةَ سَنَةً فَمَا حَوْلَهَا۔

فَلَمَّا أَقْبَلَ الْمَأْمُونُ انْصَرَفَ الصِّبْيَانُ هَارِبِينَ وَوَقَفَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدٌ عليه السلام فَلَمْ يَبْرَحْ مَكَانَهُ۔

فَقَرُبَ مِنْهُ الْخَلِيفَةُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزَّ وَعَلَا قَدْ أَلْقَى عَلَيْهِ مَسْحَةً مِنْ قَبُولٍ فَوَقَفَ الْخَلِيفَةُ وَقَالَ لَهُ: يَا غُلَامُ! مَا مَنَعَكَ مِنَ الْانْصِرَافِ مَعَ الصِّبْيَانِ؟

فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ مُسْرِعاً: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَمْ يَكُنْ بِالطَّرِيقِ ضِيقٌ لِأُوَسِّعَهُ عَلَيْكَ بِذَهَابِي، وَلَمْ يَكُنْ لِي جَرِيمَةٌ فَأَخْشَاهَا، وَظَنِّي بِكَ حَسَنٌ أَنَّكَ لَا تَضُرُّ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ فَوَقَفْتُ۔

فَأَعْجَبَهُ كَلَامُهُ وَوَجْهُهُ فَقَالَ لَهُ: مَا اسْمُكَ؟

قَالَ: مُحَمَّدٌ۔

قَالَ: ابْنُ مَنْ أَنْتَ؟

قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الرِّضَا عليه السلام۔

فَتَرَحَّمَ عَلَى أَبِيهِ وَسَاقَ جَوَادَهُ إِلَى وِجْهَتِهِ، وَكَانَ مَعَهُ بُزَاةٌ فَلَمَّا بَعُدَ عَنِ الْعِمَارَةِ أَخَذَ بَازِياً فَأَرْسَلَهُ عَلَى دُرَّاجَةٍ فَغَابَ عَنْ عَيْنِهِ غَيْبَةً طَوِيلَةً ثُمَّ عَادَ مِنَ الْجَوِّ فِي مِنْقَارِهِ

سَمَكَةٌ صَغِيرَةٌ، وَبِهَا بَقَايَا الْحَيَاةِ۔

فَعَجِبَ الْخَلِيفَةُ مِنْ ذٰلِكَ غَايَةَ الْعَجَبِ، فَأَخَذَهَا فِي يَدِهِ وَعَادَ إِلَى دَارِهِ فِي الطَّرِيقِ الَّذِي أَقْبَلَ مِنْهُ۔ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى ذٰلِكَ الْمَكَانِ وَجَدَ الصِّبْيَانَ عَلَى حَالِهِمْ فَانْصَرَفُوا كَمَا فَعَلُوا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام لَمْ يَنْصَرِفْ وَوَقَفَ كَمَا وَقَفَ أَوَّلًا۔

فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ الْخَلِيفَةُ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ!

قَالَ: لَبَّيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!

قَالَ: مَا فِي يَدِي؟

فَأَلْهَمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ بِمَشِيَّتِهِ فِي بَحْرِ قُدْرَتِهِ سَمَكًا صِغَارًا تَصِيدُهَا بُزَاةُ الْمُلُوكِ وَالْخُلَفَاءِ فَيَخْتَبِرُونَ بِهَا سُلَالَةَ أَهْلِ النُّبُوَّةِ۔

فَلَمَّا سَمِعَ الْمَأْمُونُ كَلَامَهُ عَجِبَ مِنْهُ، وَجَعَلَ يُطِيلُ نَظَرَهُ إِلَيْهِ وَقَالَ: أَنْتَ ابْنُ الرِّضَا حَقًّا۔

وَضَاعَفَ إِحْسَانَهُ إِلَيْهِ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۹۳)

محمد بن طلحہ کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے ایک سال بعد مامون بغداد آیا، ایک دن وہ شکار پے گیا ہوا تھا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام کا سن مبارک گیارہ سال تھا۔ بچے کھیل رہے تھے، آپؑ ان کے قریب ایک طرف کھڑے تھے۔ جب مامون رشید آیا تو بچے دوڑ گئے لیکن حضرت امام جواد علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ خلیفہ ان کے پاس گیا، انھیں دیکھا، خداوند نے انھیں خوب صورت شکل وصورت عطا فرمائی تھی۔ آپؑ کی وجاہت سے مامون متاثر ہوا۔ اس نے اسی جگہ پر کھڑے ہو کر کہا: اے نوجوان! کیوں آپ بچوں کے ساتھ یہاں سے نہیں گئے ہو؟

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فوراً جواب دیا: اے خلیفہ! راستہ تنگ نہیں تھا کہ میں جا کر اسے کھلا کرتا اور میں نے کوئی غلط کام بھی نہیں کیا کہ ڈروں، اور میرا گمان ہے کہ تم کسی کو گناہ کے بغیر اذیت نہیں کرو گے، لہٰذا اسی وجہ سے کھڑا رہا ہوں۔

مامون اس جوان اور ان کے خوب صورت شکل وشمائل سے حیران وششدر رہ گیا اور اس نے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: محمد۔ اس نے پوچھا: آپ کس کے فرزند ہیں؟

انھوں نے فرمایا: اے خلیفہ! میں علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔

مامون نے آپ کے پدر بزرگوار پر درود بھیجا اور وہاں سے اپنے گھوڑے کو ہانکتا ہوا چلا گیا۔

اس کے پاس کچھ شکاری باز تھے۔ جب وہ شہر سے باہر نکل گیا تو اس نے تیتر کو شکار کرنے کے لیے ایک باز کو چھوڑا۔ باز کچھ لمحوں کے لیے آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ پھر وہ آسمان سے اُترا، اس کی چونچ میں ایک چھوٹی سی مچھلی تھی جو ابھی تک زندہ تھی۔

خلیفہ باز کی چونچ میں مچھلی دیکھ کر حیران و پریشان رہ گیا۔ اس نے وہ مچھلی ہاتھ میں پکڑی اور اسی راستے سے اپنی منزل کی طرف لوٹا۔ جب اسی مقام پر پہنچا تو بچے کھیل رہے تھے۔ انھوں نے جونہی مامون کو دیکھا تو وہاں سے فرار کر گئے لیکن حضرت امام جواد علیہ السلام پہلے کی طرح اسی مقام پر کھڑے رہے۔

خلیفہ آپؑ کے نزدیک ہوا اور کہا: اے محمدؑ!

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اے خلیفہ!

اس نے پوچھا: میرے ہاتھ میں کیا ہے؟

خداوند متعال نے حضرت امام جواد علیہ السلام کو الہام کیا، انھوں نے اس کے

جواب میں کہا: اے خلیفہ! خداوند متعال نے اپنے ارادے سے بحر بے کراں میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا کیں، جنھیں خلفا اور بادشاہوں کے شکاری باز شکار کرتے ہیں اور وہ ان مچھلیوں کے ذریعے فرزند پیغمبر کا امتحان کرتے ہیں۔

مامون یہ جواب سن کر بے حد حیران و پریشان ہوا اور ایک مدت تک آپؑ کے چہرۂ مبارک میں گم سُم ہوگیا اور کہا: اس میں شک نہیں ہے کہ آپؑ حضرت رضا علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اس کے بعد ان کے ساتھ زیادہ مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ ①

تیس ہزار مسئلوں کے متعلق سوالات

عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ النَّوَاحِي۔

فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَأَلُوهُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ عَنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ مَسْأَلَةٍ۔

فَأَجَابَ وَلَهُ عَشْرُ سِنِينَ۔

قال العلامة المجلسي رحمه اللہ: بيان: قوله: ﴿عن ثلاثين ألف مسألة﴾۔

أقول: يشكل هذا بأنه لو كان السؤال والجواب عن كل مسألة بيتا واحداً أعني خمسين حرفاً لكان أكثر من ثلاث ختمات للقرآن، فكيف يمكن ذلك في مجلس واحد؟

ولو قيل جوابه علیہ السلام كان في الأكثر بلا ونعم، أو بالاعجاز في أسرع زمان ففي السؤال لا يمكن ذلك ويمكن الجواب بوجوه۔

---

① قابل ذکر ہے کہ بعض محققین نے اس روایت کو اس صورت حال میں قبول نہیں کیا۔ اس بارے میں تفصیل جاننے کے لیے بحار الانوار کی ج ۵۰، ص ۹۲ کے فٹ نوٹ کی طرف رجوع کیا جائے۔

الأول: أنّ الکلام محمول علی المبالغة فی کثرة الأسئلة والأجوبة فإن عد مثل ذٰلك مستبعد جداً۔

الثانی: یمکن أن یکون فی خواطر القوم أسئلة کثیرۃ متفقة فلما أجاب علیه السلام عن واحد فقد أجاب عن الجمیع۔

الثالث: أن یکون إشارة إلی کثرۃ ما یستنبط من کلماته الموجزۃ المشتملة علی الأحکام الکثیرۃ وھذا وجه قریب۔

الرابع: أن یکون المراد بوحدۃ المجلس الوحدۃ النوعیة أو مکان واحد کمنی وان کان فی أیام متعددۃ۔

الخامس: أن یکون مبنیاً علی بسط الزمان الذی تقول به الصوفیة لکنه ظاهراً من قبیل الخرافات۔

السادس: أن یکون إعجازہ علیه السلام أثر فی سرعة کلام القوم أیضاً، أو کان یجیبهم بما یعلم من ضمائرهم قبل سؤالهم۔

السابع: ما قیل: إنّ المراد السؤال بعرض المکتوبات والطومارات فوقع الجواب بخرق العادۃ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۹۳)

علی بن ابراہیم اپنے والد سے یوں نقل کرتے ہیں: مدینہ کے گردونواح میں رہنے والے کچھ لوگوں نے حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں شرف یاب ہونے کی اجازت مانگی۔ انھیں اجازت دی گئی۔ جب وہ لوگ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے ایک ہی محفل میں تیس ہزار مسئلے پوچھے۔

امامؑ نے سب کا جواب دیا جب کہ اس وقت آپ کا سن دس سال تھا۔

جناب علامہ مجلسیؒ اس روایت کی وضاحت میں تحریر فرماتے ہیں:

اس بارے میں اشکال کیا گیا ہے کہ اگر ہر مسئلے کا جواب ایک لائن یعنی پچاس حروف ہوں تو یہ تین مرتبہ قرآن کو ختم کرنے سے بیشتر ہو جائے گا، لہٰذا کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک ہی محفل میں تیس ہزار مسئلوں کا جواب دیں؟

اگر آپ یہ کہیں کہ اکثر مسئلوں میں ان کا جواب ہاں یا نہ میں ہوتا، یا معجزہ کے ذریعے کم ترین وقت میں جواب دیے ہیں تو پھر ان سوالات کے بارے میں کیا کہو گے جو کہ تیس ہزار مطرح ہوئے ہیں، لیکن ممکن ہے کہ اس اشکال کا جواب چند صورتوں میں دیا جائے:

۱ گفتگو بطور مبالغہ تھی، یعنی بہت زیادہ سوالات و جوابات ہوئے کہ در واقع ایسے سوالات کو گننا مشکل ہے۔

۲ ممکن ہے کہ لوگوں کے اذہان میں ایک ہی طرح کے بہت سے سوالات ہوں کہ جب انھوں نے ایک کا جواب دیا تو تمام کا جواب ہو گیا ہو۔

۳ ممکن ہے کہ اس کی طرف اشارہ ہو کہ آنحضرتؑ کے مختصر کلمات سے بہت زیادہ مسائل و مواد کا استفادہ کیا ہو۔ یہ صورت قریب ہے۔

۴ ممکن ہے کہ ایک محفل و مجلس سے مراد ایک مجلس نوعی ہو یا ایک ہی مکان پر ہو مثل منیٰ، اگرچہ وہ کئی دنوں پر مشتمل ہو۔

۵ ممکن ہے کہ صوفیوں کے بقول یہ گفتگو کشش زمان پر مبنی ہو لیکن یہ عقیدہ خرافات ہے۔

۶ ممکن ہے کہ آنحضرتؑ کا اعجاز لوگوں کے کلام کی سرعت میں موثر ہو یا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا، پوچھنے سے پہلے ان کا جواب دے دیتے۔

۷ بیان کیا گیا ہے کہ سوال سے مراد وہ خطوط اور تحریریں دینا ہو کہ امام علیہ السلام نے معجزے کے ذریعے ان کا جواب دیا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۹۳)

کیا تم نے بکری چوری کی ہے؟

رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ الرِّضَا عليه السلام جَالِساً وَقَدْ ذَهَبَتْ شَاةٌ لِمَوْلَاةٍ لَهُ فَأَخَذُوا بَعْضَ الْجِيرَانِ يَجُرُّونَهُمْ إِلَيْهِ وَيَقُولُونَ: أَنْتُمْ سَرَقْتُمُ الشَّاةَ! فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: وَيْلَكُمْ! خَلُّوا عَنْ جِيرَانِنَا فَلَمْ يَسْرِقُوا شَاتَكُمْ، الشَّاةُ فِي دَارِ فُلَانٍ فَاذْهَبُوا فَأَخْرِجُوهَا مِنْ دَارِهِ. فَخَرَجُوا فَوَجَدُوهَا فِي دَارِهِ، وَأَخَذُوا الرَّجُلَ وَضَرَبُوهُ وَخَرَقُوا ثِيَابَهُ وَهُوَ يَحْلِفُ أَنَّهُ لَمْ يَسْرِقْ هٰذِهِ الشَّاةَ إِلَى أَنْ صَارُوا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالَ: وَيْحَكُمْ ظَلَمْتُمُ الرَّجُلَ، فَإِنَّ الشَّاةَ دَخَلَتْ دَارَهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ بِهَا فَدَعَاهُ فَوَهَبَ لَهُ شَيْئاً بَدَلَ مَا خُرِقَ مِنْ ثِيَابِهِ وَضَرْبِهِ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۴۷)

علی بن جریر کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ان کی کسی ایک کنیز کی بکری گم ہو گئی تھی۔ انھوں نے کئی ایک ہمسایوں کو پکڑ کر امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور کہا کہ تم نے بکری چوری کی ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: برباد ہو جاؤ، میرے ہمسایوں کو چھوڑ دو۔ انھوں نے چوری نہیں کی ہے، بکری فلاں کے گھر میں ہے، جاؤ اور اس کے گھر سے لے کر آؤ۔

جب وہ اس کے گھر گئے تو دیکھا کہ بکری وہاں پر ہے، انھوں نے صاحب خانہ کو پکڑا، مارا پیٹا اور اس کا لباس پھاڑ دیا۔ اس نے قسم کھائی کہ یہ بکری اس نے چوری نہیں کی ہے۔ آخر کار اسے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں لائے۔

آپؑ نے فرمایا: برباد ہو جاؤ، تم لوگوں نے اس پر ظلم کیا ہے کیونکہ اسے علم نہیں تھا، بکری خود بخود اس کے گھر میں گھسی تھی۔ امام علیہ السلام نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور کپڑوں اور مار پیٹ کے عوض میں کچھ رقم عطا کی۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۴۷)

میں کون ہوں کہ کچھ کہوں، میرے مولا و آقا بہتر جانتے ہیں

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام غُلَامَهُ وَمَعَهُ كِتَابٌ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصِيرَ إِلَيْهِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ نَازِلٌ فِي دَارِ بَزِيعٍ فَدَخَلْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَذَكَرَ فِي صَفْوَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَغَيْرِهِمَا مِمَّا قَدْ سَمِعَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي :أَسْتَعْطِفُهُ عَلَى زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ لَعَلَّهُ أَنْ يَسْلَمَ مِمَّا فِي هَؤُلَاءِ۔

ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي فَقُلْتُ: مَنْ أَنَا أَنْ أَتَعَرَّضَ فِي هَذَا وَشِبْهِهِ مَوْلَايَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَصْنَعُ؟

فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عَلِيٍّ! لَيْسَ عَلَى مِثْلِ أَبِي يَحْيَى يُعْجَلُ، وَكَانَ مِنْ خِدْمَتِهِ لِأَبِي علیہ السلام وَمَنْزِلَتِهِ عِنْدَهُ وَعِنْدِي مِنْ بَعْدِهِ وَغَيْرَ أَنِّي احْتَجْتُ إِلَى الْمَالِ فَلَمْ يَبْعَثْ۔

فَقُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ، هُوَ بَاعِثٌ إِلَيْكَ بِالْمَالِ وَقَالَ لِي: إِنْ وَصَلْتَ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ أَنَّ الَّذِي مَنَعَنِي مِنْ بَعْثِ الْمَالِ اخْتِلَافُ مَيْمُونٍ وَمُسَافِرٍ۔

فَقَالَ: احْمِلْ كِتَابِي إِلَيْهِ وَمُرْهُ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيَّ بِالْمَالِ۔

فَحَمَلْتُ كِتَابَهُ إِلَى زَكَرِيَّا ، فَوَجَّهَ إِلَيْهِ بِالْمَالِ۔

قَالَ: فَقَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام ابْتِدَاءً مِنْهُ : ذَهَبَتِ الشُّبْهَةُ مَا لِأَبِي وَلَدٌ غَيْرِي۔

قُلْتُ: صَدَقْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ۔

احمد بن محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو میرے پاس بھیجا کہ میں ان کی خدمت میں حاضری دوں۔ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ آنحضرتؑ مدینہ میں بزیع نامی شخص کے گھر میں قیام پذیر تھے۔ انھوں نے صفوان، محمد بن سنان اور کچھ دوسرے افراد کے بارے میں کچھ گفتگو کی کہ جو بہت سے لوگوں نے سنی۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: مناسب ہے کہ میں زکریا ابن آدم کے بارے میں کوئی خواہش کروں، شاید وہ اس کلام سے محفوظ رہیں۔

پھر میں نے اپنے آپ سے کہا: میں کون ہوں جو اس طرح کے موارد میں اپنے آقا سے کوئی بات کروں، وہ بہتر جانتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔

انھوں نے اس موقع پر مجھے فرمایا: اے ابا علی! ابو یحییٰ (زکریا ابن آدم) جیسے شخص کے بارے میں جلدی سے کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ انھوں نے میرے والد گرامی کی جو خدمات انجام دیں اور ان کے نزدیک جو مقام و مرتبہ رکھتا تھا، میرے والد گرامی کے بعد میرے نزدیک بھی رکھتا ہے، لیکن یہ کہ مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت تھی جو اس نے نہیں بھیجے۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں وہ پیسے بھیجے گا، اس نے مجھے کہا ہے کہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو عرض کروں کہ پیسے نہ بھیجنے کی وجہ وہ اختلاف تھا جو مسافر اور میمون کے درمیان واقع ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میرا یہ خط اس کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو کہ پیسے بھیجے۔
میں نے وہ خط زکریا تک پہنچایا، اس نے پیسے بھیجے۔
حضرت امام جواد علیہ السلام نے میرے کچھ عرض کرنے سے قبل فرمایا۔ اب شک و شبہ ختم ہو گیا ہے۔ میرے والد گرامی کا میرے سوا کوئی بیٹا نہیں ہے۔
میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں آپؑ نے صحیح فرمایا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۶۸)

آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ خداوند اور اس کے سوا کسی کو کوئی خبر نہیں ہے؟

فِي مَشَارِقِ الْأَنْوَارِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام بِبَغْدَادَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ يَاسِرٌ الْخَادِمُ يَوْماً وَقَالَ: يَا سَيِّدَنَا! إِنَّ سَيِّدَتَنَا أُمَّ جَعْفَرٍ تَسْتَأْذِنُكَ أَنْ تَصِيرَ إِلَيْهَا۔
فَقَالَ لِلْخَادِمِ: ارْجِعْ، فَإِنِّي فِي الْأَثَرِ۔
ثُمَّ قَامَ وَرَكِبَ الْبَغْلَةَ وَأَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ الْبَابَ۔
قَالَ: فَخَرَجَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ أُخْتُ الْمَأْمُونِ وَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ وَسَأَلَتْهُ الدُّخُولَ عَلَى أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْمَأْمُونِ وَقَالَتْ: يَا سَيِّدِي! أُحِبُّ أَنْ أَرَاكَ مَعَ ابْنَتِي فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَتَقَرَّ عَيْنِي۔
قَالَ: فَدَخَلَ وَالسُّتُورُ تُشَالُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ خَرَجَ رَاجِعاً وَهُوَ يَقُولُ: ﴿فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ﴾۔
قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَخَرَجَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ تَعْثُرُ فِي ذُيُولِهَا فَقَالَتْ:

يَا سَيِّدِي! أَنْعَمْتَ عَلَيَّ بِنِعْمَةٍ فَلَمْ تُتِمَّهَا ۔

فَقَالَ لَهَا : ﴿أَتَىٰ أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ﴾ (سورۂ نحل، آیت ۱)، إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ مَا لَمْ يَحْسُنْ إِعَادَتُهُ فَارْجِعِي إِلَى الْفَضْلِ فَاسْتَخْبِرِيهَا عَنْهُ ۔

فَرَجَعَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ فَأَعَادَتْ عَلَيْهَا مَا قَالَ ۔

فَقَالَتْ : يَا عَمَّةِ! وَمَا أَعْلَمَهُ بِذَاكَ؟

ثُمَّ قَالَتْ : كَيْفَ لَا أَدْعُو عَلَى أَبِي وَقَدْ زَوَّجَنِي سَاحِراً ۔

ثُمَّ قَالَتْ : وَاللّٰهِ يَا عَمَّةِ! إِنَّهُ لَمَّا طَلَعَ عَلَيَّ جَمَالُهُ حَدَثَ لِي مَا يَحْدُثُ لِلنِّسَاءِ فَضَرَبْتُ يَدِي إِلَى أَثْوَابِي وَضَمَمْتُهَا ۔

قَالَ: فَبُهِتَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ مِنْ قَوْلِهَا ، ثُمَّ خَرَجَتْ مَذْعُورَةً وَقَالَتْ: يَا سَيِّدِي! وَمَا حَدَثَتْ لَهَا؟

قَالَ: هُوَ مِنْ أَسْرَارِ النِّسَاءِ ۔

فَقَالَتْ : يَا سَيِّدِي! تَعْلَمُ الْغَيْبَ ۔

قَالَتْ: فَمِنْ أَيْنَ لَكَ عِلْمُ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ وَهِيَ؟

فَقَالَ: وَأَنَا أَيْضاً أَعْلَمُهُ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ ۔

قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ قُلْتُ: يَا سَيِّدِي! وَمَا كَانَ إِكْبَارُ النِّسْوَةِ؟

قَالَ: هُوَ مَا حَصَلَ لِأُمِّ الْفَضْلِ مِنَ الْحَيْضِ ۔

قَالَ: لَا ۔

قَالَتْ : فَنَزَلَ إِلَيْكَ الْوَحْيُ؟

قَالَ: لَا ۔

برسی "مشارق الانوار" میں تحریر کرتے ہیں: ابوجعفر ہاشم کہتے ہیں: میں بغداد میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ ایک دن یاسر خادم آیا اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

میرے مولاؑ! اُمِ جعفر کا تقاضا ہے کہ آپؑ ان کے پاس آئیں۔

آپؑ نے فرمایا: تم چلو، میں تمھارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

آپؑ اُٹھے، خچر پر سوار ہوئے اور ان کے دروازے پر تشریف لائے، مامون کی بہن اُم جعفر باہر آئی، سلام کیا اور تمنا کی کہ میں چاہتی ہوں۔ مامون کی بیٹی اُم فضل کے ہاں تشریف لے جائیں اور کہا: میری آرزو ہے کہ آپ کو اپنی بیٹی کے پاس ایک جگہ پر دیکھوں تاکہ میری آنکھیں روشن ہوں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے۔ حضرتؑ کے سامنے سے پردے ہٹتے گئے، کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا کہ آپؑ واپس تشریف لے آئے اور یہ آیہ پڑھی: "جب انھیں دیکھا تو انھیں عظیم پایا"۔ (سورۂ یوسف، آیت ۳۱)

اس کے بعد حضرت امام جواد علیہ السلام کمرے میں بیٹھ گئے۔ اُمِ جعفر شرمندگی کے ساتھ دامن لپیٹتی ہوئی آئی اور کہا: اے میرے آقا! آپؑ نے میرے اُوپر احسان کیا اور مجھے نعمت عطا کی ہے، لیکن اسے مکمل نہیں کیا۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: "امرالٰہی آگیا ہے لہٰذا اب بلاوجہ جلدی نہ کرو"۔

پھر مزید فرمایا: ایسا واقعہ پیش آیا ہے کہ اسے بیان کرنا مناسب نہیں ہے، جاؤ اور خود اُم فضل سے پوچھ لو۔

اُم جعفر، اُم فضل کے پاس آئی اور حضرت امام جواد علیہ السلام کا قول اس کے سامنے نقل کیا۔ اُم فضل نے کہا: پھوپھی! وہ کہاں سے سمجھے ہیں؟

پھر کہا: میں کیوں اپنے باپ کو بُرا بھلا نہ کہوں کہ اس نے ایک جادوگر شخص کے ساتھ میرا نکاح کیا ہے۔

پھر کہا: اے پھوپھی جان! خدا کی قسم! جب میں نے ان کے حُسن و جمال کا مشاہدہ کیا تو میرے اندر عورتوں والی ماہانہ عادت پیدا ہوگئی، لہٰذا میں نے اپنا لباس ہاتھ میں پکڑا اور اسے اپنے اُوپر دبایا۔

اُمِ جعفر یہ واقعہ سن کر حیران و پریشان ہوگئی اور ڈرتی ہوئی وہاں سے نکلی اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے میرے مولاؑ! اُمِ فضل کے ساتھ کیسا واقعہ پیش آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ عورتوں کے اسرار میں سے ہے۔

اُمِ جعفر نے پوچھا: اے میرے آقا! آپؑ علمِ غیب رکھتے ہیں؟

فرمایا: نہیں۔ اس نے عرض کیا: آپؑ پر وحی نازل ہوتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔

اس نے عرض کیا: آپؑ ایسا مطلب کہاں سے سمجھے ہیں کہ جس کی اسے اور خدا کے سوا کسی دوسرے کو کوئی خبر نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میں بھی علمِ خدا کے ذریعے ہی سمجھا ہوں۔

راوی کہتا ہے: جب اُمِ جعفر چلی گئی تو میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: عورتوں کی بزرگ شماری سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو حالت اُم الفضل کو پیش آئی ہے وہ ماہانہ عادت ہے۔

(بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۴)

میں نے بڑی باریک بینی سے ان کا قدوقامت دیکھا

رَوَی أَبُو سَلْمَانَ عَنِ ابْنِ أَسْبَاطٍ قَالَ:

خَرَجَ عَلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَ إِلَى رَأْسِهِ وَ رِجْلَيْهِ لِأَصِفَ قَامَتَهُ بِمِصْرَ۔

فَلَمَّا جَلَسَ قَالَ: يَا عَلِيُّ! إِنَّ اللهَ احْتَجَّ فِي الْإِمَامَةِ بِمِثْلِ مَا احْتَجَّ فِي النُّبُوَّةِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾ (سورۂ مریم، آیت ۱۳) وَ ﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ﴾ (سورۂ یوسف، آیت ۲۲) وَ ﴿بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً﴾ (سورۂ احقاف، آیت ۱۵)

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يُعْطَى الْحُكْمَ صَبِيًّا وَيَجُوزُ أَنْ يُعْطَى وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۰)

علی بن اسباط کہتے ہیں: ایک دن حضرت امام جواد علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائے، میں نے بڑی باریک بینی کے ساتھ ان کے قدوقامت پر نگاہ ڈالی، تا کہ مصریوں کے سامنے ان کے شمائل بیان کرسکوں۔

آپؑ نے بیٹھتے ہی فرمایا: اے علی! خداوند امامت سے متعلق اسی طرح سے دلیل پیش کرتا ہے جس طرح سے اس نے نبوت کے بارے میں دلیل پیش کی۔ خداوند فرماتا ہے: "ہم نے انھیں بچپنے میں حکم (نبوت) عطا کیا" (سورۂ مریم، آیت ۱۳)۔ ایک اور آیت میں فرماتا ہے: "ہم نے انھیں حکم عطا کیا" (سورۂ یوسف، آیت ۲۲)۔ ایک اور آیت میں فرمایا: "جب میں چالیس سال کے ہوگئے" (سورۂ احقاف، آیت ۱۵)۔ یقیناً درست ہے کہ خداوند بچپنے میں حکمِ نبوت عطا فرمائے، جیسا کہ چالیس سال میں عطا کرنا درست ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۰)

ابھی زہر آلود پانی لائیں گے

ابْنُ قُولَوَيْهِ عَنِ الْكُلَيْنِيِّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى

بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيِّ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام صَبِيحَةَ عُرْسِهِ بِبِنْتِ الْمَأْمُونِ، وَكُنْتُ تَنَاوَلْتُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ دَوَاءً، فَأَوَّلُ مَنْ دَخَلَ فِي صَبِيحَتِهِ أَنَا وَقَدْ أَصَابَنِي الْعَطَشُ وَكَرِهْتُ أَنْ أَدْعُوَ بِالْمَاءِ۔

فَنَظَرَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام فِي وَجْهِي وَقَالَ: أَرَاكَ عَطْشَانًا؟!

قُلْتُ: أَجَلْ۔

قَالَ: يَا غُلَامُ! اسْقِنَا مَاءً!

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: السَّاعَةَ يَأْتُونَهُ بِمَاءٍ مَسْمُومٍ، وَاغْتَمَمْتُ لِذٰلِكَ۔

فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ وَمَعَهُ الْمَاءُ، فَتَبَسَّمَ فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ: يَا غُلَامُ! نَاوِلْنِي الْمَاءَ۔ فَتَنَاوَلَ وَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، وَشَرِبْتُ وَأَطَلْتُ عِنْدَهُ وَعَطِشْتُ۔

فَدَعَا بِالْمَاءِ، فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ بِالْمَرَّةِ الْأُولَى، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي وَتَبَسَّمَ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۵۴)

محمد بن علی ہاشمی کہتے ہیں: میں حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں اس صبح کو پہنچا جب آپؑ ماموں کی بیٹی سے نکاح کر چکے تھے۔ میں نے شام ہوتے ہی ایک دوا کھائی ہوئی تھی۔ صبح حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہونے والا سب سے پہلا شخص میں تھا۔ مجھے بہت پیاس لگی ہوئی تھی، لیکن میں پانی نہیں مانگنا چاہتا تھا۔

جونہی حضرت امام جوادؑ کی نگاہ میرے اوپر پڑی تو فرمایا: پیاسے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: اے غلام! پانی لاؤ۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: اب زہر آلود پانی لائیں گے، اس وجہ سے میں غمگین ہوا۔ غلام پانی لایا۔ امام علیہ السلام میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور غلام سے فرمایا: پانی مجھے دو۔

اس سے پانی لیا، کچھ مقدار پیا، پھر مجھے دیا اور میں نے پیا۔ کچھ عرصہ کے لیے آنحضرتؑ کی خدمت میں رہا۔ دوبارہ پیاس لگی۔ حضرتؑ نے دوبارہ پانی منگوایا، پہلے کی طرح خود پیا اور بعد میں مجھے دیا۔ ان کے خوب صورت لبوں کی مسکراہٹ (دل میں) نقش ہوگئی۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۵۳)

اے میرے آقا! آپ بند دروازے سے کیسے داخل ہوئے ہیں؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ مَاجِيلَوَيْهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمُتَوَكِّلُ وَأَحْمَدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَمَدَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ تَاتَانَةَ وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ هِشَامٍ الْمُؤَدِّبُ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَرَّاقُ رضی اللہ عنہم قَالُوا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ قَالَ:

بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ بَيْنَ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا إِذْ قَالَ لِي: يَا أَبَا الصَّلْتِ! ادْخُلْ هٰذِهِ الْقُبَّةَ الَّتِي فِيهَا قَبْرُ هَارُونَ وَائْتِنِي بِتُرَابٍ مِنْ أَرْبَعَةِ جَوَانِبِهَا۔

قَالَ: فَمَضَيْتُ فَأَتَيْتُ بِهِ۔

فَلَمَّا مَثُلْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي: نَاوِلْنِي هٰذَا التُّرَابَ وَهُوَ مِنْ

عِنْدَ الْبَابِ۔

فَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ رَمَى بِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَيُحْفَرُ لِي هَاهُنَا فَتَظْهَرُ صَخْرَةٌ لَوْ جُمِعَ عَلَيْهَا كُلُّ مِعْوَلٍ بِخُرَاسَانَ لَمْ يَتَهَيَّأْ قَلْعُهَا۔

ثُمَّ قَالَ فِي الَّذِي عِنْدَ الرِّجْلِ: وَالَّذِي عِنْدَ الرَّأْسِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ثُمَّ قَالَ: نَاوِلْنِي هٰذَا التُّرَابَ فَهُوَ مِنْ تُرْبَتِي۔

ثُمَّ قَالَ: سَيُحْفَرُ لِي فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ فَتَأْمُرُهُمْ أَنْ يَحْفِرُوا لِي سَبْعَ مَرَاقِيَ إِلَى أَسْفَلَ وَأَنْ يُشَقَّ لِي ضَرِيحَةٌ، فَإِنْ أَبَوْا إِلَّا أَنْ يَلْحَدُوا فَتَأْمُرُهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا اللَّحْدَ ذِرَاعَيْنِ وَشِبْرًا، فَإِنَّ اللّٰهَ سَيُوَسِّعُهُ مَا يَشَاءُ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَإِنَّكَ تَرَى عِنْدَ رَأْسِي نَدَاوَةً فَتَكَلَّمْ بِالْكَلَامِ الَّذِي أُعَلِّمُكَ، فَإِنَّهُ يَنْبُعُ الْمَاءُ حَتّٰى يَمْتَلِئَ اللَّحْدُ وَتَرَى فِيهِ حِيتَانًا صِغَارًا، فَفُتَّ لَهَا الْخُبْزَ الَّذِي أُعْطِيكَ، فَإِنَّهَا تَلْتَقِطُهُ فَإِذَا لَمْ يَبْقَ مِنْهُ شَيْءٌ خَرَجَتْ مِنْهُ حُوتَةٌ كَبِيرَةٌ فَالْتَقَطَتِ الْحِيتَانَ الصِّغَارَ حَتّٰى لَا يَبْقَى مِنْهَا شَيْءٌ، ثُمَّ تَغِيبُ فَإِذَا غَابَتْ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ تَكَلَّمْ بِالْكَلَامِ الَّذِي أُعَلِّمُكَ، فَإِنَّهُ يَنْضُبُ الْمَاءُ لَا يَبْقَى مِنْهُ وَلَا تَفْعَلْ ذٰلِكَ إِلَّا بِحَضْرَةِ الْمَأْمُونِ۔

ثُمَّ قَالَ علیہ السلام: يَا أَبَا الصَّلْتِ! غَداً أَدْخُلُ عَلَى هٰذَا الْفَاجِرِ، فَإِنْ أَنَا خَرَجْتُ وَ أَنَا مَكْشُوفُ الرَّأْسِ، فَتَكَلَّمْ أُكَلِّمْكَ، وَ إِنْ أَنَا خَرَجْتُ وَ أَنَا مُغَطَّى الرَّأْسِ فَلَا تُكَلِّمْنِي۔

قَالَ أَبُو الصَّلْتِ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ لَبِسَ ثِيَابَهُ وَجَلَسَ فَجَعَلَ فِي مِحْرَابِهِ يَنْتَظِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ غُلَامُ الْمَأْمُونِ، فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ۔

فَلَبِسَ نَعْلَهُ وَ رِدَاءَهُ وَقَامَ يَمْشِي وَأَنَا أَتْبَعُهُ حَتَّى دَخَلَ الْمَأْمُونَ، وبَيْنَ يَدَيْهِ طَبَقٌ عَلَيْهِ عِنَبٌ وَأَطْبَاقُ فَاكِهَةٍ وَبِيَدِهِ عُنْقُودُ عِنَبٍ قَدْ أَكَلَ بَعْضَهُ وَبَقِيَ بَعْضُهُ، فَلَمَّا أَبْصَرَ بِالرِّضَا عليه السلام وَثَبَ إِلَيْهِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَأَجْلَسَهُ مَعَهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الْعُنْقُودَ وَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! مَا رَأَيْتُ عِنَبًا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا!

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام: رُبَّمَا كَانَ عِنَبًا حَسَنًا يَكُونُ مِنَ الْجَنَّةِ۔

فَقَالَ لَهُ: كُلْ مِنْهُ!

فَقَالَ لَهُ الرِّضَا عليه السلام: تُعْفِيَنِي مِنْهُ۔

فَقَالَ: لَابُدَّ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا يَمْنَعُكَ لَعَلَّكَ تَتَّهِمُنَا بِشَيْءٍ۔

فَتَنَاوَلَ الْعُنْقُودَ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ الرِّضَا عليه السلام ثَلَاثَ حَبَّاتٍ ثُمَّ رَمَى بِهِ وَقَامَ۔

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: إِلَى أَيْنَ؟

فَقَالَ: إِلَى حَيْثُ وَجَّهْتَنِي۔

فَخَرَجَ عليه السلام مُغَطَّى الرَّأْسِ، فَلَمْ أُكَلِّمْهُ حَتَّى دَخَلَ الدَّارَ، فَأَمَرَ أَنْ يُغْلَقَ الْبَابُ فَغُلِقَ، ثُمَّ نَامَ عليه السلام عَلَى فِرَاشِهِ وَمَكَثْتُ وَاقِفًا فِي صَحْنِ الدَّارِ مَهْمُومًا مَحْزُونًا، فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ قَطَطُ الشَّعْرِ أَشْبَهُ النَّاسِ

بِالرِّضَا علیہ السلام۔

فَبَادَرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: مِنْ أَيْنَ دَخَلْتَ وَالْبَابُ مُغْلَقٌ؟

فَقَالَ: الَّذِي جَاءَ بِي مِنَ الْمَدِينَةِ فِي هَذَا الْوَقْتِ هُوَ الَّذِي أَدْخَلَنِي الدَّارَ وَالْبَابُ مُغْلَقٌ۔

فَقُلْتُ لَهُ: وَمَنْ أَنْتَ؟

فَقَالَ لِي: أَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا الصَّلْتِ! أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ۔

ثُمَّ مَضَى نَحْوَ أَبِيهِ علیہ السلام فَدَخَلَ وَأَمَرَنِي بِالدُّخُولِ مَعَهُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ الرِّضَا علیہ السلام وَثَبَ إِلَيْهِ فَعَانَقَهُ وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ، وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ سَحَبَهُ سَحْباً إِلَى فِرَاشِهِ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہما السلام يُقَبِّلُهُ وَيُسَارُّهُ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، وَرَأَيْتُ عَلَى شَفَتَيِ الرِّضَا علیہ السلام زَبَداً أَشَدَّ بَيَاضاً مِنَ الثَّلْجِ، وَرَأَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام يَلْحَسُهُ بِلِسَانِهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ ثَوْبَيْهِ وَصَدْرِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ شَيْئاً شَبِيهاً بِالْعُصْفُورِ، فَابْتَلَعَهُ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام وَمَضَى الرِّضَا علیہ السلام۔

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام: قُمْ يَا أَبَا الصَّلْتِ! ائْتِنِي بِالْمُغْتَسَلِ وَالْمَاءِ مِنَ الْخِزَانَةِ۔

فَقُلْتُ: مَا فِي الْخِزَانَةِ مُغْتَسَلٌ وَلَا مَاءٌ۔

وَقَالَ لِي: ائْتِهِ إِلَى مَا آمُرُكَ بِهِ۔

فَدَخَلْتُ الْخِزَانَةَ، فَإِذَا فِيهَا مُغْتَسَلٌ وَمَاءٌ، فَأَخْرَجْتُهُ وَشَمَّرْتُ ثِيَابِي لِأُغَسِّلَهُ۔

فَقَالَ لِي: تَنَحَّ يَا أَبَا الصَّلْتِ! فَإِنَّ لِي مَنْ يُعِينُنِي غَيْرَكَ۔

فَغَسَّلَهُ ثُمَّ قَالَ لِي: ادْخُلِ الْخِزَانَةَ فَأَخْرِجْ إِلَيَّ السَّفَطَ الَّذِي فِيهِ كَفَنُهُ وَحَنُوطُهُ۔

فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِسَفَطٍ لَمْ أَرَهُ فِي تِلْكَ الْخِزَانَةِ قَطُّ، فَحَمَلْتُهُ إِلَيْهِ فَكَفَّنَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: ائْتِنِي بِالتَّابُوتِ۔

فَقُلْتُ: أَمْضِي إِلَى النَّجَّارِ حَتَّى يُصْلِحَ التَّابُوتَ۔

قَالَ: قُمْ، فَإِنَّ فِي الْخِزَانَةِ تَابُوتاً۔

فَدَخَلْتُ الْخِزَانَةَ فَوَجَدْتُ تَابُوتاً لَمْ أَرَهُ قَطُّ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَأَخَذَ الرِّضَا علیہ السلام بَعْدَ مَا صَلَّى عَلَيْهِ، فَوَضَعَهُ فِي التَّابُوتِ وَصَفَّ قَدَمَيْهِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يَفْرُغْ مِنْهُمَا حَتَّى عَلَا التَّابُوتُ وَانْشَقَّ السَّقْفُ، فَخَرَجَ مِنْهُ التَّابُوتُ وَمَضَى۔

فَقُلْتُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! السَّاعَةَ يَجِيئُنَا الْمَأْمُونُ وَيُطَالِبُنَا بِالرِّضَا علیہ السلام فَمَا نَصْنَعُ؟

فَقَالَ لِي: اسْكُتْ، فَإِنَّهُ سَيَعُودُ يَا أَبَا الصَّلْتِ! مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوتُ بِالْمَشْرِقِ وَيَمُوتُ وَصِيُّهُ بِالْمَغْرِبِ إِلَّا جَمَعَ اللهُ بَيْنَ أَرْوَاحِهِمَا وَأَجْسَادِهِمَا۔

وَمَا أَتَمَّ الْحَدِيثَ حَتَّى انْشَقَّ السَّقْفُ وَنَزَلَ التَّابُوتُ فَقَامَ علیہ السلام فَاسْتَخْرَجَ الرِّضَا علیہ السلام مِنَ التَّابُوتِ وَ وَضَعَهُ عَلَى فِرَاشِهِ كَأَنَّهُ لَمْ يُغَسَّلْ وَلَمْ يُكَفَّنْ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: يَا أَبَا الصَّلْتِ! قُمْ فَافْتَحِ الْبَابَ لِلْمَأْمُونِ۔

فَفَتَحْتُ الْبَابَ ، فَإِذَا الْمَأْمُونُ وَالْغِلْمَانُ بِالْبَابِ فَدَخَلَ بَاكِيًا حَزِينًا قَدْ شَقَّ جَيْبَهُ وَلَطَمَ رَأْسَهُ وَهُوَ يَقُولُ: يَا سَيِّدَاهُ! فُجِعْتُ بِكَ يَا سَيِّدِي!

ثُمَّ دَخَلَ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ: خُذُوا فِي تَجْهِيزِهِ۔

فَأَمَرَ بِحَفْرِ الْقَبْرِ، فَحَفَرْتِ الْمَوْضِعَ، فَظَهَرَ كُلُّ شَيْءٍ عَلَى مَا وَصَفَهُ الرِّضَا عليه السلام فَقَالَ لَهُ بَعْضُ جُلَسَائِهِ: أَلَسْتَ تَزْعُمُ أَنَّهُ إِمَامٌ؟

فَقَالَ: بَلْ لَا يَكُونُ الْإِمَامُ إِلَّا مُقَدَّمَ النَّاسِ فَأَمَرَ أَنْ يُحْفَرَ لَهُ فِي الْقِبْلَةِ۔

فَقُلْتُ لَهُ: أَمَرَنِي أَنْ يُحْفَرَ لَهُ سَبْعَ مَرَاقٍ وَأَنْ أَشُقَّ لَهُ ضَرِيحَهُ۔

فَقَالَ: انْتَهُوا إِلَى مَا يَأْمُرُ بِهِ أَبُو الصَّلْتِ سِوَى الضَّرِيحِ، وَلَكِنْ يُحْفَرُ لَهُ وَيُلْحَدُ۔

فَلَمَّا رَأَى مَا ظَهَرَ لَهُ مِنَ النَّدَاوَةِ وَالْحِيتَانِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ الْمَأْمُونُ: لَمْ يَزَلِ الرِّضَا يُرِينَا عَجَائِبَهُ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى أَرَانَاهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ أَيْضًا۔

فَقَالَ لَهُ وَزِيرٌ كَانَ مَعَهُ: أَتَدْرِي مَا أَخْبَرَكَ بِهِ الرِّضَا؟

قَالَ: لَا۔

قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُلْكَكُمْ يَا بَنِي الْعَبَّاسِ! مَعَ كَثْرَتِكُمْ وَطُولِ مُدَّتِكُمْ مِثْلُ هٰذِهِ الْحِيتَانِ حَتَّى إِذَا فَنِيَتْ آجَالُكُمْ، وَانْقَطَعَتْ آثَارُكُمْ، وَذَهَبَتْ دَوْلَتُكُمْ سَلَّطَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْكُمْ رَجُلًا مِنَّا فَأَفْنَاكُمْ عَنْ آخِرِكُمْ۔

قَالَ لَهُ: صَدَقْتَ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: يَا أَبَا الصَّلْتِ! عَلِّمْنِي الْكَلَامَ الَّذِي تَكَلَّمْتَ بِهِ۔

قُلْتُ: وَاللهِ لَقَدْ نَسِيتُ الْكَلَامَ مِنْ سَاعَتِي۔

وَقَدْ كُنْتُ صَدَقْتُ ، فَأَمَرَ بِحَبْسِي ،وَدَفَنَ الرِّضَا علیہ السلام فَحُبِسْتُ سَنَةً۔

فَضَاقَ عَلَيَّ الْحَبْسُ وَسَهِرْتُ اللَّيْلَةَ وَدَعَوْتُ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِدُعَاءٍ ذَكَرْتُ فِيهِ مُحَمَّداً وَآلَ مُحَمَّدٍ: وَسَأَلْتُ اللهَ بِحَقِّهِمْ أَنْ يُفَرِّجَ عَنِّي۔ فَمَا اسْتَتَمَّ دُعَائِي حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام فَقَالَ لِي: يَا أَبَا الصَّلْتِ! ضَاقَ صَدْرُكَ؟

فَقُلْتُ: إِي وَاللهِ۔

قَالَ: قُمْ فَأَخْرِجْنِي۔

ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ إِلَى الْقُيُودِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيَّ، فَفَكَّهَا وَأَخَذَ بِيَدِي وَأَخْرَجَنِي مِنَ الدَّارِ وَالْحَرَسَةُ وَالْغِلْمَانُ يَرَوْنَنِي فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا أَنْ يُكَلِّمُونِي وَخَرَجْتُ مِنْ بَابِ الدَّارِ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: امْضِ فِي وَدَائِعِ اللهِ ، فَإِنَّكَ لَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ وَلَا يَصِلُ إِلَيْكَ أَبَداً۔

فَقَالَ أَبُو الصَّلْتِ: فَلَمْ أَلْتَقِ الْمَأْمُونَ إِلَى هَذَا الْوَقْتِ۔

ابوصلت ہروی کہتے ہیں: ایک دن میں ایسے ہی حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں کھڑا تھا۔ انھوں نے مجھے فرمایا: اے ابوصلت! اس قبہ کہ جس میں ہارون دفن تھا، میں جاؤ اور اس کے چاروں اطراف سے مٹی لاؤ۔ میں گیا اور جو کچھ حضرت

نے مانگا تھا وہ لایا۔ جب حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا تو انھوں نے فرمایا: دروازے کی طرف والی مٹی مجھے دو۔ میں نے وہ مٹی آنحضرتؑ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرتؑ نے اسے پکڑا، سونگھا اور زمین پر پھینک دیا۔

پھر مجھے فرمایا: اس جگہ پر میرے لیے قبر کھودیں گے، وہاں سے ایک پتھر نکلے گا کہ اگر خراسان کی تمام کینتیاں اکٹھی کی جائیں تو وہ اس پتھر کو وہاں سے باہر نہیں نکال سکیں گے۔ پھر ہارون کے سر اور پاؤں کی طرف والی مٹی کے بارے میں یہی فرمایا۔ پھر فرمایا: وہ مٹی مجھے دو۔ میں نے سامنے والی مٹی آں حضرتؑ کی خدمت میں تقدیم کی۔ انھوں نے اسے پکڑ کر فرمایا: یہ مٹی میری تربت (قبر) کی ہے۔

پھر فرمایا: میری قبر یہاں پر کھودیں گے، تم انھیں حکم کرنا کہ سات سیڑھیوں کے برابر گہری کھودیں اور اسے ایک طرف سے کھلا کریں اور میری قبر بنائیں۔ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا اور کہا کہ لحد کا ہونا ضروری نہیں ہے تو کہنا کہ قبر کی وسعت دو ہاتھ اور ایک بالشت کے برابر ہو۔ پس خداوند جس قدر چاہے گا اسے وسیع کر دے گا۔

جب انھوں نے اس طرح سے کام انجام دیا تو تم دیکھو گے کہ قبر کے دائیں طرف سے رطوبت نمودار ہوگی۔ جب وہاں پر وہ ذکر پڑھو گے جو میں تمھیں تعلیم دے رہا ہوں تو قبر پانی سے بھر جائے گی اور اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں دیکھو گے۔

انھیں وہ روٹی باریک کر کے ڈالنا جو میں تمھیں دے رہا ہوں۔ وہ مچھلیاں روٹی کو نگل جائیں گی، جب اس روٹی کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہے گا ایک بڑی مچھلی ظاہر ہوگی تو وہ ان تمام چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچے گی، اس کے بعد وہ بڑی مچھلی غیب ہو جائے گی، جب بڑی مچھلی آنکھوں سے غیب ہو جائے گی تو تم اپنا ہاتھ پانی میں ڈال کر یہ دعا پڑھنا جو تمھیں تعلیم دوں گا۔ پانی ختم ہو جائے گا اور اس سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، تم نے یہ کام

صرف اور صرف مامون کے سامنے انجام دینا ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا: اے اباصلت! میں کل ان تباہ کار نافرمانوں کے ہاں جاؤں گا، اگر وہاں سے سر برہنہ نکلا تو میرے ساتھ کوئی بات چیت کرنا۔ میں بھی تمہیں جواب دوں گا اور اگر واپسی میں سر ڈھانپ ہوا ہو تو پھر میرے ساتھ کوئی بات چیت نہ کرنا۔

ابوصلت کہتے ہیں: اگلی صبح ہوئی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنا لباس زیب تن کر کے محراب مسجد میں منتظر بیٹھ گئے۔ اسی طرح انتظار کر رہے تھے کہ اچانک مامون کا غلام آیا اور اس نے کہا: امیرالمومنین! آپ کو بلا رہے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے جوتے پہنے اور اپنی عبا کاندھوں پر ڈالی، کھڑے ہوئے اور دربارِ مامون کی طرف روانہ ہوئے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا، حتی کہ آپ مامون کے گھر میں داخل ہوئے۔ مامون کے سامنے ایک طشت میں انگور اور کچھ دوسرے طشتوں میں دوسرے پھل رکھے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں انگوروں کا ایک گچھا تھا کہ جس سے کچھ انگور کھائے ہوئے تھے اور کچھ مقدار میں باقی تھے۔

جب اس کی نگاہ حضرتؑ پر پڑی تو اپنی جگہ سے اُٹھا اور امام رضا علیہ السلام کو گلے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کو اپنے قریب بٹھا لیا۔ انگوروں کا وہ گچھا جو ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا، امام علیہ السلام کو دیا اور کہا: اے فرزندِ رسولؐ! میں نے آج تک ان سے بہتر انگور نہیں دیکھے ہیں۔

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: بہشتی انگور ان سے بہتر اور اچھے ہیں۔

اس نے کہا: آپ ان میں سے کچھ تناول فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے انھیں کھانے سے معاف رکھیں۔

اس نے کہا: ضرور کھائیں، آپ کس لیے نہیں کھاتے، شاید مجھے متہم کر رہے

ہیں؟ اس کے بعد مامون نے انگوروں کا گچھا اُٹھایا اور اس سے کچھ دانے کھائے۔ پھر وہ گچھا حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیا۔ حضرتؑ نے لیا اور اس سے تین دانے کھائے اور گچھا زمین پر رکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

مامون نے پوچھا: کہاں جارہے ہیں؟

فرمایا: اسی جگہ جہاں پر تم نے مجھے بھیجا ہے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے عبا سر پر ڈالی اور مامون کے دربار سے نکل گئے۔

ابوصلت کہتے ہیں: میں نے حضرتؑ سے کوئی بات نہیں کی ہے۔ یہاں تک کہ آپ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا: دروازے بند کردو۔ میں نے دروازے بند کیے۔ حضرتؑ اپنے بستر پر سو گئے۔ میں اسی طرح سے پریشان حال وغمگین، صحن میں کھڑا تھا کہ اچانک میری نگاہ ایک خوب صورت نوجوان پر پڑی کہ جن کے بال گھنگھریالے تھے اور جو بالکل حضرت امام رضا علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ میں آگے کی طرف دوڑا اور عرض کیا: دروازے تو بند تھے۔ آپؑ کہاں سے داخل ہوئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جو اس وقت مجھے مدینہ سے یہاں لایا ہے وہی مجھے بند دروازے سے اندر لایا ہے۔

میں نے پوچھا: آپؑ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے اباصلت! میں آپ پر حجتِ خدا ہوں، میں محمد بن علی (امام جوادؑ) ہوں۔

اس کے بعد آپؑ اپنے پدر گرامی کی طرف تشریف لے گئے، کمرے میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ میں بھی ان کے ساتھ اندر آؤں۔

جونہی حضرت امام رضا علیہ السلام کی نگاہ ان پر پڑی تو آپ فوراً اُٹھے، انھیں گلے لگایا، ہاتھ ان کی گردن میں ڈالے، پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنے ساتھ بستر پر

لٹا لیا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام نے بھی اپنے آپ کو اپنے والد گرامی کے اُوپر گرا دیا اور آنحضرتؑ کو بوسے دیے اور آہستہ سے انھیں کچھ کہا، جو میری سمجھ میں نہ آیا، لیکن میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہونٹوں پر جھاگ سی دیکھی کہ جو برف سے زیادہ سفید تھی اور حضرت امام جواد علیہ السلام اسے اپنی زبان سے چوس رہے تھے۔ پھر امام رضا علیہ السلام نے لباس کے نیچے سے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور اندر سے چڑیا کی مانند کوئی چیز نکالی، جسے امام جواد علیہ السلام نے کھایا (اس کے ساتھ ہی) حضرت امام رضا علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس وقت امام جواد علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے اباصلت! اسٹور سے میت کو غسل دینے کے لیے تختہ اور پانی لاؤ۔

میں نے عرض کیا: اسٹور میں تختۂ غسل اور پانی نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میں جس چیز کا آپ کو امر کر رہا ہوں اسے انجام دیں۔

میں اسٹور میں داخل ہوا، اور دیکھتا ہوں کہ وہاں پر تختۂ غسل اور پانی تیار ہے۔ تختہ اور پانی باہر نکالا، اپنی عبا کا دامن کمر کے ساتھ باندھا، اور جوتے اُتارے کہ آنحضرتؑ کو غسل دوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اباصلت! ایک طرف ہو جاؤ، آپ کے علاوہ میرے ساتھ کوئی اور بھی ہے جو میری مدد کرے گا۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنے پدر گرامی کو غسل دیا اور مجھے فرمایا: اسٹور میں جاؤ، وہاں سے کفن اور حنوط کا تھیلا اُٹھا لاؤ۔

میں اندر گیا، وہاں پر ایک تھیلا دیکھا جو آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، اسے اُٹھایا اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔

امام جواد علیہ السلام نے اپنے پدر گرامی کو کفن دیا، اور ان پر نماز پڑھی، پھر مجھے

فرمایا: وہ تابوت لے آؤ۔

میں نے عرض کیا: کیا ترکھان کے پاس جاؤں اور اس سے کہوں کہ تابوت بنائے؟ فرمایا: نہیں، اُٹھیں اور اسٹور میں جائیں، وہاں پر تابوت موجود ہے۔ میں اسٹور میں گیا، وہاں پر ایک تابوت دیکھا جو آج سے پہلے وہاں پر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے وہ حضرتؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ انھوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کا جنازہ اس میں رکھا، ان کے پاؤں سیدھے کیے، دو رکعت نماز پڑھی، ابھی نماز ختم نہیں ہوئی تھی کہ کمرے کی چھت میں شگاف ہوا اور جنازہ اس سے باہر پرواز کر گیا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! ابھی مامون آئے گا اور مجھ سے آپ کے پدر بزرگوار امام رضا علیہ السلام کا مطالبہ کرے گا، میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: خاموش رہیں اے اباصلت! جنازہ واپس لوٹ آئے گا۔ کوئی بھی پیغمبر مشرق میں دنیا سے رخصت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا وصی مغرب میں رحلت کرتا ہے مگر یہ کہ خداوند متعال ان اجساد اور اُرواح کو اکٹھا کرتا ہے۔

امام علیہ السلام نے ابھی گفتگو ختم نہیں کی تھی کہ چھت پھٹی، جنازہ تابوت کے ساتھ اُترا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام اُٹھے، جسدِ مبارک تابوت سے باہر نکالا اور اسے اپنی جگہ پر لٹایا، گویا کہ یوں ہے کہ انھیں غسل دیا گیا ہے اور نہ کفن پہنایا گیا۔ اس کے بعد مجھے فرمایا: اے اباصلت! جائیں اور مامون کے لیے دروازہ کھولیں۔

میں اُٹھا اور دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مامون اپنے غلاموں کے ہمراہ دروازے پر کھڑا ہے۔ مامون غم میں روتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے اپنے گریبان چاک کیا ہوا تھا اور منہ پیٹ کر کہہ رہا تھا: اے میرے سردار! اے میرے آقا! آپ کی موت نے مجھے دردناک حادثے میں گرفتار کر دیا ہے۔

پھر گھر میں داخل ہوا اور جنازے کے قریب بیٹھ کر کہا: ان کی تجہیز و تکفین کا

انتظام کرو۔ اس کے بعد حکم دیا کہ قبر کھودیں، انھوں نے اسی جگہ پر قبر کھودی، وہی کچھ ہوا جو کچھ حضرت امام رضا علیہ السلام نے بتایا تھا۔ مامون کے ایک درباری نے کہا: کیا تمھیں یقین نہیں ہے کہ وہ امام تھے؟

اس نے کہا: ہاں، امام وہی ہوتا ہے جو تمام لوگوں پر مقدم ہو۔

مامون نے حکم دیا کہ آنحضرتؑ کے لیے قبلہ کی سمت قبر کھودیں۔

میں نے کہا: حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے امر کیا تھا کہ ان کی قبر سات سیڑھیوں کے برابر کھودی جائے۔ پھر انھیں دفن کرنے کے لیے قبر کو ایک طرف سے کھولا جائے۔

مامون نے کہا: جو کچھ ابوصلت کہتے ہیں قبر کو گہرا کرنے کے علاوہ اس پر عمل کرو، بلکہ قبر کو معمول کے مطابق کھودیں اور اس میں لحد بنائیں۔

جب مامون نے دیکھا کہ قبر میں پانی بھر گیا ہے اور اس میں مچھلیاں ظاہر ہوگئیں، علاوہ ازیں جو کچھ فرمایا تھا وہ سب کچھ ظاہر ہوا تو اس نے کہا: حضرت رضا علیہ السلام جس طرح اپنی حیات میں ہمیں عجائبات دکھاتے رہے ہیں اسی طرح رحلت کے بعد بھی دکھا رہے ہیں۔

اس کا جو وزیر اس کے ہمراہ تھا اس نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ حضرت رضا علیہ السلام تمھیں کس چیز سے آگاہ کر رہے ہیں۔

اس نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: تمھیں یہ سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ تم بنی عباس کی دولت و شوکت لوگوں کے زیادہ ہونے اور مدت کے طولانی ہونے کے باوجود، ان مچھلیوں کی مانند ہے کہ جب تمھاری اجل پہنچ جائے۔ مدت ختم ہو جائے اور تمھاری قدرت ہاتھ سے نکل جائے تو خداوند ہم میں سے ایک مرد کو تمھارے اوپر مسلط کرے گا جو تم تمام کو نابود

کرے گا۔

مامون نے کہا: تم نے سچ کہا ہے۔

اس کے بعد مامون نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اباصلت! وہ کلام مجھے بھی تعلیم دو جسے پڑھنے سے مچھلیاں ختم ہو گئی ہیں۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! ابھی ابھی بھول گیا ہوں۔

میں نے سچ کہا ہے، لیکن اس نے حکم دیا کہ مجھے زندان میں لے جائیں اور حضرت رضا علیہ السلام کو سپرد خاک کردو۔

میں ایک سال تک زندان میں رہا اور زندان میرے لیے سخت گزرا۔ راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، بیدار رہتا تھا، خداوند کی بارگاہ میں دعا اور گریہ وزاری میں مشغول رہتا۔ میں نے وہ دعا شروع کی کہ جس میں محمد وآل محمد علیہم السلام کا ذکر کرتا اور ان کے حق کا واسطہ دے کر آسائش طلب کرتا۔ ابھی دعا تمام نہیں ہونے پائی تھی کہ اچانک حضرت امام جواد علیہ السلام زندان میں داخل ہوئے اور فرمایا: اے اباصلت! آپ کا دل تنگ ہو چکا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، خدا کی قسم۔

فرمایا: اُٹھیں اور میرے ہمراہ باہر آئیں۔

پھر اپنا دست مبارک ان زنجیروں پر مارا، جن سے مجھے باندھا ہوا تھا، تمام کو کھولا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ہمراہ باہر لے آئے جب کہ محافظین اور غلام مجھے دیکھ رہے تھے لیکن ان میں کچھ کہنے کی قوت نہیں تھی اور میں زندان کے دروازے سے باہر نکل آیا۔

پھر فرمایا: اب آپ جائیں، میں آپ کو خداوند کے حوالے کرتا ہوں لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ کا ہرگز مامون سے سامنا نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ آپ کو تلاش کر سکے گا۔

ابوصلت کہتے ہیں: اب تک مامون مجھے تلاش نہیں کر سکا۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۴۵)

عزا کس کی ہے؟

رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى فِي كِتَابِ نَوَادِرِ الْحِكْمَةِ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ:

كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام وَأَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام بِخُرَاسَانَ وَكَانَ أَهْلُ بَيْتِهِ وَعُمُومَةُ يَأْتُونَهُ وَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ۔

فَدَعَا يَوْمًا الْجَارِيَةَ فَقَالَ: قُولِي لَهُمْ يَتَهَيَّئُونَ لِلْمَأْتَمِ۔

فَلَمَّا تَفَرَّقُوا قَالُوا: لَا سَأَلْنَاهُ مَأْتَمُ مَنْ؟

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

فَقَالُوا: مَأْتَمُ مَنْ؟

قَالَ: مَأْتَمُ خَيْرِ مَنْ عَلَى ظَهْرِهَا۔

فَأَتَانَا خَبَرُ أَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَيَّامٍ، فَإِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۳)

اُمیہ بن علی کہتے ہیں: مدینہ میں حضرت امام جواد علیہ السلام کے ہاں رفت و آمد تھی۔ جب حضرت امام رضا علیہ السلام خراسان میں تھے آپؑ کے رشتہ دار اور چچے آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔

ایک دن حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنی کنیز کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ انھیں کہیے، سوگواری کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

جب آنحضرتؑ کے رشتہ دار گھر سے نکلے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے پوچھا نہیں ہے کہ کس کی عزا ہے؟

اگلے دن بھی حضرت امام جواد علیہ السلام نے اسی طرح سے حکم دیا کہ عزاداری کے لیے تیار ہو جائیں۔

انھوں نے عرض کیا: کس کی عزاداری ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: زمین پر سب سے اچھے فرد کی۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر آئی۔ جس دن حضرت امام جواد علیہ السلام نے (عزاداری کے لیے) فرمایا تھا اسی دن حضرت امام رضا علیہ السلام شہید ہو چکے تھے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۶۳)

اے فرزند رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ اپنا پیراہن مجھے عطا کریں

الشَّيْخُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُعَاذِيُّ وَأَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْمَرِيُّ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَدَائِنِيُّ قَالُوا كُلُّهُمْ: حَدَّثَنَا الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيُّ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي حَكِيمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَمَّةُ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہم السلام قَالَتْ:

لَمَّا مَاتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الرِّضَا علیہما السلام أَتَيْتُ زَوْجَتَهُ أُمَّ عِيسَى بِنْتَ الْمَأْمُونِ فَعَزَّيْتُهَا، فَوَجَدْتُهَا شَدِيدَةَ الْحُزْنِ وَالْجَزَعِ

عَلَيْهِ. تَقْتُلُ نَفْسَهَا بِالْبُكَاءِ وَالْعَوِيْلِ - فَخِفْتُ عَلَيْهَا أَنْ تَتَصَدَّعَ مَرَارَتُهَا۔

فَبَيْنَمَا نَحْنُ فِي حَدِيْثِهِ وَكَرَمِهِ وَوَصْفِ خُلُقِهِ وَمَا أَعْطَاهُ اللهُ تَعَالَى مِنَ الشَّرَفِ وَالْإِخْلَاصِ وَمَنَحَهُ مِنَ الْعِزِّ وَالْكَرَامَةِ إِذْ قَالَتْ أُمُّ عِيسَى، أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْهُ بِشَيْءٍ عَجِيْبٍ وَأَمْرٍ جَلِيْلٍ فَوْقَ الْوَصْفِ وَالْمِقْدَارِ؟

قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟

قَالَ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَيْهِ كَثِيْرًا وَأُرَاقِبُهُ أَبَدًا، وَرُبَّمَا يُسْمِعُنِي الْكَلَامَ فَأَشْكُو ذٰلِكَ إِلَى أَبِي؟

فَيَقُوْلُ: يَا بُنَيَّةِ! احْتَمِلِيهِ، فَإِنَّهُ بَضْعَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ۔

فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسَةٌ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ دَخَلَتْ عَلَيَّ جَارِيَةٌ فَسَلَّمَتْ،

فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتِ؟

فَقَالَتْ: أَنَا جَارِيَةٌ مِنْ وُلْدِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَأَنَا زَوْجَةُ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الرِّضَا عليه السلام زَوْجِكِ۔

فَدَخَلَنِي مِنَ الْغَيْرَةِ مَا لَا أَقْدِرُ عَلَى احْتِمَالِ ذٰلِكَ هَمَمْتُ أَنْ أَخْرُجَ وَأَسِيحَ فِي الْبِلَادِ وَكَادَ الشَّيْطَانُ أَنْ يَحْمِلَنِي عَلَى الْإِسَاءَةِ إِلَيْهَا، فَكَظَمْتُ غَيْظِي وَأَحْسَنْتُ رِفْدَهَا وَكِسْوَتَهَا۔

فَلَمَّا خَرَجَتْ مِنْ عِنْدِي الْمَرْأَةُ نَهَضْتُ وَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي وَأَخْبَرْتُهُ بِالْخَبَرِ۔

وَكَانَ سَكْرَانَ لَا يَعْقِلُ فَقَالَ: يَا غُلَامُ! عَلَيَّ بِالسَّيْفِ!

فَأُتِيَ بِهِ فَرَكِبَ وَقَالَ: وَاللهِ لَأَقْتُلَنَّهُ!

فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، مَا صَنَعْتُ بِنَفْسِيْ وَبِزَوْجِيْ، وَجَعَلْتُ أَلْطِمُ حُرَّ وَجْهِيْ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَالِدِيْ وَمَا زَالَ يَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ حَتّٰى قَطَعَهُ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ وَخَرَجْتُ هَارِبَةً مِنْ خَلْفِهٖ فَلَمْ أَرْقُدْ لَيْلَتِيْ۔

فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ أَتَيْتُ أَبِيْ فَقُلْتُ: أَتَدْرِيْ مَا صَنَعْتَ الْبَارِحَةَ؟

قَالَ: وَمَا صَنَعْتُ؟

وَقُلْتُ: قَتَلْتَ ابْنَ الرِّضَا علیہ السلام۔

فَبَرَقَ عَيْنُهُ وَغُشِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ بَعْدَ حِيْنٍ وَقَالَ: وَيْلَكِ مَا تَقُوْلِيْنَ؟

قُلْتُ: نَعَمْ وَاللّٰهِ يَا أَبَتِ! دَخَلْتَ عَلَيْهِ وَلَمْ تَزَلْ تَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ حَتّٰى قَتَلْتَهُ۔

فَاضْطَرَبَ مِنْ ذٰلِكَ اضْطِرَابًا شَدِيْدًا وَقَالَ: عَلَيَّ بِيَاسِرٍ الْخَادِمِ!

فَجَاءَ يَاسِرٌ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ الْمَأْمُوْنُ وَقَالَ: وَيْلَكَ! مَا هٰذَا الَّذِيْ تَقُوْلُ هٰذِهِ ابْنَتِيْ؟

قَالَ: صَدَقَتْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ!

فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ وَخَدِّهٖ وَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، هَلَكْنَا بِاللّٰهِ وَعَطِبْنَا وَافْتَضَحْنَا إِلٰى آخِرِ الْأَبَدِ۔

وَيْلَكَ يَا يَاسِرُ! فَانْظُرْ مَا الْخَبَرُ وَالْقِصَّةُ عَنْهُ وَعَجِّلْ عَلَيَّ بِالْخَبَرِ، فَإِنَّ نَفْسِيْ تَكَادُ أَنْ تَخْرُجَ السَّاعَةَ۔

فَخَرَجَ يَاسِرٌ وَأَنَا أَلْطِمُ حُرَّ وَجْهِي، فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ رَجَعَ يَاسِرٌ فَقَالَ: الْبُشْرَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!

قَالَ: لَكَ الْبُشْرَى فَمَا عِنْدَكَ؟

قَالَ يَاسِرٌ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ وَدُوَّاجٌ وَهُوَ يَسْتَاكُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ أُحِبُّ أَنْ تَهَبَ لِي قَمِيصَكَ هٰذَا أُصَلِّي فِيهِ وَأَتَبَرَّكُ بِهِ!

وَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهِ وَإِلَى جَسَدِهِ هَلْ بِهِ أَثَرُ السَّيْفِ۔ فَوَاللهِ كَأَنَّهُ الْعَاجُ الَّذِي مَسَّهُ صُفْرَةٌ مَا بِهِ أَثَرٌ۔

فَبَكَى الْمَأْمُونُ طَوِيلًا وَقَالَ: مَا بَقِيَ مَعَ هٰذَا شَيْءٌ إِنَّ هٰذَا لَعِبْرَةٌ لِلْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ۔

وَقَالَ: يَا يَاسِرُ! أَمَّا رُكُوبِي إِلَيْهِ وَأَخْذِيَ السَّيْفَ وَدُخُولِي عَلَيْهِ، فَإِنِّي ذَاكِرٌ لَهُ وَخُرُوجِي عَنْهُ فَلَسْتُ أَذْكُرُ شَيْئًا غَيْرَهُ وَلَا أَذْكُرُ أَيْضًا انْصِرَافِي إِلَى مَجْلِسِي فَكَيْفَ كَانَ أَمْرِي وَذَهَابِي إِلَيْهِ لَعَنَ اللهُ هٰذِهِ الْابْنَةَ لَعْنًا وَبِيلًا تَقَدَّمْ إِلَيْهَا وَقُلْ لَهَا: يَقُولُ لَكِ أَبُوكِ: وَاللهِ، لَئِنْ جِئْتِنِي بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ شَكَوْتِ، أَوْ خَرَجْتِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ لَأَنْتَقِمَنَّ لَهُ مِنْكِ۔

ثُمَّ سِرْ إِلَى ابْنِ الرِّضَا وَأَبْلِغْهُ عَنِّي السَّلَامَ وَاحْمِلْ إِلَيْهِ عِشْرِينَ أَلْفَ دِينَارٍ وَقَدِّمْ إِلَيْهِ الشِّهْرِيَّ رَكِبْتُهُ الْبَارِحَةَ۔

ثُمَّ مُرْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْهَاشِمِيِّينَ أَنْ يَدْخُلُوا عَلَيْهِ بِالسَّلَامِ وَيُسَلِّمُوا عَلَيْهِ۔

قَالَ يَاسِرٌ: فَأَمَرْتُ لَهُمْ بِذٰلِكَ وَدَخَلْتُ أَنَا أَيْضًا مَعَهُمْ

وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَبْلَغْتُ التَّسْلِيمَ وَوَضَعْتُ الْمَالَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَرَضْتُ الشُّهْرِيَّ عَلَيْهِ۔

فَنَظَرَ إِلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ تَبَسَّمَ فَقَالَ: يَا يَاسِرُ! هٰكَذَا كَانَ الْعَهْدُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حَتّٰى يَهْجُمَ عَلَيَّ بِالسَّيْفِ، أَمَا عَلِمَ أَنَّ لِي نَاصِرًا وَحَاجِزًا يَحْجُزُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! دَعْ عَنْكَ هٰذَا الْعِتَابَ وَاصْفَحْ وَاللهِ وَحَقِّ جَدِّكَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا كَانَ يَعْقِلُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ، وَمَا عَلِمَ أَيْنَ هُوَ مِنْ أَرْضِ اللهِ وَقَدْ نَذَرَ لِلّٰهِ نَذْرًا صَادِقًا وَحَلَفَ أَنْ لَا يَسْكَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَبَدًا، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ حَبَائِلِ الشَّيْطَانِ. فَإِذَا أَنْتَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! أَتَيْتَهُ فَلَا تَذْكُرْ شَيْئًا وَلَا تُعَاتِبْهُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ۔

فَقَالَ علیہ السلام: هٰكَذَا كَانَ عَزْمِي وَرَأْيِي وَاللهِ!

ثُمَّ دَعَا بِثِيَابِهِ وَلَبِسَ وَنَهَضَ وَقَامَ مَعَهُ النَّاسُ أَجْمَعُونَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى الْمَأْمُونِ،

فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ وَضَمَّهُ إِلٰى صَدْرِهِ وَرَحَّبَ بِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لِأَحَدٍ فِي الدُّخُولِ عَلَيْهِ وَلَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُهُ وَيَسْتَأْمِرُهُ۔

فَلَمَّا انْقَضٰى ذٰلِكَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الرِّضَا علیہ السلام يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!

قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ!

قَالَ: لَكَ عِنْدِي نَصِيحَةٌ فَاقْبَلْهَا!

قَالَ الْمَأْمُونُ: بِالْحَمْدِ وَالشُّكْرِ فَمَا يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ!

قَالَ: أُحِبُّ لَكَ أَنْ لَا تَخْرُجَ بِاللَّيْلِ ، فَإِنِّي لَا آمَنُ عَلَيْكَ هٰذَا الْخَلْقَ الْمَنْكُوسَ وَعِنْدِي عَقْدٌ تُحَصِّنُ بِهِ نَفْسَكَ وَتُحْرِزُ بِهِ مِنَ الشُّرُورِ وَالْبَلَايَا وَالْمَكَارِهِ وَالْآفَاتِ وَالْعَاهَاتِ كَمَا أَنْقَذَنِيَ اللّٰهُ مِنْكَ الْبَارِحَةَ، وَلَوْ لَقِيتَ بِهِ جُيُوشَ الرُّومِ وَالتُّرْكِ وَاجْتَمَعَ عَلَيْكَ وَعَلَى غَلَبَتِكَ أَهْلُ الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا تَهَيَّأَ لَهُمْ مِنْكَ شَيْءٌ بِإِذْنِ اللّٰهِ الْجَبَّارِ، وَإِنْ أَحْبَبْتَ بَعَثْتُ بِهِ إِلَيْكَ لِتَحْتَرِزَ بِهِ مِنْ جَمِيعِ مَا ذَكَرْتُ لَكَ؟

قَالَ: نَعَمْ فَاكْتُبْ ذٰلِكَ بِخَطِّكَ وَابْعَثْهُ إِلَيَّ۔

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ يَاسِرٌ: فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام بَعَثَ إِلَيَّ فَدَعَانِي۔

فَلَمَّا صِرْتُ إِلَيْهِ وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ دَعَا بِرَقِّ ظَبْيٍ مِنْ أَرْضِ تِهَامَةَ ثُمَّ كَتَبَ بِخَطِّهِ هٰذَا الْعَقْدَ۔

ثُمَّ قَالَ: يَا يَاسِرُ! احْمِلْ هٰذَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَقُلْ لَهُ حَتَّى يُصَاغَ لَهُ قَصَبَةٌ مِنْ فِضَّةٍ مَنْقُوشٌ عَلَيْهَا مَا أَذْكُرُهُ بَعْدَهُ ، فَإِذَا أَرَادَ شَدَّهُ عَلَى عَضُدِهِ فَلْيَشُدَّهُ عَلَى عَضُدِهِ الْأَيْمَنِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءًا حَسَنًا سَابِغًا وَلْيُصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَسَبْعَ مَرَّاتٍ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿شَهِدَ اللّٰهُ﴾ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔

فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا فَلْيَشُدَّهُ عَلَى عَضُدِهِ الْأَيْمَنِ عِنْدَ الشَّدَائِدِ

وَالنَّوَائِبِ يُسَلِّمُ بِحَوْلِ اللهِ وَقُوَّتِهِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَخَافُهُ وَيَحْذَرُهُ۔

وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَكُونَ طُلُوعُ الْقَمَرِ فِي بُرْجِ الْعَقْرَبِ، وَلَوْ أَنَّهُ غَزَا أَهْلَ الرُّومِ وَمُلُوكَهُمْ لَغَلَبَهُمْ بِإِذْنِ اللهِ وَبَرَكَةِ هَذَا الْحِرْزِ.....

ابونصیر ہمدانی کہتے ہیں: جناب حکیمہ جو کہ حضرت امام جواد علیہ السلام کی دختر اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی تھیں، نے مجھے فرمایا:

جب حضرت امام جواد علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو میں ان کی بیوی اُم عیسیٰ دختر مامون کے پاس گئی اور اس سے افسوس کیا، وہ بہت ناراحت اور غمگین تھیں اور اس قدر بے تاب تھی کہ نزدیک تھا وہ گریہ وزاری کی وجہ سے مرجاتی اور مجھے خوف تھا کہ کہیں اس کا پتہ پانی نہ ہوجائے۔

اس دوران ہم آپس میں ان کے کرم، حسنِ اخلاق اور دوسری خداداد صفات شرافت، خلوص، نیت اور عزت کے بارے میں گفتگو کرتی رہیں۔ اُم عیسیٰ نے کہا: کیا تم چاہتی ہو کہ میں ایسی خصوصیات بیان کروں جو بہت عجیب و عظیم اور قابلِ توصیف نہیں اور نہ شمار کی جاسکتی ہیں۔

میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟

اس نے کہا: میں ان کی غیرت مند بیوی تھی اور ہمیشہ ان کا خیال رکھتی تھی۔ کئی دفعہ میں نے ان سے ایسی گفتگو سنی اور اپنے باپ سے شکوہ کیا۔

اس نے کہا: اے میری بیٹی! انھیں برداشت کرو، کیوں کہ وہ پارۂ تن رسولؐ خدا ہیں۔

ایک دن میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک لڑکی میرے گھر میں داخل ہوئی اور اس نے سلام کیا۔

میں نے پوچھا: تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں عمار یاسر کی اولاد میں سے ہوں اور تمھارے شوہر ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام کی زوجہ ہوں۔

جب میں نے یہ سنا تو میری حالت دگرگوں ہوگئی اور حسد نے میرے وجود کو یوں اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ میں اسے برداشت نہ کرسکی۔ میں نے چاہا کہ باہر نکل جاؤں اور شہر میں داد و فریاد کروں۔ شیطان نے مجھے وسوسہ میں ڈالا کہ میں اس لڑکی کو اذیت پہنچاؤں، لیکن میں نے اپنے غصے پر کنٹرول کیا، اس کے ساتھ اچھائی سے پیش آئی اور اسے لباس وغیرہ دیا۔

جب وہ میرے ہاں سے چلی گئی تو میں اُٹھی اور اپنے باپ ہارون کے پاس گئی۔ وہ مست تھے، جب میں نے اسے یہ واقعہ سنایا تو اس نے اپنے غلام سے کہا: اے غلام! تلوار لے کر آؤ، غلام تلوار لایا۔ وہ میرے پاس سے اُٹھا، گھوڑے پر سوار ہوا اور کہا: خدا کی قسم! اسے قتل کردوں گا۔

جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے اپنے اور اپنے شوہر کے بارے میں کیسا کام کیا؟

میں نے اپنا چہرہ پیٹا، میرا باپ اس کے گھر میں داخل ہوا اور ان پر تلوار سے کئی ایک وار کیے، انھیں ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے اپنے گھر سے فرار کرگئی۔ میں اس رات میں صبح تک نہ سوئی۔ جب صبح ہوئی اور سورج نکلا تو اپنے باپ کے پاس گئی اور کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ تم نے رات کو کیا کیا ہے؟

اس نے کہا: کیا کیا ہے؟

میں نے کہا: تم نے رضا کے بیٹے کو قتل کردیا ہے۔

اس دوران اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ بے ہوش ہوگیا۔ کئی

گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا تو اس نے کہا: اے لڑکی! برباد ہو جاؤ، تم کیا کہتی ہو؟

میں نے کہا: اے باپ! خدا کی قسم! تم ان کے گھر میں داخل ہوئے ہو اور انھیں تلوار سے قتل کر دیا ہے۔

میرے باپ کا بدن بے حد مضطرب ہوا اور کہا: خادم یاسر کو بلاؤ۔ یاسر آیا تو مامون نے اسے دیکھتے ہوئے کہا: برباد ہو جاؤ، میری لڑکی کیا کہہ رہی ہے؟

یاسر نے کہا: اے امیر المومنین! وہ سچ کہہ رہی ہے۔

مامون نے اپنا سر و سینہ پیٹا اور کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں تو برباد ہو گیا، خدا کی قسم! میں تباہ ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے لوگوں کے درمیان رُسوا ہو گیا ہوں۔ اے یاسر! برباد ہو جاؤ۔ جاؤ اور جا کر دیکھو، ماجرا کیا ہے؟ اور جلدی سے خبر لے کر آؤ کہ قریب ہے میری روح نکل جائے۔

یاسر باہر گیا، میں نے بھی اپنا چہرہ پیٹا۔ یاسر تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس آ گیا اور کہا: اے امیر المومنین! آپ کے لیے خوش خبری۔

مامون نے کہا: آپ کو بھی بشارت ہو، کیا خبر لائے ہو؟

اس نے کہا: میں رضا کے بیٹے کے گھر میں گیا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے پیراہن زیب تن کیا ہوا ہے اور کاندھوں پر کپڑا ڈالے ہوئے مسواک کر رہے تھے۔

میں نے انھیں سلام کیا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ وہ پیراہن مجھے ہدیہ کریں، تا کہ میں اسے پہن کر نماز پڑھوں اور اس سے متبرک ہونا ہے؟

ایسا کرنے سے میری غرض یہ تھی کہ میں ان کا بدن دیکھوں کہ کیا اس بدن پر تلوار کے زخم ہیں یا نہیں۔

ہے، اس وسیلہ

خدا کی قسم! میں نے دیکھا ہے کہ ان کا بدن ہاتھی کے دانت کی طرح ہے، ناراضیوں، آفتوں

صاف تھا، اس پر شمشیر کا کوئی زخم نہیں تھا۔

اس وقت مامون کچھ مدت کے لیے روتا رہا اور اس نے کہا: اس خبر کے بعد میری پریشانی ختم ہو گئی ہے۔ بے شک یہ اولین و آخرین کے لیے سامانِ عبرت ہے۔

پھر کہا: اے یاسر! مجھے یاد ہے کہ میں نے تلوار اُٹھائی اور گھوڑے پر سوار ہوا تھا، ان کے گھر میں گیا اور پھر واپس آ گیا لیکن اس کے علاوہ مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے، اور نہیں معلوم کہ میں کس طرح لوٹا ہوں اور میں نے کیا کیا ہے۔ اس لڑکی پر ہمیشہ کے لیے خدا کی لعنت ہو۔

اے یاسر! ابھی اس لڑکی کے پاس جاؤ اور اسے کہو، تمھارا باپ کہہ رہا ہے: خدا کی قسم! اگر آج کے بعد میرے پاس آئی اور ان کا شکوہ کیا یا ان کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی تو ضرور تم سے ان کا انتقام لوں گا۔

اب تم ابن الرضا کے پاس جاؤ، انھیں میرا سلام دینا، ان کے لیے بیس ہزار دینار بھی لے جاؤ اور وہ گھوڑا جس پر رات کو سوار ہوا تھا انھیں ہدیہ کر دو۔ پھر تمام بنی ہاشم کو حکم دو کہ وہ ان کے دیدار کے لیے جائیں اور انھیں سلام کریں۔

یاسر کہتا ہے: میں نے مامون کا یہ پیغام تمام ہاشمیوں تک پہنچایا اور ان کے ہمراہ حضرتؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ ہم سب نے ان کی خدمت میں سلام کی عرض کیا اور مامون کا سلام بھی پہنچایا۔ وہ دینار ان کی خدمت میں تقدیم کیے اور وہ اپنے گھر: ان کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔

نکلا تو اپنے باحضرت امام جواد علیہ السلام نے تھوڑی دیر دیکھا، اور مسکرا کر فرمایا: اے یاسر! کیا ے اور میرے والد گرامی اور مامون کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ شمشیر بے نیام میں۔ حملہ کرے؟ کیا وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ ہمارا مددگار اور دفاع کرنے والا ایسا اس دوران، اس کے درمیان رکاوٹ بنتا ہے؟

میں نے کہا: اے میرے آقا! اے فرزند رسولؐ! اسے لعنت ملامت نہ کریں، اسے معاف کر دیں۔ خدا کی قسم اور آپ کے جد رسولؐ خدا کے حق کی قسم! اس وقت مامون کی عقل کام نہیں کر رہی تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ زمین خدا پر کہاں ہے۔ اس نے سچے دل سے خدا کی نذر مانی ہے اور قسم کھائی ہے کہ آج کے بعد وہ ہرگز مست نہیں ہوگا، کیوں کہ اس دفعہ شیطان نے اسے فریب دیا ہے۔

اے رسولؐ خدا کے فرزند! آپ جب بھی اس کے پاس جائیں تو اسے کچھ یاد نہ دلائیں اور اس کام کی وجہ سے اس کی مذمت نہ فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میرا نظریہ بھی یہی ہے اور یہی میرا ارادہ ہے۔

پھر حضرتؑ نے اپنا لباس مانگا، اسے زیب تن کیا اور اپنی جگہ سے اُٹھے تو تمام لوگ بھی آنحضرتؑ کے ساتھ کھڑے ہوئے، وہاں سے روانہ ہوئے اور مامون کے محل میں داخل ہوئے۔ جب مامون نے آنحضرتؑ کو دیکھا تو انھیں اپنے سینے سے لگایا، اور خوش آمدید کہا۔ اکیلا ان کے ساتھ گفتگو کرنے لگا، کسی کو بھی اجازت نہ دی کہ کوئی ان کی محفل میں شامل ہو، وہ مسلسل ان سے گفتگو کرتا رہا اور ان سے فرمان وصول کرتا رہا۔

جس وقت اس کی گفتگو تمام ہوئی تو حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اے خلیفہ!

مامون نے کہا: جی ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس تمھارے لیے ایک نصیحت ہے اسے قبول کرو۔

مامون نے کہا: حمد و سپاس بجالاتا ہوں اور اسے قبول کرتا ہوں، وہ کیا ہے؟

انھوں نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم رات کو باہر مت نکلو، میں اس اُلٹی قوم سے تمھارے متعلق مطمئن نہیں ہوں۔ میرے پاس ایک دعا اور حرز ہے، اس وسیلہ سے اپنی حفاظت کرو اور ان کے ذریعے اپنے آپ کو اشرار، بلاؤں، ناراحتیوں، آفتوں

اور بیماریوں سے بچاؤ۔

جیسا کہ گذشتہ شب خداوند متعال نے مجھے تمہارے شر سے محفوظ رکھا، اگر تم اس دعا کے ہمراہ روم و ترک کی افواج کا سامنا کرو اور زمین پر رہنے والے تمام لوگ تمہارے خلاف اکٹھے ہو جائیں، البتہ خداوند جبار کے اذن سے، وہ تم پر غالب نہیں آسکیں گے۔ اگر پسند کرتے ہو تو میں وہ دعا بھیج دیتا ہوں تاکہ اس کے وسیلہ سے تم ان تمام سے اپنے آپ کو بچا سکو جو میں نے ذکر کیا ہے۔

ماموں نے کہا: ہاں، مجھے ضرورت ہے، اسے اپنے ہاتھ سے لکھ کر میرے لیے بھیج دیں۔

انھوں نے فرمایا: ٹھیک ہے، بھیج دوں گا۔

یاسر کہتا ہے: صبح سویرے امام جواد علیہ السلام نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور مجھے طلب فرمایا: جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کے روبرو بیٹھ گیا۔ انھوں نے سرزمین تہامہ (مکہ) سے ہرن کا چمڑا طلب کیا، اور اس پر یہ حرز اپنے خط سے لکھا۔

پھر فرمایا: اے یاسر! یہ تحریر خلیفہ کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو: کوئی سنار اس کے لیے چاندی کی نالی سی بنائے اور اس پر وہ لکھے جو اس کے بعد کہنے والا ہوں۔ جب وہ چاہیے کہ اس حرز کو بازو پر باندھے تو ضروری ہے کہ اپنے دائیں بازو پر باندھے اور اس کے بعد اچھا اور مکمل وضو کرے اور چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، آیۃ الکرسی سات مرتبہ، آیت شَهِدَ اللهُ سات مرتبہ، سورۂ شمس سات مرتبہ، سورۂ لیل سات مرتبہ اور سورۂ قل هو الله احد سات مرتبہ پڑھے۔

جب یہ تمام پڑھ لے تو اس حرز کو اپنے دائیں بازو پر باندھے خداوند کی مدد اور قوت سے ہر اس مشکل اور حادثے سے محفوظ رہے گا جس کا اسے خطرہ ہے، اور مناسب ہے کہ اس وقت چاند، برج عقرب میں نہ ہو۔ اگر وہ اس کے ہمراہ رومیوں

اور ان کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھی جائے تو خداوند کے حکم اور اس حرز کی برکت سے ان پر کامیاب ہوگا۔ ①

...... ✹ ......

① قابل ذکر ہے اس روایت کا کچھ حصہ حرز امام جواد علیہ السلام کے متن کے ہمراہ آداب اور اخلاقیات سے متعلق سوالات کی فصل میں ذکر ہوگا۔

madblib.org

فصلِ ششم

آخرالزمان حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق سوالات

maablib.org

کیا حتمیات میں خدا کو بدا حاصل ہوتی ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْخَالَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ:

كُنَّا عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الرِّضَا عليه السلام فَجَرَى ذِكْرُ السُّفْيَانِيِّ وَمَا جَاءَ فِي الرِّوَايَةِ مِنْ أَنَّ أَمْرَهُ مِنَ الْمَحْتُومِ؟

فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: هَلْ يَبْدُو لِلَّهِ فِي الْمَحْتُومِ؟

قَالَ: نَعَمْ۔

قُلْنَا لَهُ: فَنَخَافُ أَنْ يَبْدُوَ لِلَّهِ فِي الْقَائِمِ۔

فَقَالَ: إِنَّ الْقَائِمَ مِنَ الْمِيعَادِ، وَاللهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادِ (الغیبۃ نعمانی، ص ۳۰۳)

قال العلامة المجلسی رحمه الله:

بيان: لعل للمحتوم معان: يمكن البداء في بعضها وقوله: ﴿من الميعاد﴾ إشارة إلى أنه لايمكن البداء فيه لقوله تعالى: ﴿إِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت ۹)

والحاصل أن هذا شيء وعد الله رسوله وأهل بيته لصبرهم على المكاره التي وصلت إليهم من المخالفين والله لا يخلف وعده۔

ثُمَّ إنّه يحتمل أن يكون المراد بالبداء في المحتوم البداء في خصوصياته لا في أصل وقوعه كخروج السفياني قبل ذهاب بني العباس ونحو ذٰلك۔

ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری کہتے ہیں: ہم حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ سفیانی کے بارے میں گفتگو چلی، اور یہ جو روایات میں آیا ہے کہ سفیانی کا واقعہ یقینی ہے۔ میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا خداوند کو یقینیات میں بھی بدا حاصل ہوتی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

ہم نے عرض کیا: اس اعتبار سے ہمیں یہ خوف ہے کہ خداوند کو حضرت قائم علیہ السلام کے متعلق بھی بدا حاصل ہو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک حضرت قائمؑ (کا ظہور) ایسا وعدہ ہے کہ خداوند اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا۔ (الغیبۃ نعمانی)

علامہ مجلسی اس روایت کی وضاحت میں لکھتے ہیں: شاید حتمی و یقینی ہونے کے مختلف معانی ہوں کہ ان میں سے بعض کا امکان ہو۔

حضرتؑ نے یہ جو فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور وعدوں میں سے ہے۔

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں بدا کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ خداوند متعال فرماتا ہے: ”بے شک خداوند اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا“۔ (سورۂ آل عمران، آیت ۹)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام اور ظہور ایسا وعدہ ہے کہ جو خداوند نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو دیا ہے۔ یہ ان سختیوں کے مقابلے میں ہے کہ جو مخالفین کی طرف سے ان بزرگوار ہستیوں کو پہنچی ہیں۔ اور

انھوں نے ان پر صبر سے کام لیا ہے اور خداوند اپنے وعدے کے خلاف کام نہیں کرتا۔
البتہ اس بات کا احتمال ہے کہ اُمور حتمی میں بدا سے مراد، اس کی خصوصیات میں بدا ہو، نہ اس کے اصل وقوع میں، جیسے عباسیوں اور ان جیسے دوسروں کے ختم ہوجانے کے بعد سفیانی کا خروج۔

مجھے اُمید ہے کہ حضرت قائمؑ آپ ہیں

السِّنَانِيُّ عَنِ الْأَسَدِيِّ عَنْ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْحَسَنِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عليه السلام : إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ الْقَائِمَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ الَّذِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً۔

فَقَالَ عليه السلام : يَا أَبَا الْقَاسِمِ! مَا مِنَّا إِلَّا قَائِمٌ بِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهَادٍ إِلَى دِينِهِ، وَلَكِنَّ الْقَائِمَ الَّذِي يُطَهِّرُ اللَّهُ بِهِ الْأَرْضَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالْجُحُودِ، وَيَمْلَأُهَا عَدْلاً وَقِسْطاً هُوَ الَّذِي يَخْفَى عَلَى النَّاسِ وِلَادَتُهُ وَيَغِيبُ عَنْهُمْ شَخْصُهُ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِمْ تَسْمِيَتُهُ۔

وَهُوَ سَمِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَكَنِيُّهُ وَهُوَ الَّذِي تُطْوَى لَهُ الْأَرْضُ وَيَذِلُّ لَهُ كُلُّ صَعْبٍ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ عِدَّةَ أَهْلِ بَدْرٍ ثَلَاثُمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً مِنْ أَقَاصِي الْأَرْضِ، وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعاً إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۸)

فَإِذَا اجْتَمَعَتْ لَهُ هَذِهِ الْعِدَّةُ مِنْ أَهْلِ الْإِخْلَاصِ أَظْهَرَ أَمْرَهُ،

فَإِذَا أُكْمِلَ لَهُ الْعَقْدُ وَهُوَ عَشَرَةُ آلَافِ رَجُلٍ بِإِذْنِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، فَلَا يَزَالُ يَقْتُلُ أَعْدَاءَ اللهِ حَتَّى يَرْضَى اللهُ عَزَّوَجَلَّ۔

قَالَ عَبْدُ الْعَظِيمِ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَيِّدِي! وَكَيْفَ يَعْلَمُ أَنَّ اللهَ قَدْ رَضِيَ۔

قَالَ: يُلْقِي فِي قَلْبِهِ الرَّحْمَةَ ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَدِينَةَ أَخْرَجَ اللَّاتَ وَالْعُزَّى فَأَحْرَقَهُمَا۔

عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں عرض کیا: مجھے اُمید ہے کہ قائم اہلِ بیتؑ آپ ہیں جو زمین کے ظلم وستم سے پُر ہوجانے کے بعد اسے عدل وانصاف سے پُر کریں گے۔

حضرتؑ نے فرمایا: اے ابوالقاسم! ہم آئمہ میں سے ہر ایک امرِ خدا کے ساتھ قیام کرنے والا اور اس کے دین کی ہدایت کرنے والا ہے، لیکن ایسا قیام کرنے والا کہ جس کے وسیلہ سے خداوند زمین کو کفار اور منکرین کی نجاست سے پاک کرے گا اور اسے عدل وانصاف سے لبریز کرے گا، وہ ہے کہ جن کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے گی، وہ خود غائب ہوجائیں گے اور ان کے نام کا ذکر کرنا تمھارے لیے حرام ہے۔

وہ رسولؐ خدا کے ہم نام ہیں، اور آنحضرتؐ کے ہم کنیت ہیں۔ وہ، وہ ہیں کہ جن کے لیے زمین لپٹ جائے گی، ان کی وجہ سے ہر مشکل آسان ہوجائے گی۔ ان کے اصحاب کی تعداد جنگِ بدر میں پیغمبر اکرم ﷺ کے اصحاب کی مانند تین سو تیرہ ہوگی جو دنیا کے دُور ترین نقاط سے ان کے اردگرد اکٹھے ہوں گے۔ خداوند کا یہ فرمان ہے: "تم جہاں پر بھی ہو خدا تمھیں لے آئے گا، خداوند ہر چیز پر قادر ہے"۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۸)

جب بھی ان کے پاس مخلصین کی یہ تعداد اکٹھی ہوجائے گی وہ اپنا امر آشکارا

کریں گے۔ جب وعدہ مکمل ہو جائے گا، یعنی ان کی تعداد دس ہزار افراد تک پہنچ جائے تو وہ اذنِ خدا سے قیام کریں گے۔ وہ خداوند کی رضا حاصل ہونے تک انھیں لگاتار قتل کریں گے۔

حضرت عبدالعظیم کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میرے آقا! کیسے معلوم ہوگا کہ خدا راضی ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خداوند ان کے دل میں رحمت ڈالے گا، جب وہ شہر مدینہ میں داخل ہوں گے تو لات وعزیٰ کو باہر نکال کر آگ لگائیں گے۔

علامہ مجلسی اس روایت کی وضاحت میں لکھتے ہیں: لات اور عزیٰ سے مراد قریش کے دو بت مراد ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۲۸۳ و ۲۸۴، ح ۱۰)

کیا قائمؑ مہدی ہیں یا کوئی اور؟

الدَّقَّاقُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الرُّوْيَانِیِّ عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْحَسَنِیِّ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ علیه السلام وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْقَائِمِ أَهُوَ الْمَهْدِيُّ أَوْ غَيْرُهُ؟

فَابْتَدَأَنِي فَقَالَ:

يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّ الْقَائِمَ مِنَّا هُوَ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يَجِبُ أَنْ يُنْتَظَرَ فِي غَيْبَتِهِ وَيُطَاعَ فِي ظُهُورِهِ، وَهُوَ الثَّالِثُ مِنْ وُلْدِي وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّداً بِالنُّبُوَّةِ وَخَصَّنَا بِالْإِمَامَةِ، إِنَّهُ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَخْرُجَ فِيمْلَأَ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً، وَ

إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُصْلِحُ أَمْرَهُ فِي لَيْلَةٍ كَمَا أَصْلَحَ أَمْرَ كَلِيمِهِ مُوسَى علیہ السلام لِيَقْتَبِسَ لِأَهْلِهِ نَاراً فَرَجَعَ وَهُوَ رَسُولٌ نَبِيٌّ۔

ثُمَّ قَالَ علیہ السلام: أَفْضَلُ أَعْمَالِ شِيعَتِنَا انْتِظَارُ الْفَرَجِ۔

حضرت عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا، اور چاہتا تھا کہ حضرت قائم علیہ السلام کے متعلق پوچھوں کہ کیا مہدی وہ ہیں یا کوئی اور شخص؟

حضرتؑ نے پوچھنے سے پہلے گفتگو شروع کر دی اور فرمایا: اے ابالقاسم! ہمارے قائمؑ وہی مہدی ہیں، واجب ہے کہ ان کی غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر رہیں اور ان کے ظہور کے وقت ان کی فرمان برداری کی جائے۔ وہ میری اولاد میں سے تیسرے فرزند ہوں گے۔ اس خدا کی قسم! جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبری اور ہمیں امامت کے لیے منتخب کیا، اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے تو خداوند اس دن کو اتنا لمبا کرے گا کہ وہ ظہور فرمائیں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جس طرح سے وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔ بلاشک خداوند ان کے کام کو ایک رات میں درست کرے گا، جس طرح سے اس نے حضرت موسیٰ کلیمؑ کے کام کو ایک رات میں درست کیا تھا کہ وہ ساحلِ مصر سے وادیٔ ایمن میں آئے تا کہ اپنی زوجہ کو گرم کرنے کے لیے آگ سے لے کر جائیں، لیکن جب واپس لوٹے تو وہ خدا کے پیغمبر تھے۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کا بہترین عمل، ظہور اور فرج انتظار ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۵۶)

انھیں قائمؑ کیوں کہتے ہیں؟

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبْدُوسٍ الْعَطَّارُ رحمه الله قَالَ:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّقْرُ بْنُ أَبِي دُلَفَ قَالَ- فِي حَدِيثٍ-

..... فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! لِمَ سُمِّيَ الْقَائِمَ؟

قَالَ: لِأَنَّهُ يَقُومُ بَعْدَ مَوْتِ ذِكْرِهِ وَارْتِدَادِ أَكْثَرِ الْقَائِلِينَ بِإِمَامَتِهِ-

فَقُلْتُ لَهُ: وَلِمَ سُمِّيَ الْمُنْتَظَرَ؟

قَالَ: لِأَنَّ لَهُ غَيْبَةً يَكْثُرُ أَيَّامُهَا وَيَطُولُ أَمَدُهَا، فَيَنْتَظِرُ خُرُوجَهُ الْمُخْلِصُونَ وَيُنْكِرُهُ الْمُرْتَابُونَ وَيَسْتَهْزِئُ بِذِكْرِهِ الْجَاحِدُونَ، وَيَكْذِبُ فِيهَا الْوَقَّاتُونَ، وَيَهْلِكُ فِيهَا الْمُسْتَعْجِلُونَ، وَيَنْجُو فِيهَا الْمُسْلِمُونَ-

صقر بن دلف ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزند رسولؐ! کیوں انھیں قائمؑ کہتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیوں کہ وہ اس وقت قیام کریں گے جب وہ یادوں سے محو ہو چکے ہوں گے اور ان کی امامت کے اکثر معتقدین منحرف ہو چکے ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: کیوں انھیں منتظر کہتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیوں کہ وہ غیب ہوں گے اور ان پر بہت سے دن گزریں گے اور ان کی مدت طولانی ہو جائے گی۔ اس وجہ سے مخلصین، ان کے قیام کے منتظر ہوں گے اور مشکوکین انھیں آشکارا کریں گے اور منکرین ان کی یاد کا مذاق اُڑائیں گے۔ وقت گزارنے والے، ان کے بارے میں جھوٹ بولیں گے اور جلدی کرنے والے ہلاک ہوں گے اور ان کے سامنے تسلیم ہونے والے نجات پائیں گے۔ (کمال

الدین و تمام النعمۃ، ج ۲، ص ۳۷۸)

حیرت کے وقت کہاں رجوع کریں؟

مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَابُنْدَاذَ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ ـ فِي حَدِيثٍ
ـ قَالَ: أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا عليه السلام:
.... إِنَّهَا سَتَكُونُ حَيْرَةٌ ـ
قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَإِلَى أَيْنَ؟
فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: لَا أَيْنَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا ـ
فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ ـ
فَقَالَ: إِلَى الْمَدِينَةِ ـ
فَقُلْتُ: أَيُّ الْمُدُنِ ـ
فَقَالَ: مَدِينَتُنَا هٰذِهِ وَهَلْ مَدِينَةٌ غَيْرُهَا؟
وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ أَنَّهُ حَضَرَ أُمَيَّةَ بْنَ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ وَهُوَ يَسْأَلُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ ذٰلِكَ ـ
فَأَجَابَهُ بِهٰذَا الْجَوَابِ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ وَذَكَرَ مِثْلَهُ ـ

امیہ بن علی قیسی کہتے ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: بے شک عنقریب حیرت کا سامنا ہوگا۔

میں نے عرض کیا: جب ایسا ہو تو کہاں رجوع کرنا چاہیے؟

حضرت امام جوادؑ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئے، پھر تین مرتبہ فرمایا: کہیں بھی نہیں۔

میں نے دوبارہ سوال کیا۔ فرمایا: مدینہ کی طرف۔

میں نے عرض کیا: کس مدینہ (شہر) کی طرف۔

فرمایا: یہی ہمارا مدینہ، کیا اس کے سوا کوئی اور بھی مدینہ ہے؟

احمد بن ہلال کہتے ہیں: محمد بن اسماعیل بن بزیع نے مجھے کہا: میں حضرت امام جوادؑ کی خدمت میں تھا کہ اُمیہ بن علی قیسی نے آنحضرتؑ سے پوچھا اور آنحضرتؑ نے اسی جواب کے ساتھ اس کا جواب دیا۔ (الغیبۃ نعمانی، ص ۱۸۶)

...... ✸ ......

maablib.org

فصلِ ہفتم

ایمان اور کفر کے متعلق سوالات

maablib.org

آپ ؑ کی روایات کے متعلق نظر کیا ہے؟

وَ رُوِيَ أَنَّ الْمَأْمُونَ بَعْدَ مَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ أُمَّ الْفَضْلِ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام كَانَ فِي مَجْلِسٍ وَ عِنْدَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام وَيَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَجَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ۔

فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ : مَا تَقُولُ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! فِي الْخَبَرِ الَّذِي رُوِيَ أَنَّهُ نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عليه السلام عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ: سَلْ أَبَابَكْرٍ هَلْ هُوَ عَنِّي رَاضٍ، فَإِنِّي عَنْهُ رَاضٍ؟!

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : لَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ، وَلَكِنْ يَجِبُ عَلَى صَاحِبِ هَذَا الْخَبَرِ أَنْ يَأْخُذَ مِثَالَ الْخَبَرِ الَّذِي قَالَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ:

قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ الْكَذَّابَةُ وَسَتَكْثُرُ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، فَإِذَا أَتَاكُمُ الْحَدِيثُ فَاعْرِضُوهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّتِي، فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي فَخُذُوا بِهِ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي فَلَا تَأْخُذُوا بِهِ۔

وَلَيْسَ يُوَافِقُ هَذَا الْخَبَرُ كِتَابَ اللهِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ (سورۂ قٓ، آیت ۱۶)

فَاللهُ عَزَّوَجَلَّ خَفِيَ عَلَيْهِ رِضَا أَبِي بَكْرٍ مِنْ سَخَطِهِ حَتَّى سَأَلَ

مِنْ مَكْنُونِ سِرِّهِ۔ هٰذَا مُسْتَحِيلٌ فِي الْعُقُولِ۔

ثُمَّ قَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ: وَقَدْ رُوِيَ: ﴿أَنَّ مَثَلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْأَرْضِ كَمَثَلِ جَبْرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ فِي السَّمَاءِ﴾۔

فَقَالَ: وَهٰذَا أَيْضاً يَجِبُ أَنْ يُنْظَرَ فِيهِ، لِأَنَّ جَبْرَئِيلَ مَلَكَانِ لِلّٰهِ مُقَرَّبَانِ وَلَمْ يَعْصِيَا اللّٰهَ قَطُّ وَلَمْ يُفَارِقَا طَاعَتَهُ لَحْظَةً وَاحِدَةً، وَهُمَا قَدْ أَشْرَكَا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنْ أَسْلَمَا بَعْدَ الشِّرْكِ، وَكَانَ أَكْثَرُ أَيَّامِهِمَا فِي الشِّرْكِ بِاللّٰهِ، فَمُحَالٌ أَنْ يُشَبِّهَهُمَا بِهِمَا۔

قَالَ يَحْيَى: وَقَدْ رُوِيَ أَيْضاً: ﴿أَنَّهُمَا سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾ فَمَا تَقُولُ فِيهِ؟

فَقَالَ عليه السلام: وَهٰذَا الْخَبَرُ مُحَالٌ أَيْضاً، لِأَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ كُلَّهُمْ يَكُونُونَ شَبَاباً، وَلَا يَكُونُ فِيهِمْ كَهْلٌ، وَهٰذَا الْخَبَرُ وَضَعَهُ بَنُو أُمَيَّةَ لِمُضَادَّةِ الْخَبَرِ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام بِأَنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ: وَرُوِيَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

فَقَالَ: وَهٰذَا أَيْضاً مُحَالٌ، لِأَنَّ فِي الْجَنَّةِ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِينَ وَآدَمَ وَمُحَمَّداً وَجَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُضِيءُ بِأَنْوَارِهِمْ حَتّٰى تُضِيءَ بِنُورِ عُمَرَ۔

فَقَالَ يَحْيَى: وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ۔

فَقَالَ: لَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضَائِلَ عُمَرَ، وَلٰكِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَفْضَلُ مِنْ

عُمَرُ، فَقَالَ عَلَى رَأْسِ الْمِنْبَرِ: إِنَّ لِي شَيْطَانًا يَعْتَرِينِي فَإِذَا مِلْتُ فَسَدِّدُونِي۔

فَقَالَ يَحْيَى: قَدْ رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَوْ لَمْ أُبْعَثْ لَبُعِثَ عُمَرُ۔

فَقَالَ عليه السلام: كِتَابُ اللهِ أَصْدَقُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ، يَقُولُ اللهُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ﴾۔ (سورۂ احزاب، آیت ۷)

فَقَدْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ فَكَيْفَ يُمْكِنُ أَنْ يُبَدِّلَ مِيثَاقَهُ؟ وَكَانَ الْأَنْبِيَاءُ عليهم السلام لَمْ يُشْرِكُوا طَرْفَةَ عَيْنٍ فَكَيْفَ يُبْعَثُ بِالنُّبُوَّةِ مَنْ أَشْرَكَ وَكَانَ أَكْثَرُ أَيَّامِهِ مَعَ الشِّرْكِ بِاللهِ؟ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ﴿نُبِّئْتُ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ﴾۔

فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ: وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ﴿مَا احْتَبَسَ الْوَحْيُ عَنِّي قَطُّ إِلَّا ظَنَنْتُهُ قَدْ نَزَلَ عَلَى آلِ الْخَطَّابِ﴾۔

فَقَالَ عليه السلام: وَهَذَا مُحَالٌ أَيْضاً، لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَشُكَّ النَّبِيُّ عليه السلام فِي نُبُوَّتِهِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿اللهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ﴾۔ (سورۂ حج، آیت ۷۵)

فَكَيْفَ يُمْكِنُ أَنْ تَنْتَقِلَ النُّبُوَّةُ مِمَّنِ اصْطَفَاهُ اللهُ تَعَالَى إِلَى مَنْ أَشْرَكَ بِهِ۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ: رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ﴿لَوْ نَزَلَ الْعَذَابُ لَمَا نَجَا مِنْهُ إِلَّا عُمَرُ﴾۔

فَقَالَ علیہ السلام : وَهٰذَا مُحَالٌ أَيْضاً ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾۔ (سورۂ انفال، آیت ۳۳)

فَأَخْبَرَ سُبْحَانَهُ أَنْ لَا يُعَذِّبَ أَحَداً مَا دَامَ فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَا دَامُوا يَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ تَعَالٰى۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۸۳)

ایک روایت میں یوں آیا ہے: حضرت امام جواد علیہ السلام کی اُمِ فضل کے ساتھ شادی کے بعد مامون نے ایک محفل تشکیل دی کہ اس میں حضرت امام جواد علیہ السلام، یحییٰ بن اکثم اور بہت سے دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔

یحییٰ بن اکثم نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! اس روایت کے بارے میں آپ کی نظر کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ، پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! خداوند متعال نے آپؐ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے: ابوبکر سے پوچھیں کیا وہ مجھ سے راضی و خوشنود ہے یا نہیں، کیوں کہ مَیں اس سے راضی و خوشنود ہوں؟

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: میں ابوبکر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں، لیکن جو کوئی اس روایت کو نقل کرتا ہے، ضروری ہے کہ وہ دوسری روایت کی طرف بھی متوجہ ہو کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

مجھ پر جھوٹ باندھنے والے زیادہ ہیں اور زیادہ ہوں گے۔ جو کوئی بھی جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے اس کی نشیمن گاہ آگ سے پُر ہوگی، لہٰذا جب بھی کوئی حدیث سنیں، اسے کتابِ خدا، قرآن اور میری سنت سے پرکھیں، جو کتابِ خدا اور میری سنت کے موافق ہو، اسے قبول کریں اور جو بھی کتابِ خدا اور میری سنت کے

مخالف ہو، اسے رد کریں۔

یہ روایت جو تم نے نقل کی ہے، کتاب خدا کے موافق نہیں ہے، کیوں کہ خداوند فرماتا ہے: "اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ اس کا نفس کیا کیا وسوسے پیدا کرتا ہے اور ہم اس سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں"۔ (سورۂ ق، آیت ۱۶)

وہ خداوند جو راز دل اور انسان کے مخفی افکار سے آگاہ ہے، وہ نہیں جانتا کہ ابوبکر اس سے راضی ہے یا نہیں، وہ جبرئیلؑ کو بھیج رہا ہے کہ اس راز کی حقیقت معلوم ہو جائے؟ یہ نظریہ عقلی طور پر محال ہے۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا: ایک اور روایت میں آیا ہے، زمین پر ابوبکر اور عمر کی مثال آسمان پر جبرئیلؑ ومیکائیلؑ کی مانند ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اس روایت میں بھی سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ خداوند کی بارگاہ میں دو مقرب فرشتے ہیں کہ جنھوں نے ہرگز گناہ نہیں کیا اور ایک لمحے کے لیے بھی اطاعت خدا سے سرپیچی نہیں کی ہے، لیکن ابوبکر اور عمر نے تو خدا کے ساتھ شرک کیا ہے۔ اگرچہ شرک کرنے کے بعد اسلام لے آئے تھے، لیکن ان کی عمر کا بیشتر حصہ خدا کے شرک میں گزرا ہے۔ لہٰذا محال ہے کہ وہ دونوں فرشتوں کے مشابہ ہوں۔

یحییٰ نے کہا: ایک اور روایت میں آیا ہے: ابوبکر اور عمر بہشتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اس روایت سے متعلق آپؑ کی کیا نظر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ روایت بھی محال ہے، کیوں کہ تمام کے تمام بہشتی جوان ہیں۔ وہاں پر بوڑھا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ روایت اُمویوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس روایت کے مقابلے میں گھڑی ہے کہ جو آپؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے

بارے میں بیان فرمائی تھی کہ وہ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا: ایک اور روایت میں آیا ہے کہ عمر بن خطاب اہلِ بہشت کے لیے چراغ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ روایت بھی محال ہے، کیوں کہ اگر مقرب فرشتوں، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء و مرسلین کہ جو بہشت میں ہیں، ان کے نُور سے بہشت روشن نہیں ہوتا تو کیا عمر کے نُور سے روشن ہوگا؟!!

یحییٰ بن اکثم نے کہا: ایک اور روایت میں ہے کہ سکون اور وقار عمر کی زبان سے گفتگو کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں عمر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں، لیکن ابوبکر عمر سے بالاتر ہے۔ اس نے خود منبر سے کہا تھا: میرے لیے ایک شیطان ہے جو میرے اُوپر سوار ہوتا ہے۔ جب بھی دیکھو کہ میں منحرف ہو رہا ہوں تو مجھے اس سے روکو۔ یحییٰ نے کہا: ایک اور روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتا۔

امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: کتابِ خدا، قرآن، اس حدیث سے سچا اور صحیح تر ہے۔ خداوند قرآن میں فرماتا ہے: "اور اس وقت کو یاد کیجیے جب ہم نے تمام انبیا سے اور بالخصوص آپ سے اور نوحؑ سے عہد لیا"۔ (سورۂ احزاب، آیت ۷)

اس بنا پر خداوند نے پیغمبروں سے عہد لیا ہے، وہ کس طرح اپنے عہد و پیمان میں تبدیلی کرتا ہے، جب کہ پیغمبروں نے آنکھ جھپکنے کی مقدار تک خدا سے شرک نہیں کیا ہے؟

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس نے اپنی زندگی کا بیش تر حصہ خدا کے ساتھ شرک میں گزارا ہو وہ پیغمبری پر مبعوث ہو، جب کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں: میں اس وقت بھی

نبی تھا کہ جب آدمؑ کے پیکر میں روح نہیں پھونکی گئی تھی۔

یحییٰ نے کہا: ایک اور روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کبھی مجھ پر وحی کا نزول قطع نہیں ہوا مگر یہ کہ میں نے گمان کیا کہ خاندان خطاب پر نازل ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا: یہ بھی محال ہے کیوں کہ یہ درست نہیں ہے کہ آنحضرتؐ اپنی پیغمبری میں شک کریں۔ خداوند کا فرمان ہے: "اللہ ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے نمائندے منتخب کرتا ہے"۔ (سورۂ حج، آیت ۷۵)

یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ جسے خداوند نے پیغمبری اور نبوت کے لیے منتخب کیا ہو، اس سے کسی ایسے کی طرف منتقل کرے کہ جس نے خداوند کے ساتھ شرک کیا ہو؟

یحییٰ بن اکثم کہتا ہے: ایک اور روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر عذاب نازل ہو تو عمر کے سوا کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ بھی محال ہے کیونکہ خداوند متعال فرماتا ہے: "حالانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہ کرے گا جب تک (پیغمبر) آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کرنے والا نہیں ہے۔ اگر یہ توبہ اور استغفار کرنے والے ہوجائیں"۔ (سورۂ انفال، آیت ۳۳)

اس بنا پر خداوند خبر دے رہا ہے کہ "جب تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان ہیں اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے وہ کسی کو بھی عذاب نہیں دے گا"۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۸۳)

.......✸.......

فصلِ ہشتم

آداب واخلاق کے بارے میں سوالات

maablib.org

مجھے کوئی دعا تعلیم دیں

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام أَسْأَلُهُ أَنْ يُعَلِّمَنِي دُعَاءً۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ تَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ:

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ رَبِّيَ الرَّحْمَانُ الرَّحِيمُ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً۔

وَ إِنْ زِدْتَ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ ثُمَّ تَدْعُوا بِمَا بَدَا لَكَ فِي حَاجَتِكَ فَهُوَ لِكُلِّ شَيْءٍ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ مجھے کوئی دعا تعلیم دیں۔

حضرتؑ نے میرے نام یوں تحریر فرمایا: جب صبح ہو جائے اور جس وقت ہر طرف رات چھا جائے تو کہو:

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ رَبِّيَ الرَّحْمَانُ الرَّحِيمُ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً۔

اگر اس میں کسی جملے کا اضافہ کرو تو بہتر ہوگا۔ اس کے بعد جو کچھ چاہتے ہو، خداوند سے دعا کرو کیوں کہ یہ دعا خداوند کے اذن سے ہر چیز سے بہتر ہے، خداوند جو چاہتا ہے وہی انجام دیتا ہے۔ (الکافی، ج ۲، ص ۵۳۴)

مشک کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْكُوفِيِّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِرْمَانِيِّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام: مَا تَقُولُ فِي الْمِسْكِ؟

فَقَالَ: إِنَّ أَبِي أَمَرَ فَعُمِلَ لَهُ مِسْكٌ فِي بَانٍ بِسَبْعِمِائَةِ دِرْهَمٍ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ يُخْبِرُهُ أَنَّ النَّاسَ يَعِيبُونَ ذٰلِكَ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ:

يَا فَضْلُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ يُوسُفَ علیہ السلام وَهُوَ نَبِيٌّ كَانَ يَلْبَسُ الدِّيبَاجَ مُزَرَّداً بِالذَّهَبِ وَيَجْلِسُ عَلَى كَرَاسِيِّ الذَّهَبِ، فَلَمْ يَنْقُصْ ذٰلِكَ مِنْ حِكْمَتِهِ شَيْئاً۔

قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ فَعُمِلَتْ لَهُ غَالِيَةٌ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ۔

محمد بن ولید کرمانی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ مشک کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر گرامی نے حکم دیا تھا کہ درخت بان کے پتوں سے سات سو درہم کی مشک تیار کریں۔ فضل بن سہل نے اس بارے میں ان کے نام لکھا کہ لوگ اس کام کو عیب سمجھتے ہیں۔

میرے والد گرامی نے اس کے جواب میں تحریر کیا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہونے کے باوجود زربافت دیبا (سونے کی تاروں سے بنا ہوا ریشمی کپڑا) پہنتے تھے اور سونے کی کرسی پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس کام سے ان کے مقام علم وحکمت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ پھر حکم دیا کہ ان کے لیے چار ہزار درہم کی ایک عطردانی بنائی جائے۔ (بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۳)

حج خانہ خدا افضل یا امام رضا علیہ السلام کی زیارت؟

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

الْمُغِيرَةِ الْكُوفِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي جَدِّي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا علیه السلام عَنْ رَجُلٍ حَجَّ حِجَّةَ الْإِسْلَامِ، فَدَخَلَ مُتَمَتِّعاً بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ ، فَأَعَانَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى حَجِّهِ وَعُمْرَتِهِ ، ثُمَّ أَتَى الْمَدِينَةَ ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، ثُمَّ أَتَى أَبَاكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ علیه السلام عَارِفاً بِحَقِّهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ وَبَابُهُ الَّذِي يُؤْتَى مِنْهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ۔

ثُمَّ أَتَى أَبَا عَبْدِاللّٰهِ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیهما السلام فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَى بَغْدَادَ فَسَلَّمَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى علیه السلام ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بِلَادِهِ۔ فَلَمَّا كَانَ فِي هٰذَا الْوَقْتِ رَزَقَهُ اللّٰهُ تَعَالَى مَا يَحُجُّ بِهِ فَأَيُّهُمَا أَفْضَلُ أَهٰذَا الَّذِي حَجَّ حِجَّةَ الْإِسْلَامِ يَرْجِعُ أَيْضاً فَيَحُجُّ أَوْ يَخْرُجُ إِلَى خُرَاسَانَ إِلَى أَبِيكَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا علیه السلام فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ؟

قَالَ: بَلْ يَأْتِي إِلَى خُرَاسَانَ فَيُسَلِّمُ عَلَى أَبِي علیه السلام أَفْضَلُ، وَلْيَكُنْ ذٰلِكَ فِي رَجَبٍ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تَفْعَلُوا هٰذَا الْيَوْمَ ، فَإِنَّ عَلَيْنَا مِنَ السُّلْطَانِ شُنْعَةً۔

محمد بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: ایک شخص حج خانہ خدا سے مشرف ہوا اور حج واجب بجا لایا اور عمرہ تمتع کی نیت سے مکہ میں داخل ہوا، اس کے اعمال بجا لایا اور خداوند نے اسے حج عمرہ

بجالانے کی توفیق دی ہے۔

پھر وہ مدینہ آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، پھر وہاں سے کوفہ گیا اور آپ کے جد بزرگوار امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت کی، درحالانکہ وہ ان کے حق کو جانتا تھا، انھیں امام اور مخلوق پر خدا کی حجت سمجھتا اور جانتا تھا کہ وہ ایسا دروازہ ہے جس سے لوگ رحمت خدا میں داخل ہوتے ہیں، ان پر سلام بھیجا۔

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے شرف یاب ہوا اور ان کی خدمت میں سلام کیا، وہاں سے بغداد آیا اور آپؑ کے جد بزرگوار حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا ہے، اس کے بعد اپنے شہر چلا گیا ہے۔ اور خداوند نے دوبارہ اس کے لیے حج کے اسباب فراہم کردیے۔ کیا وہ شخص جو اپنا حج واجب انجام دے چکا ہے، دوبارہ حج پر جائے یا آپؑ کے پدر بزرگوار امام رضا علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لیے خراسان کا سفر کرے، ان کی خدمت میں سلام پیش کرے اور ان کی زیارت سے مشرف ہو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، خراسان جائے اور میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں سلام عرض کرے۔ یہ بہتر ہے، لیکن یہ سفر ماہ رجب میں انجام پانا چاہیے اور مناسب نہیں ہے کہ ان دنوں (ماہ ذی الحجہ) میں میرے پدر گرامی کی زیارت کے لیے خراسان جاؤ، کیوں کہ حکومت یہ کام ہمارے اور تمھارے لیے عیب سمجھتی ہے۔
(عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۵۸)

زیارت امام رضاؑ افضل ہے یا زیارت امام حسینؑ؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْمُتَوَكِّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ

عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ:
قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ الرِّضَا عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ ، زِيَارَةُ الرِّضَا عليه السلام أَفْضَلُ أَمْ زِيَارَةُ أَبِي عَبْدِاللهِ الْحُسَيْنِ عليه السلام؟
فَقَالَ: زِيَارَةُ أَبِي عليه السلام أَفْضَلُ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام يَزُورُهُ كُلُّ النَّاسِ وَأَبِي عليه السلام لَا يَزُورُهُ إِلَّا الْخَوَاصُّ مِنَ الشِّيْعَةِ۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، امام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل تر ہے یا امام حسین علیہ السلام کی؟
انھوں نے فرمایا: میرے پدر گرامی کی زیارت افضل تر ہے کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت تمام مسلمان کرتے ہیں لیکن میرے والد گرامی کی زیارت شیعوں کا خاص گروہ کرتا ہے۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۶۱)

عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: قَدْ تَحَيَّرْتُ بَيْنَ زِيَارَةِ قَبْرِ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام وَبَيْنَ زِيَارَةِ قَبْرِ أَبِيكَ عليه السلام بِطُوسَ فَمَا تَرَى؟
فَقَالَ لِي: مَكَانَكَ۔
ثُمَّ دَخَلَ وَخَرَجَ وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ فَقَالَ: زُوَّارُ قَبْرِ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام كَثِيرُونَ وَزُوَّارُ قَبْرِ أَبِي عليه السلام بِطُوسَ قَلِيلُونَ۔

عبدالعظیم بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں بارگاہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے پدر بزرگوار کی زیارت کرنے میں شش و پنج کا شکار ہوں، آپ کی نظر کیا ہے؟

فرمایا: اسی جگہ پر رہو۔ اس کے بعد حضرتؑ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اس حالت میں باہر آئے کہ حضرتؑ کے دونوں رخساروں پر آنسو جاری تھے اور فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے بہت زیادہ لوگ ہیں لیکن طوس میں میرے والد گرامی کی زیارت کرنے والے بہت کم ہیں۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۲۵۶)

کوئی دعا تعلیم دیں کہ جس سے وسعت ہو

عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ:

كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ الْغَنَوِيُّ إِلَيَّ يَسْأَلُنِي أَنْ أَكْتُبَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي دُعَاءٍ يُعَلِّمُهُ يَرْجُو بِهِ الْفَرَجَ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَمَّا مَا سَأَلَ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ مِنْ تَعْلِيمِهِ دُعَاءً يَرْجُو بِهِ الْفَرَجَ فَقُلْ لَهُ يَلْزَمُ:

يَا مَنْ يَكْفِي مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَكْفِي مِنْهُ شَيْءٌ اكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ۔

فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُكْفَى مَا هُوَ فِيهِ مِنَ الْغَمِّ إِنْ شَاءَ تَعَالَى۔

فَأَعْلَمْتُهُ ذٰلِكَ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ إِلَّا قَلِيلٌ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْحَبْسِ۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: محمد بن حمزہ غنوی نے مجھے ایک خط لکھا اور خواہش کی کہ میں حضرت امام جواد علیہ السلام کے نام لکھوں کہ وہ اسے کوئی دعا تعلیم دیں کہ جس سے اس کے لیے وسعت پیدا ہو۔

آنحضرتؑ نے مجھے تحریر فرمایا: محمد بن حمزہ نے فرج اور وسعت کے لیے ایک

دعا کی درخواست کی ہے، اسے کہو: ہمیشہ یہ دعا پڑھیں:

يَا مَنْ يَكْفِي مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَكْفِي مِنْهُ شَيْءٌ اكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ۔

مجھے اُمید ہے کہ ان شاء اللہ اس کا غم اور اس کی مشکل برطرف ہو جائے گی۔

میں نے وہ دُعا ان تک پہنچائی، ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ زندان سے رہا ہو گیا۔ (الکافی، ج۲، ص۵۶۰)

انسان کس طرح سے دعا کرے کہ اس کی حاملہ بیوی کا بچہ سالم رہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ، الرَّجُلُ يَدْعُو لِلْحُبْلَى أَنْ يَجْعَلَ اللهُ مَا فِي بَطْنِهَا ذَكَراً سَوِيّاً۔

فَقَالَ: يَدْعُو مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَإِنَّهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً نُطْفَةٌ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً عَلَقَةٌ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً مُضْغَةٌ فَذَلِكَ تَمَامُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ مَلَكَيْنِ خَلَّاقَيْنِ فَيَقُولَانِ: يَا رَبِّ، مَا تَخْلُقُ ذَكَراً أَوْ أُنْثَى شَقِيّاً أَوْ سَعِيداً۔

فَيَقُولَانِ: يَا رَبِّ، مَا رِزْقُهُ وَمَا أَجَلُهُ وَمَا مُدَّتُهُ۔

فَيَقَالُ ذَلِكَ وَمِيثَاقُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَلَا يَزَالُ مُنْتَصِباً فِي بَطْنِ أُمِّهِ حَتَّى إِذَا دَنَا خُرُوجُهُ بَعَثَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ مَلَكاً، فَزَجَرَهُ زَجْرَةً فَيَخْرُجُ وَيَنْسَى الْمِيثَاقَ۔

محمد بن اسماعیل یا کوئی دوسرا راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی

خدمت میں عرض کیا: انسان کس طرح سے دعا کرے کہ اس کی حاملہ بیوی کا بچہ صحیح و سالم رہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب تک جنین کو چار مہینے پورے نہ ہو جائیں، دعا کریں، کیوں کہ جنین چالیس رات تک نطفہ ہے۔ چالیس رات تک علقہ اور چالیس رات تک گوشت کا لوتھڑا ہے، یہ کُل چار مہینے بن جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ دو خلاق فرشتے بھیجتا ہے، وہ کہتے ہیں: پروردگارا کیا بنائیں؟ لڑکی یا لڑکا، نیک بخت یا بد بخت؟ وہ کہیں گے: پروردگارا اس کا رزق کس قدر ہے، اس کی عمر کتنی ہوگی، اور کب تک زندگی گزارے گا؟

یہ سب کچھ کہا جائے گا، اس کا پیمان اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے دیکھا جائے گا، وہ ہمیشہ اپنی ماں کے رحم میں برقرار ہوگا، جب اس کے باہر آنے کا وقت قریب ہوگا تو خداوند ایک فرشتہ بھیجے گا، وہ فرشتہ اسے ڈرائے گا اور جنین باہر آجائے گا اور اپنا عہد و پیمان بھول جائے گا۔ (بحارالانوار، ج ۵۷، ص ۳۴۷)

مجھے ایسی چیز تعلیم دیں کہ اسے پڑھنے سے دنیا و آخرت میں آپؑ کے سائے میں رہوں

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ النَّهْدِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام : عَلِّمْنِي شَيْئاً إِذَا أَنَا قُلْتُهُ كُنْتُ مَعَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ قَالَ: فَكَتَبَ بِخَطٍّ أَعْرِفُهُ:

أَكْثِرْ مِنْ تِلَاوَةِ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾ وَرَطِّبْ شَفَتَيْكَ بِالاسْتِغْفَارِ

اسماعیل بن سہل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کے نام خط میں یہ

لکھا کہ مجھے ایسی چیز تعلیم دیں کہ اگر اسے پڑھوں تو دنیا و آخرت میں آپؑ کے سائے میں رہوں۔

راوی کہتے ہیں: حضرتؑ نے اپنے دستِ مبارک سے یوں لکھا: (کہ میں ان کی تحریر سے آشنا تھا)۔

سورۂ قدر کی بہت زیادہ تلاوت کریں اور اپنے ہونٹوں کو ذکرِ استغفار سے طراوت بخشیں۔ (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، ص ۱۶۵)

اے فرزندِ رسولؐ! وہ نصیحت کیا ہے؟

فِي حَدِيثٍ قَالَ الْإِمَامُ الْجَوَادُ علیہ السلام لِلْمَأْمُونِ: لَكَ عِنْدِي نَصِيحَةٌ فَاقْبَلْهَا! قَالَ الْمَأْمُونُ: بِالْحَمْدِ وَالشُّكْرِ فَمَا ذَاكَ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ!

قَالَ: أُحِبُّ لَكَ أَنْ لَا تَخْرُجَ بِاللَّيْلِ، فَإِنِّي لَا آمَنُ عَلَيْكَ هَذَا الْخَلْقَ الْمَنْكُوسَ وَعِنْدِي عَقْدٌ تُحَصِّنُ بِهِ نَفْسَكَ وَتَحْرُزُ بِهِ مِنَ الشُّرُورِ وَالْبَلَايَا وَالْمَكَارِهِ وَالْآفَاتِ وَالْعَاهَاتِ كَمَا أَنْقَذَنِيَ اللهُ مِنْكَ الْبَارِحَةَ، وَلَوْ لَقِيتَ بِهِ جُيُوشَ الرُّومِ وَالتُّرْكِ وَاجْتَمَعَ عَلَيْكَ وَعَلَى غَلَبَتِكَ أَهْلُ الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا تَهَيَّأَ لَهُمْ مِنْكَ شَيْءٌ بِإِذْنِ اللهِ الْجَبَّارِ، وَإِنْ أَحْبَبْتَ بَعَثْتُ بِهِ إِلَيْكَ لِتَحْتَرِزَ بِهِ مِنْ جَمِيعِ مَا ذَكَرْتُ لَكَ؟

قَالَ: نَعَمْ فَاكْتُبْ ذٰلِكَ بِخَطِّكَ وَابْعَثْهُ إِلَيَّ۔

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ يَاسِرٌ: فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام بَعَثَ إِلَيَّ فَدَعَانِي۔

فَلَمَّا صِرْتُ إِلَيْهِ وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ دَعَا بِرَقٍّ ظَبْيٍ مِنْ أَرْضِ تِهَامَةَ ثُمَّ كَتَبَ بِخَطِّهِ هٰذَا الْعَقْدَ۔

ثُمَّ قَالَ: يَا يَاسِرُ! احْمِلْ هٰذَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَقُلْ لَهُ حَتّٰى يُصَاغَ لَهُ قَصَبَةٌ مِنْ فِضَّةٍ مَنْقُوشٌ عَلَيْهَا مَا أَذْكُرُهُ بَعْدَهُ، فَإِذَا أَرَادَ شَدَّهُ عَلَى عَضُدِهِ فَلْيَشُدُّهُ عَلَى عَضُدِهِ الْأَيْمَنِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءاً حَسَناً سَابِغاً وَلْيُصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَسَبْعَ مَرَّاتٍ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿شَهِدَ اللّٰهُ﴾ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ وَسَبْعَ مَرَّاتٍ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔

فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا فَلْيَشُدُّهُ عَلَى عَضُدِهِ الْأَيْمَنِ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالنَّوَائِبِ يَسْلَمُ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَخَافُهُ وَيَحْذَرُهُ۔

وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَكُونَ طُلُوعُ الْقَمَرِ فِي بُرْجِ الْعَقْرَبِ، وَلَوْ أَنَّهُ غَزَا أَهْلَ الرُّومِ وَمَلِكَهُمْ لَغَلَبَهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ هٰذَا الْحِرْزِ.....

وَرُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ الْمَأْمُونُ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام مِنْ أَمْرِ هٰذَا الْحِرْزِ هٰذِهِ الصِّفَاتِ كُلَّهَا غَزَا أَهْلَ الرُّومِ فَنَصَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ وَمَنَحَ مِنْهُمْ مِنَ الْمَغْنَمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَمْ يُفَارِقْ هٰذَا الْحِرْزَ عِنْدَ كُلِّ غَزَاةٍ وَمُحَارَبَةٍ وَكَانَ يَنْصُرُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِفَضْلِهِ وَيَرْزُقُهُ الْفَتْحَ بِمَشِيَّتِهِ إِنَّهُ وَلِيُّ ذٰلِكَ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ الْحِرْزُ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۞ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۞ (سورۂ حمد) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۂ حج، آیت ۶۵)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ الْمَلِكُ الدَّيَّانُ يَوْمَ الدِّيْنِ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ بِلَا مُغَالَبَةٍ وَتُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ بِلَا مَنٍّ وَتَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَتَحْكُمُ مَا تُرِيْدُ وَتُدَاوِلُ الْاَيَّامَ بَيْنَ النَّاسِ وَتُرَكِّبُهُمْ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْتُوْبِ عَلٰى سُرَادِقِ الْمَجْدِ وَاَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْتُوْبِ عَلٰى سُرَادِقِ السَّرَائِرِ السَّابِقِ الْفَائِقِ الْحَسَنِ الْجَمِيْلِ النَّضِيْرِ رَبِّ الْمَلٰئِكَةِ الثَّمَانِيَةِ وَالْعَرْشِ الَّذِيْ لَا يَتَحَرَّكُ وَاَسْاَلُكَ بِالْعَيْنِ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَ بِالْحَيَاةِ الَّتِيْ لَا تَمُوْتُ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ لَا يُطْفَاُ وَ بِالْاِسْمِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ وَبِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ هُوَ مُحِيْطٌ بِمَلَكُوْتِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ۔

وَبِالْاِسْمِ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِهِ الشَّمْسُ وَاَضَاءَ بِهِ الْقَمَرُ وَسُجِّرَتْ بِهِ الْبُحُوْرُ وَنُصِبَتْ بِهِ الْجِبَالُ وَبِالْاِسْمِ الَّذِيْ قَامَ

بِهِ الْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْعَرْشِ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْعِزَّةِ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْعَظَمَةِ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْبَهَاءِ۔

وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْقُدْرَةِ وَبِاسْمِكَ الْعَزِيزِ وَبِأَسْمَائِكَ الْمُقَدَّسَاتِ الْمُكَرَّمَاتِ الْمَخْزُونَاتِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ۔

وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِكَ خَيْرًا مِمَّا أَرْجُو وَأَعُوذُ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَخَافُ وَأَحْذَرُ وَمَا لَا أَحْذَرُ۔

يَا صَاحِبَ مُحَمَّدٍ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَا صَاحِبَ عَلِيٍّ يَوْمَ صِفِّينَ أَنْتَ يَا رَبِّ مُبِيرُ الْجَبَّارِينَ وَقَاصِمُ الْمُتَكَبِّرِينَ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ طٰهٰ وَيٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ وَالْفُرْقَانِ الْحَكِيمِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَشُدَّ بِهِ عَضُدَ صَاحِبِ هٰذَا الْعَقْدِ وَأَدْرَأُبِكَ فِي نَحْرِ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَكُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَعَدُوٍّ شَدِيدٍ وَعَدُوٍّ مُنْكِرِ الْأَخْلَاقِ وَاجْعَلْهُ مِمَّنْ أَسْلَمَ إِلَيْكَ نَفْسَهُ وَفَوَّضَ إِلَيْكَ أَمْرَهُ وَأَلْجَأَ إِلَيْكَ ظَهْرَهُ۔

اللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا وَقَرَأْتُهَا وَأَنْتَ أَعْرَفُ بِحَقِّهَا مِنِّي، وَأَسْأَلُكَ يَا ذَا الْمَنِّ الْعَظِيمِ وَالْجُودِ الْكَرِيمِ وَلِيَّ الدَّعَوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ وَالْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ وَالْأَسْمَاءِ النَّافِذَاتِ وَأَسْأَلُكَ يَا نُورَ النَّهَارِ وَيَا نُورَ اللَّيْلِ وَنُورَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَنُورَ النُّورِ وَنُورًا يُضِيءُ بِهِ كُلُّ نُورٍ يَا عَالِمَ

الْخَفِيَّاتِ كُلِّهَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجِبَالِ۔

وَأَسْأَلُكَ يَا مَنْ لَا يَفْنَى وَلَا يَبِيدُ وَلَا يَزُولُ وَلَا لَهُ شَيْءٌ مَوْصُوفٌ وَلَا إِلَيْهِ حَدٌّ مَنْسُوبٌ وَلَا مَعَهُ إِلٰهٌ وَلَا إِلٰهَ سِوَاهُ وَلَا لَهُ فِي مُلْكِهِ شَرِيكٌ وَلَا تُضَافُ الْعِزَّةُ إِلَّا إِلَيْهِ وَلَمْ يَزَلْ بِالْعُلُومِ عَالِماً وَعَلَى الْعُلُومِ وَاقِفاً وَلِلْأُمُورِ نَاظِماً وَبِالْكَيْنُونِيَّةِ عَالِماً وَلِلتَّدْبِيرِ مُحْكِماً وَبِالْخَلْقِ بَصِيراً وَبِالْأُمُورِ خَبِيراً۔

أَنْتَ الَّذِي خَشَعَتْ لَكَ الْأَصْوَاتُ وَضَلَّتْ فِيكَ الْأَوْهَامُ وَضَاقَتْ دُونَكَ الْأَسْبَابُ وَمَلَأَ كُلَّ شَيْءٍ نُورُكَ وَوَجِلَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْكَ وَهَرَبَ كُلُّ شَيْءٍ إِلَيْكَ وَتَوَكَّلَ كُلُّ شَيْءٍ عَلَيْكَ وَأَنْتَ الرَّفِيعُ فِي جَلَالِكَ وَأَنْتَ الْبَهِيُّ فِي جَمَالِكَ وَأَنْتَ الْعَظِيمُ فِي قُدْرَتِكَ وَأَنْتَ الَّذِي لَا يُدْرِكُكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْعَظِيمُ وَمُجِيبُ الدَّعَوَاتِ قَاضِي الْحَاجَاتِ مُفَرِّجُ الْكُرُبَاتِ وَلِيُّ النِّعْمَاتِ۔

يَا مَنْ هُوَ فِي عُلُوِّهِ دَانٍ وَفِي دُنُوِّهِ عَالٍ وَفِي إِشْرَاقِهِ مُنِيرٌ وَفِي سُلْطَانِهِ قَوِيٌّ وَفِي مُلْكِهِ عَزِيزٌ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاحْرُسْ صَاحِبَ هٰذَا الْعَقْدِ وَهٰذَا الْحِرْزِ وَهٰذَا الْكِتَابِ بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ، وَاكْنُفْهُ بِرُكْنِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ وَارْحَمْهُ بِقُدْرَتِكَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَرْزُوقُكَ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ الَّذِي لَا صَاحِبَةَ لَهُ وَلَا وَلَدَ، بِسْمِ اللهِ قَوِيِّ الشَّأْنِ عَظِيمِ الْبُرْهَانِ شَدِيدِ

السُّلْطَانِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ نُوحًا
رَسُولُ اللّٰهِ وَ أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَ أَنَّ مُوسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ
وَنَجِيُّهُ وَأَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا
نَبِيَّ بَعْدَهُ۔

وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّاعَةِ الَّتِيْ يُؤْتٰى فِيْهَا بِإِبْلِيْسَ اللَّعِيْنِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَيَقُوْلُ اللَّعِيْنُ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ وَاللّٰهِ مَا أَنَا مُهَيِّجُ
مَرَدَةٍ اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْقَاهِرُ وَهُوَ الْغَالِبُ لَهُ
الْقُدْرَةُ السَّابِقَةُ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

اللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ كُلِّهَا وَصِفَاتِهَا
وَصُوَرِتِهَا وَهِيَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْعَرْشَ وَالْكُرْسِيَّ
وَاسْتَوٰى عَلَيْهِ أَسْأَلُكَ أَنْ تَصْرِفَ عَنْ صَاحِبِ كِتَابِيْ هٰذَا كُلَّ
سُوْءٍ وَمَحْذُوْرٍ فَهُوَ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ وَأَنْتَ
مَوْلَاهُ فَقِهِ۔

اللّٰهُمَّ يَا رَبِّ ادْفَعْ عَنْهُ الْأَسْوَاءَ كُلَّهَا وَاقْمَعْ عَنْهُ أَبْصَارَ
الظَّالِمِيْنَ وَأَلْسِنَةَ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرِيْدِيْنَ لَهُ السُّوْءَ وَالضَّرَّ
وَادْفَعْ عَنْهُ كُلَّ مَحْذُوْرٍ وَمَخُوْفٍ وَأَيُّ عَبْدٍ مِنْ عَبِيْدِكَ أَوْ
أَمَةٍ مِنْ إِمَائِكَ أَوْ سُلْطَانٍ مَارِدٍ أَوْ شَيْطَانٍ أَوْ شَيْطَانَةٍ أَوْ
جِنِّيٍّ أَوْ جِنِّيَّةٍ أَوْ غُوْلٍ أَوْ غُوْلَةٍ أَرَادَ صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا بِظُلْمٍ أَوْ
ضَرٍّ أَوْ مَكْرٍ أَوْ مَكْرُوْهٍ أَوْ كَيْدٍ أَوْ خَدِيْعَةٍ أَوْ نِكَايَةٍ أَوْ سِعَايَةٍ أَوْ
فَسَادٍ أَوْ غَرَقٍ أَوِ اصْطِلَامٍ أَوْ عَطَبٍ أَوْ مُغَالَبَةٍ أَوْ غَدْرٍ أَوْ قَهْرٍ

أَوْ هَتْكَ سِتْرٍ أَوِ اقْتِدَارٍ أَوْ آفَةٍ أَوْ عَاهَةٍ أَوْ قَتْلٍ أَوْ حَرَقٍ أَوِ انْتِقَامٍ أَوْ قَطْعٍ أَوْ سِحْرٍ أَوْ مَسْخٍ أَوْ مَرَضٍ أَوْ سَقَمٍ أَوْ بَرَصٍ أَوْ جُذَامٍ أَوْ بُؤْسٍ أَوْ فَاقَةٍ أَوْ آعَةٍ أَوْ سَغَبٍ أَوْ عَطَشٍ أَوْ وَسْوَسَةٍ أَوْ نَقْصٍ فِي دِيْنٍ أَوْ مَعِيْشَةٍ فَاكْفِنِيْهِ بِمَا شِئْتَ وَكَيْفَ شِئْتَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

دعاي که بايد بر لوله اى از نقره خالص نگاشته شود، چنین است:

يَا مَشْهُوراً فِي السَّمٰوٰتِ يَا مَشْهُوراً فِي الْأَرَضِيْنَ يَا مَشْهُوراً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ جَهَدَتِ الْجَبَابِرَةُ وَالْمُلُوْكُ عَلَى إِطْفَاءِ نُوْرِكَ وَ إِخْمَادِ ذِكْرِكَ ، فَأَبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُوْرَهُ وَيَبُوْحَ بِذِكْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

ایک حدیث کے ضمن میں آیا ہے: حضرت امام جواد علیہ السلام نے مامون سے فرمایا: میرے پاس تمھارے لیے ایک نصیحت ہے، لہٰذا اسے قبول کرو۔

مامون نے کہا: میں حمد وسپاس بجالاتا ہوں اور اسے قبول کرتا ہوں، وہ نصیحت کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک میں تمھارے بارے میں اس اُلٹی قوم کی شرارت سے مطمئن نہیں ہوں، میرے پاس ایک دُعا اور حرز ہے کہ اس کے وسیلے سے اپنی حفاظت کرو، اور اس کے باعث برائیوں، بلاؤں، ناخوشیوں، آفتوں اور بیماریوں کو اپنے آپ سے دُور کرو۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے گزشتہ رات خداوند نے مجھے

تمہارے شر سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر تم اس دعا کے ہمراہ روم اور ترک کی افواج کا سامنا کرو اور زمین پر بسنے والے تمام لوگ تمہارے خلاف اکٹھے ہو جائیں تو البتہ خداوند جبار کے اذن سے وہ تمہارے اُوپر غالب نہیں آسکتے، اگر چاہتے ہو تو کیا وہ دعا تمہارے لیے بھیج دوں تاکہ اس کے باعث تم اپنے آپ کو ان تمام سے محفوظ کر سکو جو میں نے ذکر کیے ہیں؟

مامون نے کہا: جی ہاں، میں چاہتا ہوں کہ اسے اپنے ہاتھ سے تحریر کریں اور میرے لیے بھیج دیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے، بھیج دوں گا۔

یاسر کہتا ہے: صبح سویرے حضرت امام جواد علیہ السلام نے کسی کو میرے ہاں بھیجا اور مجھے طلب فرمایا۔ میں جب آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچا اور ان بزرگوار کے سامنے بیٹھ گیا۔ انھوں نے سرزمین تہامہ (مکہ) سے ہرن کا چمڑا طلب کیا اور اس حرز کو اپنے ہاتھ سے اس چمڑے پر لکھا، پھر فرمایا:

اے یاسر! یہ تحریر خلیفہ کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو: سنار چاندی کی ایک نالی بنائے اور اس کے اُوپر وہ کچھ لکھے جو اس کے بعد ذکر کر رہا ہوں۔ وہ جب بھی اس حرز کو بازو پر باندھنا چاہے تو اپنے دائیں بازو پر باندھے۔ پھر بہترین اور مکمل وضو کرے اور چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، آیت الکرسی سات مرتبہ، آیت شھد اللہ سات مرتبہ، سورۂ شمس سات مرتبہ، سورۂ لیل سات مرتبہ اور سورۂ قل ھو اللہ سات مرتبہ پڑھے۔

جب یہ سب کچھ پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اس حرز کو اپنے دائیں بازو پر باندھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے تمام مشکلات وحادثات کہ جن سے ڈرتا ہے محفوظ رہے گا۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت چاند، برج عقرب میں نہ ہو۔ اگر وہ

رومیوں اور ان کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ کرنے جائے تو اذن خدا اور اس حرز کی برکت سے ان پر کامیاب ہوگا۔

روایت میں آیا ہے: جب مامون نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے اس حرز کی شان میں یہ اوصاف سنے تو اس نے رومیوں کے ساتھ جنگ لڑی تو خداوند نے ان کے خلاف اس کی مدد کی اور اسے بہت سی غنیمت عطا کی۔ اس مقدار میں کہ جتنی مقدار کا خداوند نے ارادہ کیا تھا۔ اس نے اس حرز کو کسی بھی جنگ میں اپنے سے جدا نہیں کیا۔ خداوند مسلسل اپنے فضل و کرم سے اس کی مدد کرتا رہا اور اسے فتح و نصرت نصیب ہوتی رہی۔ بے شک خداوند اپنی مدد و قوت سے اس کا سزاوار ہے۔ وہ حرز اس طرح سے ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝ (سورۂ حمد) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۂ حج، آیت ۶۵)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ الْمَلِكُ الدَّيَّانُ يَوْمَ الدِّيْنِ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ بِلَا مُغَالَبَةٍ وَتُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ بِلَا مَنٍّ وَتَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَتَحْكُمُ مَا تُرِيْدُ وَتُدَاوِلُ الْاَيَّامَ بَيْنَ النَّاسِ وَتُرَكِّبُهُمْ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْتُوْبِ عَلٰى سُرَادِقِ الْمَجْدِ وَاَسْاَلُكَ

بِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ السَّرَائِرِ السَّابِقِ الْفَائِقِ الْحَسَنِ الْجَمِيلِ النَّضِيرِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ الثَّمَانِيَةِ وَالْعَرْشِ الَّذِي لَا يَتَحَرَّكُ وَأَسْأَلُكَ بِالْعَيْنِ الَّتِي لَا تَنَامُ وَ بِالْحَيَاةِ الَّتِي لَا تَمُوتُ وَبِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي لَا يُطْفَأُ وَ بِالاسْمِ الأَكْبَرِ الأَكْبَرِ الأَكْبَرِ وَبِالاسْمِ الأَعْظَمِ الأَعْظَمِ الأَعْظَمِ الَّذِي هُوَ مُحِيطٌ بِمَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ۔

وَبِالاِسْمِ الَّذِي أَشْرَقَتْ بِهِ الشَّمْسُ وَأَضَاءَ بِهِ الْقَمَرُ وَسُجِّرَتْ بِهِ الْبُحُورُ وَنُصِبَتْ بِهِ الْجِبَالُ وَبِالاِسْمِ الَّذِي قَامَ بِهِ الْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْعَرْشِ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْعِزَّةِ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْعَظَمَةِ وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْبَهَاءِ۔

وَبِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ عَلَى سُرَادِقِ الْقُدْرَةِ وَبِاسْمِكَ الْعَزِيزِ وَبِأَسْمَائِكَ الْمُقَدَّسَاتِ الْمُكَرَّمَاتِ الْمَخْزُونَاتِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ۔

وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِكَ خَيْرًا مِمَّا أَرْجُو وَأَعُوذُ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَخَافُ وَأَحْذَرُ وَمَا لَا أَحْذَرُ۔

يَا صَاحِبَ مُحَمَّدٍ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَا صَاحِبَ عَلِيٍّ يَوْمَ صِفِّينَ أَنْتَ يَا رَبِّ مُبِيرُ الْجَبَّارِينَ وَقَاصِمُ الْمُتَكَبِّرِينَ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ طٰهٰ وَيٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ وَالْفُرْقَانِ الْحَكِيمِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَشُدَّ بِهِ عَضُدَ صَاحِبِ هَذَا الْعَقْدِ

وَأَدْرَأُبِكَ فِي نَحْرِ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَكُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيْدٍ وَعَدُوٍّ
شَدِيْدٍ وَعَدُوٍّ مُنْكَرِ الْأَخْلَاقِ وَاجْعَلْهُ مِمَّنْ أَسْلَمَ إِلَيْكَ نَفْسَهُ
وَفَوَّضَ إِلَيْكَ أَمْرَهُ وَأَلْجَأَ إِلَيْكَ ظَهْرَهُ۔

اللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا وَقَرَأْتُهَا وَأَنْتَ أَعْرَفُ
بِحَقِّهَا مِنِّي، وَأَسْأَلُكَ يَا ذَا الْمَنِّ الْعَظِيْمِ وَالْجُودِ الْكَرِيْمِ وَلِيَّ
الدَّعَوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ وَالْكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ وَالْأَسْمَاءِ
النَّافِذَاتِ وَأَسْأَلُكَ يَا نُوْرَ النَّهَارِ وَيَا نُوْرَ اللَّيْلِ وَنُوْرَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ وَنُوْرَ النُّوْرِ وَنُوْرًا يُضِيْءُ بِهِ كُلُّ نُوْرٍ يَا عَالِمَ
الْخَفِيَّاتِ كُلِّهَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجِبَالِ۔

وَأَسْأَلُكَ يَا مَنْ لَا يَفْنٰى وَلَا يَبِيْدُ وَلَا يَزُوْلُ وَلَا لَهُ شَيْءٌ
مَوْصُوْفٌ وَلَا إِلَيْهِ حَدٌّ مَنْسُوْبٌ وَلَا مَعَهُ إِلٰهٌ وَلَا إِلٰهَ سِوَاهُ وَلَا
لَهُ فِي مُلْكِهِ شَرِيْكٌ وَلَا تُضَافُ الْعِزَّةُ إِلَّا إِلَيْهِ وَلَمْ يَزَلْ
بِالْعُلُوْمِ عَالِمًا وَعَلَى الْعُلُوْمِ وَاقِفًا وَلِلْأُمُوْرِ نَاظِمًا
وَبِالْكَيْنُوْنِيَّةِ عَالِمًا وَلِلتَّدْبِيْرِ مُحْكِمًا وَبِالْخَلْقِ بَصِيْرًا
وَبِالْأُمُوْرِ خَبِيْرًا۔

أَنْتَ الَّذِي خَشَعَتْ لَكَ الْأَصْوَاتُ وَضَلَّتْ فِيْكَ الْأَوْهَامُ
وَضَاقَتْ دُوْنَكَ الْأَسْبَابُ وَمَلَأَ كُلَّ شَيْءٍ نُوْرُكَ وَوَجِلَ كُلُّ
شَيْءٍ مِنْكَ وَهَرَبَ كُلُّ شَيْءٍ إِلَيْكَ وَتَوَكَّلَ كُلُّ شَيْءٍ عَلَيْكَ
وَأَنْتَ الرَّفِيْعُ فِي جَلَالِكَ وَأَنْتَ الْبَهِيُّ فِي جَمَالِكَ وَأَنْتَ الْعَظِيْمُ
فِي قُدْرَتِكَ وَأَنْتَ الَّذِي لَا يُدْرِكُكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
الْعَظِيْمُ وَمُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ قَاضِي الْحَاجَاتِ مُفَرِّجُ الْكُرُبَاتِ

وَفِي النَّقِمَاتِ۔

يَا مَنْ هُوَ فِي عُلُوِّهِ دَانٍ وَفِي دُنُوِّهِ عَالٍ وَفِي إِشْرَاقِهِ مُنِيرٌ وَفِي سُلْطَانِهِ قَوِيٌّ وَفِي مُلْكِهِ عَزِيزٌ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاحْرُسْ صَاحِبَ هَذَا الْعَقْدِ وَهَذَا الْكِتَابِ بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ، وَاكْنُفْهُ بِرُكْنِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ وَارْحَمْهُ بِقُدْرَتِكَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَرْزُوقُكَ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ الَّذِي لَا صَاحِبَةَ لَهُ وَلَا وَلَدَ، بِسْمِ اللهِ قَوِيِّ الشَّأْنِ عَظِيمِ الْبُرْهَانِ شَدِيدِ السُّلْطَانِ مَاشَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ نُوحاً رَسُولُ اللهِ وَأَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللهِ وَأَنَّ مُوسَى كَلِيمُ اللهِ وَنَجِيُّهُ وَأَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَأَنَّ مُحَمَّداً خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔

وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّاعَةِ الَّتِي يُؤْتَى فِيهَا بِإِبْلِيسَ اللَّعِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَقُولُ اللَّعِينُ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ وَاللهِ مَا أَنَا مُهَيِّجُ مَرَدَةِ اللهِ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْقَاهِرُ وَهُوَ الْغَالِبُ لَهُ الْقُدْرَةُ السَّابِقَةُ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ۔

اللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ كُلِّهَا وَصِفَاتِهَا وَصُوَرِتِهَا وَهِيَ سُبْحَانَ اللهِ الَّذِي خَلَقَ الْعَرْشَ وَالْكُرْسِيَّ وَاسْتَوَى عَلَيْهِ أَسْأَلُكَ أَنْ تَصْرِفَ عَنْ صَاحِبِ كِتَابِي هٰذَا كُلَّ سُوءٍ وَمَحْذُورٍ فَهُوَ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ وَأَنْتَ مَوْلَاهُ فَقِهِ۔

اللّٰهُمَّ يَا رَبِّ ادْفَعْ عَنْهُ الْأَسْوَاءَ كُلَّهَا وَاقْمَعْ عَنْهُ أَبْصَارَ الظَّالِمِينَ وَأَلْسِنَةَ الْمُعَانِدِينَ وَالْمُرِيدِينَ لَهُ السُّوءَ وَالضُّرَّ وَادْفَعْ عَنْهُ كُلَّ مَحْذُورٍ وَمَخُوفٍ وَأَيُّ عَبْدٍ مِنْ عَبِيدِكَ أَوْ أَمَةٍ مِنْ إِمَائِكَ أَوْ سُلْطَانٍ مَارِدٍ أَوْ شَيْطَانٍ أَوْ شَيْطَانَةٍ أَوْ جِنِّيٍّ أَوْ جِنِّيَّةٍ أَوْ غُولَةٍ أَرَادَ صَاحِبَ كِتَابِي هٰذَا بِظُلْمٍ أَوْ ضُرٍّ أَوْ مَكْرٍ أَوْ مَكْرُوهٍ أَوْ كَيْدٍ أَوْ خَدِيعَةٍ أَوْ نِكَايَةٍ أَوْ سِعَايَةٍ أَوْ فَسَادٍ أَوْ غَرَقٍ أَوِ اصْطِلَامٍ أَوْ عَطَبٍ أَوْ مُغَالَبَةٍ أَوْ غَدْرٍ أَوْ قَهْرٍ أَوْ هَتْكِ سِتْرٍ أَوِ اقْتِدَارٍ أَوْ آفَةٍ أَوْ عَاهَةٍ أَوْ قَتْلٍ أَوْ حَرَقٍ أَوِ انْتِقَامٍ أَوْ قَطْعٍ أَوْ سِحْرٍ أَوْ مَسْخٍ أَوْ مَرَضٍ أَوْ سُقْمٍ أَوْ بَرَصٍ أَوْ جُذَامٍ أَوْ بُؤْسٍ أَوْ فَاقَةٍ أَوْ آعَةٍ أَوْ سَغَبٍ أَوْ عَطَشٍ أَوْ وَسْوَسَةٍ أَوْ نَقْصٍ فِي دِينٍ أَوْ مَعِيشَةٍ فَاكْفِنِيهِ بِمَا شِئْتَ وَكَيْفَ شِئْتَ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ـ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

وہ دعا جو خالص چاندی کی نالی پر لکھی جائے گی وہ یوں ہے:

يَا مَشْهُوراً فِي السَّمٰوٰتِ يَا مَشْهُوراً فِي الْأَرَضِينَ يَا مَشْهُوراً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ جَهَدَتِ الْجَبَابِرَةُ وَالْمُلُوكُ عَلَىٰ إِطْفَاءِ نُورِكَ وَإِخْمَادِ ذِكْرِكَ ، فَأَبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَيَبُوحَ بِذِكْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

(بحار الانوار، ج ۹۱، ص ۳۵۷)

فصلِ نہم

قرآن کریم کے بارے میں سوالات

maablib.org

آیہ شریفہ ﴿أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ﴾ کا معنی کیا ہے؟

عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَسَنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا علیہ السلام عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ﴾۔ (سورۂ قیامۃ، آیت ۳۴-۳۵)

قَالَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: بُعْداً لَكَ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا بُعْداً وَبُعْداً لَكَ مِنْ خَيْرِ الْآخِرَةِ۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۵۴)

عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے آیہ شریفہ "تمھارے لیے عذاب الٰہی شائستہ تر ہے شائستہ، پھر عذاب الٰہی تمھارے لیے شائستہ تر ہے، شائستہ تر" (سورۂ قیامۃ، آیت ۳۴، ۳۵) کا کیا معنی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند متعال کا فرمان ہے: "اے جس نے تکذیب کی اور رُوگردان ہوا، تمھیں خیرِ دنیا سے دُوری نصیب ہو اور تمھیں جہانِ آخرت کی خیر سے دُوری نصیب ہو۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۵۴)

خداوند کے قول ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ کا کیا معنی ہے؟

رَوَى أَبُو دَاوُدَ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ ـ فِي حَدِيثٍ ـ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام..... قَوْلُهُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ (سورۂ انعام، آیت ۱۰۳)

قَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ! أَوْهَامُ الْقُلُوبِ أَدَقُّ مِنْ أَبْصَارِ الْعُيُونِ أَنْتَ قَدْ تُدْرِكُ بِوَهْمِكَ السِّنْدَ وَالْهِنْدَ وَالْبُلْدَانَ الَّتِي لَمْ تَدْخُلْهَا وَلَمْ تُدْرِكْ بِبَصَرِكَ ذٰلِكَ فَأَوْهَامُ الْقُلُوبِ لَا

تُدْرِكُهُ فَكَيْفَ تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ؟

ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے پوچھا: آیہ شریفہ "آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتی ہیں" (سورۂ انعام، آیت ۱۰۳) کا کیا معنی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوہاشم! دلوں کے اوہام، دیکھنے والی آنکھوں سے دقیق تر ہیں۔ تم اپنے وہم کے ذریعے سندھ و ہند حتیٰ کہ ان شہروں کا ادراک کرسکتے ہو جنہیں تم نے دیکھا تک نہیں ہے، لیکن آنکھوں سے ان کا ادراک نہیں کرسکتے، اس بنا پر جب دلوں کے اوہام اسے ادراک نہیں کرسکتے تو آنکھیں کیسے اس کا ادراک کرپائیں گی۔ (الاحتجاج، ج ۲، ص ۴۴۲)

عورتوں کو بڑا سمجھنے سے کیا مراد ہے؟

فِي مَشَارِقِ الْأَنْوَارِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام بِبَغْدَادَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ يَاسِرٌ الْخَادِمُ يَوْماً وَقَالَ: يَا سَيِّدَنَا! إِنَّ سَيِّدَتَنَا أُمَّ جَعْفَرٍ تَسْتَأْذِنُكَ أَنْ تَصِيرَ إِلَيْهَا۔

فَقَالَ لِلْخَادِمِ: ارْجِعْ، فَإِنِّي فِي الْأَثَرِ۔

ثُمَّ قَامَ وَرَكِبَ الْبَغْلَةَ وَأَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ الْبَابَ۔

قَالَ: فَخَرَجَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ أُخْتُ الْمَأْمُونِ وَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ وَسَأَلَتْهُ الدُّخُولَ عَلَى أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْمَأْمُونِ وَقَالَتْ: يَا سَيِّدِي! أُحِبُّ أَنْ أَرَاكَ مَعَ ابْنَتِي فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَتَقَرَّ عَيْنِي۔

قَالَ: فَدَخَلَ وَالسُّتُورُ تُشَالُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَمَا لَبِثَ أَنْ خَرَجَ

رَاجِعًا وَهُوَ يَقُولُ: ﴿فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ﴾ (سورۂ یوسف، آیت ۳۲)

قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَخَرَجَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ تَعْثُرُ فِي ذُيُولِهَا فَقَالَتْ: يَا سَيِّدِي! أَنْعَمْتَ عَلَيَّ بِنِعْمَةٍ فَلَمْ تُتِمَّهَا۔

فَقَالَ لَهَا: ﴿أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ﴾ (سورۂ نحل، آیت ۱) إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ مَا لَمْ يَحْسُنْ إِعَادَتُهُ فَارْجِعِي إِلَى الْفَضْلِ فَاسْتَخْبِرِيهَا عَنْهُ۔

فَرَجَعَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ فَأَعَادَتْ عَلَيْهَا مَا قَالَ.....

..... قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَتْ أُمُّ جَعْفَرٍ، قُلْتُ: يَا سَيِّدِي! وَمَا كَانَ إِكْبَارُ النِّسْوَةِ؟

قَالَ: هُوَ مَا حَصَلَ لِأُمِّ الْفَضْلِ مِنَ الْحَيْضِ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۸۴)

برسی ''مشارق الانوار'' میں تحریر کرتے ہیں: ابوجعفر ہاشمی کہتے ہیں: میں بغداد میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ خادم یاسر آیا اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے ہمارے آقا! امِ جعفر نے تقاضا کیا ہے کہ آپ اس کے پاس آئیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم چلو، میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ حضرت اُٹھے، خچر پر سوار ہوئے اور اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

مامون کی بہن اُم جعفر باہر آئی اور سلام عرض کیا: اور خواہش کی کہ آپ مامون کی بیٹی اُم فضل کے پاس تشریف لے جائیں اور کہا: میری تمنا ہے کہ آپ کو اپنی بیٹی کے ہمراہ ایک جگہ پر دیکھوں تا کہ میری آنکھیں روشن ہوں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے۔ آنحضرت کے سامنے سے پردے ہٹے گئے، لیکن کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ آپ واپس تشریف لے آئے اور یہ آیہ شریفہ پڑھی: "جب انھیں دیکھا تو انھیں بہت عظیم شمار کیا"۔ (سورۂ یوسف، آیت ۳۱)

پھر حضرت امام جواد علیہ السلام کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ اُم جعفر ناراض ہوتے ہوئے دامن کو سمیٹتی ہوئی آئی اور کہا: اے میرے آقا! میرے اُوپر احسان کیا ہے اور مجھے ایک نعمت عطا کی ہے لیکن اسے مکمل نہیں کیا ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی: "خدا کا فرمان پہنچ چکا ہے، اس کے لیے جلدی مت کرو"۔ (سورۂ نحل، آیت ۱)

مزید فرمایا: ایسا واقعہ پیش آیا کہ اسے بیان کرنا مناسب نہیں ہے جاؤ اور جا کر اُم فضل سے پوچھو۔

اُم جعفر لوٹ گئی اور اس کے سامنے امام جواد علیہ السلام کی گفتگو نقل کی۔

اُم فضل نے کہا: وہ کیسے سمجھے ہیں پھوپھی جان؟!

راوی کہتے ہیں: جب اُم جعفر چلی گئی تو میں نے امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: عورتوں کو بڑا سمجھنے سے مراد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ وہی حالت ہے جو اُم فضل کے ساتھ پیش آئی ہے جو کہ ماہانہ عادت تھی۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۴)

خداوند کی بارگاہ میں برتری سے کیا مراد ہے؟

قَدْ وَرَدَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْجَوَادِ علیہ السلام أَنَّهُ قَالَ:

مَا اسْتَوَى رَجُلَانِ فِي حَسَبٍ وَدِينٍ قَطُّ إِلَّا كَانَ أَفْضَلُهُمَا عِنْدَ

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ آدَبُهُمَا۔

قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَدْ عَلِمْتُ فَضْلَهُ عِنْدَ النَّاسِ فِي النَّادِي وَالْمَجَالِسِ فَمَا فَضْلُهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟

قَالَ علیہ السلام: بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، كَمَا أُنْزِلَ، وَدُعَائِهِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ حَيْثُ لَا يَلْحَنُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الدُّعَاءَ الْمَلْحُونَ لَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: اگر دو افراد دین اور حسب میں برابر ہوں تو جو زیادہ باادب ہے، وہ خدا کے نزدیک برتر اور فضیلت میں زیادہ ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ پر قربان جاؤں، باادب فرد کی برتری مجالس ومحافل میں لوگوں کے نزدیک واضح ہے لیکن وہ خداوند کی بارگاہ میں کیا فضیلت رکھتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند کی بارگاہ میں برتری یہ ہے کہ قرآن کو اسی طرح سے پڑھے، جیسے نازل ہوا ہے اور دعا کرنے کے وقت غلط دعاؤں سے پرہیز کرے کیوں کہ غلط دعائیں خداوند کی بارگاہ میں نہیں پہنچتی ہیں۔(عدۃ الداعی، ص ۲۳)

......✸......

فصلِ دہم

حکمت وطبابت سے متعلق سوالات

maablib.org

میری کنیز زانو میں ورم کا شکوہ کرتی ہے

مَا رُوِیَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرِ بْنِ الرِّضَا علیہ السلام: إِنَّ لِي جَارِيَةً تَشْتَكِي مِنْ رِيحٍ بِهَا۔

فَقَالَ: ائْتِنِي بِهَا۔

فَأَتَيْتُ بِهَا، فَقَالَ لَهَا: مَا تَشْتَكِينَ يَا جَارِيَةُ؟

قَالَتْ: رِيحاً فِي رُكْبَتِي۔

فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِهَا مِنْ وَرَاءِ الثِّيَابِ، فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ مِنْ عِنْدِهِ وَلَمْ تَشْتَكِ وَجَعاً بَعْدَ ذٰلِكَ۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۷۶)

ابوبکر بن اسماعیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میری ایک کنیز ہے جو اپنے زانو میں ورم کی تکلیف میں مبتلا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے یہاں لے آؤ۔

میں گیا اور اسے امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔ حضرتؑ نے کنیز سے پوچھا: تمھیں کیا تکلیف ہے؟

اس نے کہا: میرے زانو میں ورم ہے۔

حضرتؑ نے اس کے زانو پر لباس کے اُوپر سے ہاتھ پھیرا۔ وہ کنیز آنحضرتؑ کی خدمت سے رخصت ہوگئی۔ اس کے بعد اسے کوئی درد نہیں تھا۔

تنگی نفس کا مریض ہوں

رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ وَاقِدٍ الرَّازِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى

أَبِي جَعْفَرٍ بْنِ الرِّضَا عليه السلام وَمَعِي أَخِي بِهِ بُهْرٌ شَدِيدٌ فَشَكَا إِلَيْهِ ذٰلِكَ الْبُهْرَ۔

فَقَالَ عليه السلام: عَافَاكَ اللهُ مِمَّا تَشْكُو۔

فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ عُوفِيَ فَمَا عَادَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الْبُهْرُ إِلَى أَنْ مَاتَ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۴۷)

محمد بن عمیر بن واقد رازی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں تھا، میرا بھائی جو کہ شدید تنگی نفس کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس نے امام علیہ السلام کی خدمت میں اپنی مشکل کا شکوہ کیا۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تمہیں اس مرض سے شفا دے۔

ہم حضرتؑ کی خدمت سے رخصت ہوئے، اسے یوں شفا ملی کہ وہ مرتے دم تک اس مرض میں مبتلا نہیں ہوا۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۴۷)

جامع دوا کون سی ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَنْجَوَيْهِ الْمُتَطَبِّبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ:

شَكَوْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عليهم السلام بَرْدَ الْمَعِدَةِ فِي مَعِدَتِي وَخَفَقَانًا فِي فُؤَادِي۔

فَقَالَ: أَيْنَ أَنْتَ عَنْ دَوَاءِ أَبِي وَهُوَ الدَّوَاءُ الْجَامِعُ۔

قُلْتُ: يَا بْنَ رَسُولِ اللهِ وَمَا هُوَ؟

قُلْتُ: مَعْرُوفٌ عِنْدَ الشِّيعَةِ۔

قُلْتُ: سَيِّدِي وَمَوْلَايَ فَأَنَا كَأَحَدِهِمْ فَأَعْطِنِي صِفَتَهُ حَتَّى أُعَالِجَهُ وَأُعْطِيَ النَّاسَ۔

قَالَ: خُذْ زَعْفَرَانَ وَعَاقِرَ قِرْحَا وَسُنْبُلَ وَقَاقُلَّةَ وَبَنْجَ وَخَرْبَقَ أَبْيَضَ وَفُلْفُلَ أَبْيَضَ أَجْزَاءً سَوَاءً وَإِبْرِفْيُونَ جُزْءَيْنِ يُدَقُّ ذٰلِكَ كُلُّهُ دَقًّا نَاعِمًا وَيُنْخَلُ بِحَرِيرَةٍ وَيُعْجَنُ بِضِعْفَيْ وَزْنِهِ عَسَلًا مَنْزُوعَ الرَّغْوَةِ، فَيُسْقَى صَاحِبَ خَفَقَانِ الْفُؤَادِ وَمَنْ بِهِ بَرْدُ الْمَعِدَةِ حَبَّةً بِمَاءِ كَمُّونٍ يُطْبَخُ، فَإِنَّهُ يُعَافَى بِإِذْنِ اللهِ تَعَالَى۔

عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں سردی معدہ اور دم گھٹنے کی شکایت کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تم میرے پدر گرامی کے دارو، دارو جامع سے کیوں استفادہ نہیں کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ شیعوں کے درمیان مشہور ہے۔

میں نے کہا: اے فرزند رسولؐ! میں بھی آپ کے شیعوں میں سے ایک ہوں، اس کا نسخہ مجھے بھی عطا کریں تا کہ اپنا علاج کروں اور لوگوں کو بھی دوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: زعفران، عاقر قرحا، سنبل، قاقلہ، بنگ، خربق سفید اور فلفل سفید برابر وزن میں اور دو حصے ابرفیون مہیا کرو، ان میں سے ہر ایک کو آرام سے کوٹ کر ریشمی کپڑے میں ڈالو اور دو برابر صاف ستھرے شہد میں اس کی معجون بناؤ، جو کوئی بھی سردی معدہ اور دم گھٹنے کی مشکل میں گرفتار ہے، اس کی ایک گولی آب زیرا میں پکا کر کھائے، ان شاء اللہ شفایاب ہوگا۔ (بحارالانوار، ج ۵۹، ص ۲۰۳)

آپ کے پدر گرامی کی دوائی کیا ہے؟

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ مَيْمُونٍ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عليه السلام قَالَ:

قُلْتُ : يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! إِنِّي أَجِدُ مِنْ هَذِهِ الشَّوْصَةِ وَجَعاً شَدِيداً۔

فَقَالَ لَهُ: خُذْ حَبَّةً وَاحِدَةً مِنْ دَوَاءِ الرِّضَا عليه السلام مَعَ شَيْءٍ مِنْ زَعْفَرَانٍ وَاطْلِ بِهِ حَوْلَ الشَّوْصَةِ۔

قُلْتُ: وَمَا دَوَاءُ أَبِيكَ؟

قَالَ: الدَّوَاءُ الْجَامِعُ وَهُوَ مَعْرُوفٌ عِنْدَ فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔

قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا وَأَخَذْتُ مِنْهُ حَبَّةً وَاحِدَةً، فَلَطَخْتُ بِهِ مَا حَوْلَ الشَّوْصَةِ مَعَ مَا ذَكَرَهُ مِنْ مَاءِ الزَّعْفَرَانِ فَعُوفِيتُ مِنْهَا۔

قَالَ العلامة المجلسي رحمه الله:

بيان: قال الفيروز آبادي: الشوصة وجع في البطن أو ريح تعتقب في الأضلاع، أو ورم في حجابها من داخل واختلاج العروق۔

وقال جالينوس: هو ورم في حجاب الأضلاع من داخل۔

فضل بن میمون کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! حقیقت یہ ہے کہ میں اس شوصہ (پیٹ کی درد) کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: دارو امام رضا علیہ السلام کی ایک گولی، شہد کی کچھ مقدار کے ساتھ

ملا کر پیٹ میں درد کی جگہ کے اطراف میں مالش کرو۔

میں نے عرض کیا: آپؑ کے پدر گرامی کی کون سی دوائی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جامع دارو کہ جو فلاں فلاں شخص کے پاس ہے۔

فضل کہتے ہیں: میں ان میں سے ایک کے پاس گیا اور اس دوائی کی ایک ٹکیہ لی اور آب زعفران کے ساتھ "شوصہ" کے اطراف میں مالش کی تو اس درد سے شفایاب ہوا۔ (بحارالانوار، ج ۵۹، ص ۲۳۶)

علامہ مجلسیؒ اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں: فیروز آبادی تحریر کرتے ہیں: شوصہ ایک ایسا اندرونی درد ہے جو ایسی ہوا ہے جو پسلیوں میں پھرتی ہے اور یا ایسا ورم ہے جو داخل سے ان پردوں میں اور رگوں کے تیز چلنے سے ہوتا ہے۔

جالی نوس اس بارے میں لکھتے ہیں: شوصہ ایسا ورم ہے جو پسلیوں کے پردوں کے اندر ہوتا ہے۔

خداوند مجھے آپؑ پر قربان کرے، میری اس ٹانگ کے لیے دعا فرمائیں

رَوَى بَكْرُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ۔ فِي حَدِيثٍ ۔ وَخَرَجَ بِإِحْدَى رِجْلَيَّ الْعِرْقُ الْمَدَنِيُّ وَقَدْ قَالَ لِي قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ الْعِرْقُ فِي رِجْلِي وَقَدْ وَدَّعْتُهُ، فَكَانَ آخِرُ مَا قَالَ إِنَّهُ سَتُصِيبُ وَجَعاً فَاصْبِرْ فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ شِيعَتِنَا اشْتَكَى فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ أَلْفِ شَهِيدٍ۔

فَلَمَّا صِرْتُ فِي بَطْنِ مَرٍّ ضَرَبَ عَلَى رِجْلِي وَخَرَجَ بِيَ الْعِرْقُ فَمَا زِلْتُ شَاكِياً أَشْهُراً وَحَجَجْتُ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ ، عَوِّذْ رِجْلِي وَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ

هٰذِهِ الَّتِي تُوجِعُنِي۔

فَقَالَ: لَا بَأْسَ عَلَىٰ هٰذِهِ وَأَعْطِنِي رِجْلَكَ الْأُخْرَىٰ الصَّحِيحَةَ، فَبَسَطْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَوَّذَهَا، فَلَمَّا قُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ خَرَجَ فِي الرِّجْلِ الصَّحِيحَةِ، فَرَجَعْتُ إِلَىٰ نَفْسِي فَعَلِمْتُ أَنَّهُ عَوَّذَهَا مِنَ الْوَجَعِ، فَعَافَانِيَ اللّٰهُ بَعْدَهُ۔

محمد بن فضیل صیرفی ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: میری ایک ٹانگ میں زخم بن گیا تھا، قبل اس کے کہ یہ زخم بنتا میں نے آنحضرتؑ سے خدا حافظی کی۔ انھوں نے آخری بات جو مجھے کہی، وہ یہ تھی کہ فرمایا: عنقریب تمھیں درد ہوگا۔ اس وقت صبر سے کام لینا، ہمارا جو بھی شیعہ کسی درد کی وجہ سے نالہ کرے اور اس پر صبر سے کام لے تو خداوند اس کے لیے ہزار شہیدوں کا اجر لکھتا ہے۔

جب میں ''بطن'' پہنچا تو میری ٹانگ پر پھوڑا نکل آیا۔ اس نے کئی مہینوں تک مجھے تکلیف دی اور میں نالہ و زاری کرتا رہا۔ دوسرے سال حج کے لیے مشرف ہوا، آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

خداوند مجھے آپؑ پر فدا کرے، میری اس ٹانگ کے لیے دعا کریں، چونکہ آپؑ نے خبر دی تھی کہ یہ تکلیف مجھے پہنچے گی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آج کے بعد اس مرض سے پریشان نہ ہوں۔ اپنی صحیح ٹانگ میرے نزدیک لاؤ، پھر میری ٹانگ کو لمبا کیا اور اس کے اوپر ایک تعویذ پڑھا۔ جب میں ان کے ہاں سے رخصت ہوا تو میری اسی ٹانگ میں پھوڑا نکل آیا۔ میں اپنی طرف متوجہ ہوا اور سمجھا کہ اس پھوڑے کے لیے تعویذ پڑھا ہے اور خداوند نے اس کے بعد مجھے صحت تامہ عطا فرمائی۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۳۸۸)

اسی شربت نے آپ کا معدہ خراب کیا ہے

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْبِلَادِ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ ابْنِ الرِّضَا عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُلْصِقَ بَطْنِي بِبَطْنِكَ۔

فَقَالَ: هَاهُنَا يَا أَبَا إِسْمَاعِيلَ!

فَكَشَفَ عَنْ بَطْنِهِ وَحَسَرْتُ عَنْ بَطْنِي وَأَلْصَقْتُ بَطْنِي بِبَطْنِهِ۔

ثُمَّ أَجْلَسَنِي وَدَعَا بِطَبَقٍ فِيهِ زَبِيبٌ فَأَكَلْتُ، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْحَدِيثِ فَشَكَا إِلَيَّ مَعِدَتَهُ وَعَطِشْتُ فَاسْتَسْقَيْتُ مَاءً۔

فَقَالَ: يَا جَارِيَةُ! اسْقِيهِ مِنْ نَبِيذِي۔

فَجَاءَتْنِي بِنَبِيذٍ مَرِيسٍ فِي قَدَحٍ مِنْ صُفْرٍ۔ فَشَرِبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ۔ فَقُلْتُ لَهُ: هَذَا الَّذِي أَفْسَدَ مَعِدَتَكَ؟

قَالَ: فَقَالَ: هَذَا تَمْرٌ مِنْ صَدَقَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم يُؤْخَذُ غُدْوَةً فَيُصَبُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ فَتَمْرُسُهُ الْجَارِيَةُ وَأَشْرَبُهُ عَلَى أَثَرِ الطَّعَامِ وَلِسَائِرِ نَهَارِي، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ أَخْرَجَتْهُ الْجَارِيَةُ فَسَقَتْهُ أَهْلَ الدَّارِ۔

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ لَا يَرْضَوْنَ بِهَذَا۔

فَقَالَ: وَمَا نَبِيذُهُمْ؟

قَالَ: قُلْتُ: يُؤْخَذُ التَّمْرُ فَيُنَقَّى وَيُلْقَى عَلَيْهِ الْقَعْوَةُ۔

قَالَ: وَمَا الْقَعْوَةُ؟

قُلْتُ: الدَّاذِيُّ۔

قُلْتُ : حَبٌّ يُؤْتَى بِهِ مِنَ الْبَصْرَةِ فَيُلْقَى فِي هَذَا النَّبِيذِ حَتَّى يَغْلِيَ وَيَسْكُنَ ثُمَّ يُشْرَبُ۔

فَقَالَ: ذَاكَ حَرَامٌ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ۱۰۱)

ابراہیم بن ابی البلاد کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ (شفا حاصل کرنے کے لیے) اپنا پیٹ آپؑ کے پیٹ کے ساتھ ملوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابا اسماعیل! اسی جگہ؟

پھر حضرتؑ نے اپنا پیراہن پیٹ سے اُوپر اُٹھایا اور میں نے بھی اپنا قمیص اُٹھایا اور اپنا پیٹ آنحضرتؑ کے پیٹ کے ساتھ چمٹایا۔

اس کے بعد حضرتؑ نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور میرے سامنے کھجوروں کا طشت رکھا۔ میں نے کھجوریں کھانا شروع کیں اور گفتگو کرنے لگا کہ مجھے معدے کی تکلیف ہے۔ مجھے پیاس لگی تو میں نے پانی مانگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے کنیز! کھجور کا وہ شربت لاؤ جو میں خود پیتا ہوں۔ کنیز ایک پیالہ لائی کہ جس میں کھجوریں بھگوئی ہوئی تھیں۔ میں نے تانبے کے اس کاسے میں جو شربت پیا وہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

میں نے عرض کیا: اسی شربت نے آپ کا معدہ خراب کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ شربت اس خرما سے ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک ہے کہ اسے صبح سویرے اکٹھا کرتے ہیں اور اس پر پانی ڈالتے ہیں اور کوئی کنیز اس کے پانی کو دوسرے پانی میں ملاتی ہے۔ میں غذا کے بعد وہی شربت پیتا ہوں۔ کنیز رات میں اس خرما سے شربت بناتی ہے اور گھر کے دوسرے افراد کو دیتی ہے۔

میں نے عرض کیا: اہلِ کوفہ اتنی مقدار پر قانع نہیں ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کا غرے کا شربت کیسا ہوتا ہے؟
میں نے عرض کیا: کھجوروں کو صاف کرتے ہیں اور ان کے اوپر قعوہ ڈالتے ہیں۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: قعوہ کیا ہے؟
میں نے عرض کیا: قعوہ داذی ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: داذی کیا ہے؟
میں نے عرض کیا: ایک قسم کا دانہ ہے جو بصرہ سے لاتے ہیں اور اسے شربت میں ڈال کر اُبالتے ہیں اور اُبالنے کے بعد اسے پیتے ہیں۔
آپؑ نے فرمایا: اس شربت کا پینا حرام ہے۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۱۰۱)

ہفتہ میں ایک دفعہ پہلو میں درد ہوتا ہے

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَيْرٍ: وَكَانَ يُصِيبُنِي وَجَعٌ فِي خَاصِرَتِي فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ فَيَشْتَدُّ ذٰلِكَ الْوَجَعُ بِي أَيَّاماً وَسَأَلْتُهُ أَنْ يَدْعُوَ لِي بِزَوَالِهِ عَنِّي۔
فَقَالَ: وَأَنْتَ فَعَافَاكَ اللهُ فَمَا عَادَ إِلٰى هٰذِهِ الْغَايَةِ۔

محمد بن عمیر کہتے ہیں: میں ہر ہفتے ایک مرتبہ پہلو کے درد میں مبتلا ہوتا ہوں جو مجھے بہت تکلیف دیتا ہے۔ میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی کہ خداوند سے دعا کریں کہ یہ درد میری جان چھوڑ دے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند نے تمہیں شفا عطا فرما دی ہے۔
آنحضرتؑ کی دعا کے بعد وہ مرض دوبارہ نہیں پلٹا۔

اے میرے آقا! مجھے ایسی رگ کا علم نہیں

فِي كِتَابِ ﴿مَعْرِفَةِ تَرْكِيبِ الْجَسَدِ﴾ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ

التَّمِيْمِيّ رَوَى عَنْ أَبِي جَعْفَرِ الثَّانِي عليه السلام:

أَنَّهُ اسْتَدْعَى فَاصِداً فِي أَيَّامِ الْمَأْمُونِ فَقَالَ لَهُ: افْصِدْنِي فِي الْعِرْقِ الزَّاهِرِ۔

فَقَالَ لَهُ: مَا أَعْرِفُ هٰذَا الْعِرْقَ يَا سَيِّدِي وَلَا سَمِعْتُ بِهِ؟

فَأَرَاهُ إِيَّاهُ، فَلَمَّا فَصَدَهُ خَرَجَ مِنْهُ مَاءٌ أَصْفَرُ، فَجَرَى حَتَّى امْتَلَأَ الطَّشْتُ۔

ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَمْسِكْهُ وَأَمَرَ بِتَفْرِيغِ الطَّشْتِ۔

ثُمَّ قَالَ: خَلِّ عَنْهُ فَخَرَجَ دُونَ ذٰلِكَ۔

فَقَالَ: شُدَّهُ الْآنَ۔

فَلَمَّا شَدَّ يَدَهُ أَمَرَ لَهُ بِمِائَةِ دِينَارٍ۔

فَأَخَذَهَا وَجَاءَ إِلَى يُوحَنَّا بْنِ بَخْتِيشُوعَ، فَحَكَى لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ بِهٰذَا الْعِرْقِ مُذْ نَظَرْتُ فِي الْكُتُبِ، وَلٰكِنْ هَاهُنَا فُلَانٌ الْأُسْقُفُ قَدْ مَضَتْ عَلَيْهِ السِّنُونَ فَامْضِ بِنَا إِلَيْهِ، فَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمُهُ وَإِلَّا لَمْ نَقْدِرْ عَلَى مَنْ يَعْلَمُهُ۔

فَمَضَيَا وَدَخَلَا عَلَيْهِ وَقَصَّا الْقَصَصَ۔

فَأَطْرَقَ مَلِيّاً ثُمَّ قَالَ: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا الرَّجُلُ نَبِيّاً أَوْ مِنْ ذُرِّيَّةِ نَبِيٍّ۔

کتاب "معرفۃ ترکیب الجسد" میں آیا ہے کہ حسین بن احمد تمیمی کہتے ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام نے مامون کے زمانے میں فصد کھولنے والے کو بلایا اور اس سے فرمایا: رگ زاہر کو کھولو!

اس نے عرض کیا: میں ایسی کسی رگ کو نہیں جانتا ہوں اور نہ ہی کچھ سنا ہے۔

حضرتؑ نے اسے وہ رگ دکھائی، جونہی فصد کھولنے والے نے اسے کھولا تو اس سے زرد رنگ کا پانی اتنی مقدار میں نکلا کہ طشت بھر گیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خون ریزی پر کنٹرول کرو۔

پھر حکم دیا کہ اس طشت کو خالی کریں۔ فصد کھولنے والے سے پھر فرمایا: کھولو، تاکہ خون نکلے۔

اس مرتبہ بہت تھوڑا سا خون نکلا۔ حضرتؑ نے حکم دیا ہے کہ اسے بند کرے، جب رگ کو بند کر دیا تو اسے ۱۰۰ دینار طلائی دیا۔

فصد کھولنے والے نے دینار لیے اور بختیشوع کے بیٹے یوحنا کے پاس گیا اور سارا واقعہ اس سے نقل کیا۔

یوحنا نے کہا: خدا کی قسم! جب سے میرا علمِ طبابت سے واسطہ ہے میں نے ایسی کسی رگ کے بارے میں نہیں سنا۔ لیکن ادھر قریب ہی ایک بوڑھا اسقف رہتا ہے، اس کے پاس چلتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ کچھ جانتا ہو، ورنہ کوئی اور ایسا نہیں ہے جو اس بارے میں آگاہ ہو۔

دونوں مل کر اُسقف کے پاس گئے اور اسے سارا واقعہ بتایا۔ اسقف تھوڑی مدت کے لیے سوچ میں غرق ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: یہ شخص پیغمبر ہے یا پسر پیغمبر۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۵۷)

......✱......

فصلِ یازدہم

بعض احکامِ الٰہی کے متعلق سوالات

maablib.org

کیا اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں جو خداوند کا جسم ہونے کا قائل ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِيدِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الصَّفَّارُ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ الْمَعْرُوفِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ، أُصَلِّي خَلْفَ مَنْ يَقُولُ بِالْجِسْمِ؟ وَمَنْ يَقُولُ بِقَوْلِ يُونُسَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟

فَكَتَبَ عليه السلام: لَا تُصَلُّوا خَلْفَهُمْ وَلَا تُعْطُوهُمْ مِنَ الزَّكٰوةِ، وَابْرَءُوا مِنْهُم بَرِئَ اللهُ مِنْهُمْ۔ (امالی الصدوق، ص ۲۷۷)

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں لکھا، آپؑ پر قربان جاؤں۔ کیا میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں، جو خدا کے جسم ہونے کا معتقد ہے اور یونس بن عبدالرحمٰن کا ہم عقیدہ ہے؟

حضرتؑ نے جواب میں لکھا: اس کے پیچھے نماز مت پڑھیں، انھیں زکوٰۃ نہ دیں، ان سے بیزار رہیں کہ خداوند ان سے بیزار ہے۔ (امالی الصدوق، ص ۲۷۷)

مجھے کہا گیا ہے کہ اوصیا کو طواف کی ضرورت نہیں ہوتی

أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْكُوفِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام: قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَطُوفَ عَنْكَ وَعَنْ أَبِيكَ فَقِيلَ لِي: إِنَّ الْأَوْصِيَاءَ لَا يُطَافُ عَنْهُمْ

فَقَالَ لِي: بَلْ طُفْ مَا أَمْكَنَكَ فَإِنَّهُ جَائِزٌ۔

ثُمَّ قُلْتُ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ سِنِينَ: إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُكَ فِي الطَّوَافِ عَنْكَ وَعَنْ أَبِيكَ فَأَذِنْتَ لِي فِي ذٰلِكَ فَطُفْتُ عَنْكُمَا مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ وَقَعَ فِي قَلْبِي شَيْءٌ فَعَمِلْتُ بِهِ۔

قَالَ: وَمَا هُوَ؟

قُلْتُ: طُفْتُ يَوْمًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله۔

فَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: صَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ۔

ثُمَّ الْيَوْمَ الثَّانِيَ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ طُفْتُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ عَنِ الْحَسَنِ عليه السلام وَالرَّابِعَ عَنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَالْخَامِسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَالسَّادِسَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَالْيَوْمَ السَّابِعَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عليه السلام وَالْيَوْمَ الثَّامِنَ عَنْ أَبِيكَ مُوسَى عليه السلام وَالْيَوْمَ التَّاسِعَ عَنْ أَبِيكَ عَلِيٍّ عليه السلام وَالْيَوْمَ الْعَاشِرَ عَنْكَ يَا سَيِّدِي، وَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَدِينُ اللهَ بِوَلَايَتِهِمْ؟

فَقَالَ: إِذَنْ وَاللهِ تَدِينَ اللهَ بِالدِّينِ الَّذِي لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعِبَادِ غَيْرَهُ۔

قُلْتُ: وَرُبَّمَا طُفْتُ عَنْ أُمِّكَ فَاطِمَةَ عليها السلام وَرُبَّمَا لَمْ أَطُفْ۔

فَقَالَ: اسْتَكْثِرْ مِنْ هٰذَا، فَإِنَّهُ أَفْضَلُ مَا أَنْتَ عَامِلُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ

موسیٰ بن قاسم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ اور آپ کے پدر بزرگوار کی نیابت میں طواف کروں، لیکن

لوگ کہتے ہیں: اوصیاء طواف سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم جس قدر چاہو، اوصیا کی نیابت میں طواف کرو کیوں کہ اوصیا کی نیابت جائز ہے۔

اس سے تین سال بعد حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کچھ مدت قبل آپ سے اجازت لی تھی کہ آپؑ اور آپؑ کے پدر گرامی کی نیابت میں طواف کروں۔ آپؑ نے اجازت عطا فرمائی تھی، خداوند نے چاہا تو میں نے آپ کی نیابت میں طواف کیا۔ پھر میرے دل میں کچھ آیا تو میں نے اس پر عمل کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیسی فکر؟

میں نے عرض کیا: میں نے ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں طواف کیا۔ حضرت امام جواد علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا: رسولؐ خدا پر خدا کا درود و سلام ہو۔ میں نے عرض کیا: میں نے دوسرے دن امیر المومنین علیہ السلام کی نیابت میں، تیسرے دن حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نیابت میں، چوتھے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی نیابت میں، پانچویں دن حضرت امام سجاد علیہ السلام کی نیابت میں، چھٹے دن امام باقر علیہ السلام کی نیابت میں، ساتویں دن امام صادق علیہ السلام کی نیابت میں، آٹھویں دن آپؑ کے جدّ بزرگوار حضرت امام کاظم علیہ السلام کی نیابت میں، نویں روز حضرت امام رضا علیہ السلام کی نیابت میں اور دسویں دن اے میرے آقا و مولا! آپ کی نیابت میں طواف کیا ہے۔ یہ ایسے اوصیا اور رہبر ہیں کہ ان کی ولایت کے ہمراہ میں خداوند کی بندگی کرتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! اس صورت میں تم نے خداوند کی ایسے آئین کے ساتھ بندگی کی ہے کہ خداوند اس کے سوا کسی اور کو قبول نہیں کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں بعض اوقات آپ کی مادر گرامی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی نیابت میں طواف کرتا ہوں اور بعض اوقات توفیق حاصل نہیں ہوتی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میری مادر گرامی فاطمہؑ کی نیابت میں زیادہ سے زیادہ طواف کریں، ان شاء اللہ۔ (الکافی، ج ۴، ص ۳۱۴)

اس روایت کے متعلق آپ کی کیا نظر ہے کہ عامہ کو روزہ کی توفیق نہیں ہوگی

ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارِ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ عَنِ السَّيَّارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي علیہ السلام قَالَ:

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، مَا تَقُولُ فِي الْعَامَّةِ: فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ أَنَّهُمْ لَا يُوَفَّقُونَ لِصَوْمٍ؟

فَقَالَ لِي: أَمَا إِنَّهُمْ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَةُ الْمَلَكِ فِيهِمْ۔

قَالَ: قُلْتُ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ؟

قَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمَّا قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہما السلام أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَكاً يُنَادِي: أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ الظَّالِمَةُ الْقَاتِلَةُ عِتْرَةَ نَبِيِّهَا! لَا وَفَّقَكُمُ اللهُ لِصَوْمٍ وَلَا فِطْرٍ۔

وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ: لِفِطْرٍ وَلَا أَضْحًى۔

محمد بن اسماعیل رازی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ عامہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، کیوں کہ روایت میں آیا ہے کہ انھیں روزے کی توفیق نہیں ہوگی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، ان کے بارے میں فرشتے کی دعا قبول ہوئی ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، وہ کون سی دعا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر چکے تو خداوند نے

ایک فرشتے کو مامور کیا کہ وہ ندا دے، اے ستم گر اُمت! اور اپنے پیغمبر کی عترت کو قتل کرنے والو! خداوند تمھیں روزہ اور (عید) فطر کو اِدراک کرنے کی توفیق نہ دے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے: خداوند تمھیں فطر اور عید قربان کی توفیق نہ دے۔ (الکافی، ج ۴، ص ۲۱۸)

میری بیٹیوں کا ہم پلہ کوئی نہیں

كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي أَمْرِ بَنَاتِهِ أَنَّهُ لَا يَجِدُ أَحَداً مِثْلَهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام:

فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ بَنَاتِكَ وَأَنَّكَ لَا تَجِدُ أَحَداً مِثْلَكَ، فَلَا تَنْظُرْ فِي ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ ﴿إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾ (سورۂ انفال، آیت ۷۳)

علی بن اسباط نے حضرت امام جواد علیہ السلام کے نام اپنی لڑکیوں کے بارے میں خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسا نہیں مل رہا ہے جو ان کا ہم پلہ ہو۔

امام علیہ السلام نے اسے جواب میں تحریر فرمایا: میں تمھاری بیٹیوں کے متعلق تمھاری مراد کو سمجھ گیا ہوں کہ کسی کو ان کا ہم پلہ نہیں پاتے ہو۔ خداوند تمھارے اوپر رحمت نازل کرے، ایسا مت سوچو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اگر تمھارے پاس ایسے افراد ہیں کہ آپ جن کے اخلاق سے راضی ہیں تو اپنی لڑکیاں انھیں دے دو۔ اگر انجام نہیں دو گے تو زمین میں فتنہ اور عظیم فساد برپا ہو جائے گا۔ (مکارم الاخلاق، ص ۲۰۵)

اے ابا جعفرؑ! میری لڑکی سے شادی کرنا پسند کریں گے؟

عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ شَبِيبٍ - فِي حَدِيثِ تَزْوِيجِ الْمَأْمُونِ ابْنَتَهُ أُمَّ الْفَضْلِ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ:

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: أَتَخْطُبُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ؟

فَقَالَ: نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!

فَقَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ: اخْطُبْ لِنَفْسِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ رَضِيتُكَ لِنَفْسِي وَأَنَا مُزَوِّجُكَ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَتِي، وَإِنْ رَغِمَ قَوْمٌ لِذَلِكَ۔

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: الْحَمْدُ لِلَّهِ إِقْرَاراً بِنِعْمَتِهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِخْلَاصاً لِوَحْدَانِيَّتِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ بَرِيَّتِهِ وَالْأَصْفِيَاءِ مِنْ عِتْرَتِهِ۔

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ كَانَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَى الْأَنَامِ أَنْ أَغْنَاهُمْ بِالْحَلَالِ عَنِ الْحَرَامِ، وَقَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾۔ (سورۂ نور، آیت ۳۲)

ثُمَّ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى يَخْطُبُ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ عَبْدِاللَّهِ الْمَأْمُونِ وَقَدْ بَذَلَ لَهَا مِنَ الصَّدَاقِ مَهْرَ جَدَّتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ عليها السلام وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ جِيَاداً، فَهَلْ زَوَّجْتَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِهَا عَلَى هَذَا الصَّدَاقِ الْمَذْكُورِ؟

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: نَعَمْ قَدْ زَوَّجْتُكَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَتِي عَلَى الصَّدَاقِ الْمَذْكُورِ، فَهَلْ قَبِلْتَ النِّكَاحَ؟

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ عليه السلام: قَدْ قَبِلْتُ ذٰلِكَ وَرَضِيتُ بِهِ.....

ریان بن شعیب امام جواد علیہ السلام کے مامون کی لڑکی سے شادی کرنے کے بارے میں ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: پھر مامون نے امام جواد علیہ السلام کی طرف منہ کیا اور ان سے کہا: کیا آپ میری لڑکی سے شادی کرنا پسند کریں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اے خلیفہ!

مامون نے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں، میری لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح پڑھیں، میں خوشی کے ساتھ اپنی لڑکی اُم فضل کو آپؑ کی بیوی بناتا ہوں، اگرچہ بعض اس چیز کے مخالف ہیں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے یوں خطبہ پڑھا:

خداوند کی نعمتوں کا اقرار کرتے ہوئے تمام تعریفیں خداوند کے لیے ہیں۔ اس کی یکتائی کے اخلاص کے ساتھ خداوند کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ مخلوق کے سردار اور ان کی برگزیدہ عترت ہیں، پر سلام ہو۔

امابعد! لوگوں پر خداوند کے فضل میں سے ہے کہ اس نے جنسی پیاس بجھانے کی خاطر لوگوں کے لیے حلال راستہ قرار دیا، انھیں حرام سے بے نیاز کیا ہے اور خداوند کا فرمان ہے: ”اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے باصلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ اگر وہ فقیر بھی ہوں گے تو خداوند اپنے فضل و کرم سے انھیں مال دار بنا دے گا کہ خدا بڑی وسعت والا اور صاحب علم ہے“۔ (سورۂ نور، آیت ۳۲)

اب محمد بن علی بن موسیٰ، عبداللہ مامون کی بیٹی اُم فضل سے نکاح کرتا ہے اور اس کا حق مہر اپنی جدہ فاطمہ زہرا بنت محمدؐ کے حق مہر کے برابر پانچ سو درہم کامل قرار دیتا ہے۔ اے خلیفہ! کیا آپ اس حق مہر میں اپنی لڑکی کی میرے ساتھ شادی کرتے ہو؟

مامون نے کہا: ہاں، میں اسی حق مہر میں اپنی لڑکی اُم فضل کو آپ کی زوجیت میں دیتا ہوں، کیا آپ اس نکاح کو قبول کرتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، میں اس شادی کو قبول کرتا ہوں اور اس پر راضی و خوشنود ہوں۔

چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹنا چاہیے؟

عَنْ زُرْقَانَ صَاحِبِ ابْنِ أَبِي دُوَادٍ وَصَدِيقِهِ بِشِدَّةٍ قَالَ:

رَجَعَ ابْنُ أَبِي دُوَادٍ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ عِنْدِ الْمُعْتَصِمِ وَهُوَ مُغْتَمٌّ، فَقُلْتُ لَهُ فِي ذٰلِكَ۔

فَقَالَ: وَدِدْتُ الْيَوْمَ أَنِّي قَدْ مِتُّ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً۔

قَالَ: قُلْتُ لَهُ: وَلِمَ ذَاكَ؟

قَالَ: لِمَا كَانَ مِنْ هٰذَا الْأَسْوَدِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الْيَوْمَ بَيْنَ يَدَيْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ۔

قَالَ: قُلْتُ لَهُ: وَكَيْفَ كَانَ ذٰلِكَ؟

قَالَ: إِنَّ سَارِقاً أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ بِالسَّرِقَةِ وَسَأَلَ الْخَلِيفَةَ تَطْهِيرَهُ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ فَجَمَعَ لِذٰلِكَ الْفُقَهَاءَ فِي مَجْلِسِهِ وَقَدْ أَحْضَرَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، فَسَأَلَنَا عَنِ الْقَطْعِ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ يَجِبُ أَنْ يُقْطَعَ؟

قَالَ: فَقُلْتُ: مِنَ الْكُرْسُوعِ۔

قَالَ: وَمَا الْحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ۔

قَالَ: قُلْتُ: لِأَنَّ الْيَدَ هِيَ الْأَصَابِعُ وَالْكَفُّ إِلَى الْكُرْسُوعِ

لِقَوْلِ اللهِ فِي التَّيَمُّمِ: ﴿فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ﴾ (سورۂ نساء، آیت ۴۳)

وَاتَّفَقَ مَعِي ذٰلِكَ قَوْمٌ وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ يَجِبُ الْقَطْعُ مِنَ الْمِرْفَقِ۔

قَالَ: وَمَا الدَّلِيلُ عَلٰى ذٰلِكَ؟

قَالُوا: لِأَنَّ اللهَ لَمَّا قَالَ: ﴿وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت ۶) فِي الْغَسْلِ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ حَدَّ الْيَدِ هُوَ الْمِرْفَقُ۔

قَالَ: فَالْتَفَتَ إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: مَا تَقُولُ فِي هٰذَا يَا أَبَا جَعْفَرٍ!

فَقَالَ: قَدْ تَكَلَّمَ الْقَوْمُ فِيهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!

قَالَ: دَعْنِي مِمَّا تَكَلَّمُوا بِهِ أَيُّ شَيْءٍ عِنْدَكَ؟

قَالَ: أَعْفِنِي عَنْ هٰذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟

قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ بِاللهِ لَمَّا أَخْبَرْتَ بِمَا عِنْدَكَ فِيهِ؟

فَقَالَ: أَمَّا إِذَا أَقْسَمْتَ عَلَيَّ بِاللهِ إِنِّي أَقُولُ: إِنَّهُمْ أَخْطَئُوا فِيهِ السُّنَّةَ، فَإِنَّ الْقَطْعَ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مِنْ مَفْصِلِ أُصُولِ الْأَصَابِعِ فَيُتْرَكَ الْكَفُّ۔

قَالَ: وَمَا الْحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ؟

قَالَ: قَوْلُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ﴿السُّجُودُ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ: الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ﴾ فَإِذَا قُطِعَتْ يَدُهُ مِنَ الْكُرْسُوعِ، أَوِ الْمِرْفَقِ لَمْ يَبْقَ لَهُ يَدٌ يَسْجُدُ

عَلَيْهَا وَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ: ﴿وَ أَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ﴾
(سورۂ جن، آیت ۱۸)

يَعْنِي بِهِ هٰذَا الْأَعْضَاءَ السَّبْعَةَ الَّتِي يُسْجَدُ عَلَيْهَا : ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللهِ أَحَدًا﴾ (سورۂ جن، آیت ۱۸) وَمَا كَانَ لِلّٰهِ لَمْ يُقْطَعْ۔

قَالَ: فَأَعْجَبَ الْمُعْتَصِمَ ذٰلِكَ وَأَمَرَ بِقَطْعِ يَدِ السَّارِقِ مِنْ مَفْصِلِ الْأَصَابِعِ دُونَ الْكَفِّ۔

قَالَ ابْنُ أَبِي دُوَادٍ: قَامَتْ قِيَامَتِي وَتَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُ حَيًّا۔

قَالَ زُرْقَانُ: قَالَ ابْنُ أَبِي دُوَادٍ: صِرْتُ إِلَى الْمُعْتَصِمِ بَعْدَ ثَالِثَةٍ فَقُلْتُ: إِنَّ نَصِيحَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيَّ وَاجِبَةٌ وَأَنَا أُكَلِّمُهُ بِمَا أَعْلَمُ أَنِّي أَدْخُلُ بِهِ النَّارَ۔

قَالَ: وَمَا هُوَ؟

قُلْتُ: إِذَا جَمَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي مَجْلِسِهِ فُقَهَاءَ رَعِيَّتِهِ وَعُلَمَاءَهُمْ لِأَمْرٍ وَاقِعٍ مِنْ أُمُورِ الدِّينِ، فَسَأَلَهُمْ عَنِ الْحُكْمِ فِيهِ فَأَخْبَرُوهُ بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْحُكْمِ فِي ذٰلِكَ وَقَدْ حَضَرَ مَجْلِسَهُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَقُوَّادُهُ وَوُزَرَاؤُهُ وَكُتَّابُهُ وَقَدْ تَسَامَعَ النَّاسُ بِذٰلِكَ مِنْ وَرَاءِ بَابِهِ، ثُمَّ يَتْرُكُ أَقَاوِيلَهُمْ كُلَّهُمْ لِقَوْلِ رَجُلٍ يَقُولُ شَطْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِإِمَامَتِهِ ، وَيَدَّعُونَ أَنَّهُ أَوْلَى مِنْهُ بِمَقَامِهِ، ثُمَّ يَحْكُمُ بِحُكْمِهِ دُونَ حُكْمِ الْفُقَهَاءِ۔

قَالَ : فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَانْتَبَهَ لِمَا نَبَّهْتُهُ لَهُ، وَقَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَصِيحَتِكَ خَيْرًا۔

قَالَ: فَأَمَرَ الْيَوْمَ الرَّابِعَ فُلَانًا مِنْ كُتَّابِ وُزَرَائِهِ بِأَنْ يَدْعُوَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ۔

فَدَعَاهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهُ وَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ أَنِّي لَا أَحْضُرُ مَجَالِسَكُمْ۔

فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا أَدْعُوكَ إِلَى الطَّعَامِ وَأُحِبُّ أَنْ تَطَأَ ثِيَابِي وَتَدْخُلَ مَنْزِلِي فَأَتَبَرَّكَ بِذٰلِكَ فَقَدْ أَحَبَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ مِنْ وُزَرَاءِ الْخَلِيفَةِ لِقَاءَكَ۔

فَصَارَ إِلَيْهِ فَلَمَّا طَعِمَ مِنْهَا أَحَسَّ السَّمَّ، فَدَعَا بِدَابَّتِهِ فَسَأَلَهُ رَبُّ الْمَنْزِلِ أَنْ يُقِيمَ۔

قَالَ: خُرُوجِي مِنْ دَارِكَ خَيْرٌ لَكَ۔

فَلَمْ يَزَلْ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَلَيْلَهُ فِي خِلْفَةٍ حَتّٰى قُبِضَ علیہ السلام

ابن ابی داؤد کا صمیمی دوست زرقان کہتا ہے: ایک دن ابن داؤد، مامون کے پاس سے انتہائی غمگین اور افسردہ واپس آیا۔

میں نے کہا: کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: آج میں نے آرزو کی ہے کہ کاش بیس سال قبل مر چکا ہوتا!

میں نے کہا: کس لیے؟

اس نے بے ادبی اور گستاخی سے جواب دیا: اس کام کی وجہ سے جو اس کالے شخص ابوجعفر محمد بن علی بن موسیٰ رضاؑ کے ہاتھوں امیر المومنین (خلیفہ مامون) کے سامنے انجام پایا ہے۔

میں نے کہا: معاملہ کیا ہے؟

اس نے کہا: ایک ایسے چور کو لائے ہیں کہ جس نے چوری کرنے کا اقرار کیا

تھا۔ اس نے خلیفہ سے تقاضا کیا کہ حد جاری کر کے اسے پاک کر لے۔ اس غرض سے خلیفہ نے اپنی محفل میں فقہا کو جمع کیا ہوا تھا اور محمدؑ بن علی بھی وہاں پر موجود تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟

میں نے کہا: کلائی سے۔

اس نے کہا: کس دلیل کی بنا پر؟

میں نے کہا: کیونکہ ہاتھ کا اطلاق انگلیوں، ہتھیلی اور کلائی پر ہوتا ہے، خداوند آیہ تیمم میں فرماتا ہے: "اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرو"۔ (سورۂ نساء، آیت ۴۳)

بعض لوگ میرے ساتھ اس پر متفق تھے اور بعض نے کہا: کہنی تک کاٹنا واجب ہے۔

خلیفہ نے پوچھا: کس دلیل کی بنا پر؟

انھوں نے کہا: کیوں کہ خداوند اس آیہ میں وضو کے متعلق فرماتا ہے: "اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ"۔ (سورۂ مائدہ، آیت ۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنی ہاتھ میں شامل ہے۔ اس دوران خلیفہ نے محمد بن علیؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: آپ کیا کہتے ہیں؟

اس نے کہا: اے خلیفہ! انھوں نے اس بارے میں اپنی اپنی نظر بیان کی ہے۔

اس نے کہا: ان کی نظر کو چھوڑیں، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے خلیفہ! مجھے اس سے معاف رکھیں۔

اس نے کہا: میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اس بارے میں اپنی نظر بیان کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اب جب کہ تم نے قسم کھائی ہے تو بیان کرتا ہوں کہ یہ سنتِ پیغمبرؐ کے خلاف کہہ رہے ہیں، کیوں کہ چور کا ہاتھ انگلیوں کے آخر سے کاٹا جائے

اور ہتھیلی کو باقی چھوڑا جائے۔

اس نے کہا: اس پر کوئی دلیل؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس دلیل کی بنا پر کہ رسولؐ خدا کا فرمان ہے: "سجدہ سات چیزوں سے ہوتا ہے: چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں زانو اور دونوں پاؤں"۔ اگر اس کا ہاتھ کلائی یا کہنی سے کاٹ دیں تو پھر ہاتھ باقی نہیں ہوگا کہ سجدہ کرے، جب کہ خداوند کا فرمان ہے: "سجدہ گاہیں خدا کے لیے ہیں"۔ (سورۂ جن، آیت ۱۸)

سجدہ گاہوں سے مراد یہی سات اعضا ہیں کہ جن سے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے: "خدا کے ساتھ کسی اور کو مت بلاؤ" (سورۂ جن، آیت ۱۸)۔ اور جو کچھ خدا کے لیے مخصوص ہے اسے نہ کاٹا جائے۔

معتصم نے ان کی نظر کو قبول کیا اور حکم دیا کہ چور کا ہاتھ اس کی انگلیوں کی جڑ سے کاٹیں اور ہتھیلی کو باقی رہنے دیں۔

ابن ابی داؤد نے کہا: میرے لیے قیامت برپا ہو چکی تھی، میری آرزو تھی کہ میں زندہ نہ رہتا۔

زرقان نے کہا: اس واقعہ کے بعد ابن ابی داؤد نے مجھے کہا: میں تین دن کے بعد معتصم کے پاس گیا اور کہا: امیرالمومنین کے لیے خیر کی تمنا کرنا میرے اُوپر واجب ہے۔ میں آپ سے ایسے موضوع کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یقین ہے اس کلام کی وجہ سے میں دوزخی ہو جاؤں گا۔

معتصم نے کہا: کیا کہنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: جب امیرالمومنین احکامِ دین میں سے کسی حکم کے لیے اپنی رعیت کے علما وفقہا کو اپنے ہاں حاضر ہونے کا حکم دیتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں اور وہ بھی اپنی اپنی نظر بیان کرتے ہیں تو اس وقت مجلس میں امیرالمومنین کے رشتہ دار،

فوجی افسر، وزرا اور منشی حضرات بھی موجود ہیں۔ ادھر سے لوگوں کی ایسی مجالس پر خاص طور سے توجہ ہوتی ہے کہ ان میں کیا ہونے والا ہے، اس کے باوجود آپ تمام دانشوروں کی رائے کو رد کر دیتے ہیں اور ایسے شخص کی بات کو قبول کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایک گروہ اس کی امامت کا قائل ہے اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خلافت کا منصب ان کے شایانِ شان ہے۔

اس وقت معتصم کا رنگ فق ہو گیا اور سمجھا کہ اس نے کیا کیا ہے۔

اس نے کہا: خداوند تمھیں اس نصیحت اور خیر خواہی کا بدلہ دے۔

معتصم نے چوتھے دن فلاں لکھنے والے کو حکم دیا کہ وہ محمدؑ بن علیؑ کو اپنے گھر دعوت پر بلائے، لیکن اس نے قبول نہ کیا اور کہا: تم جانتے ہو کہ میں تمھاری مجالس میں نہیں آتا ہوں۔

اس نے کہا: میں آپؑ کو دوپہر کے کھانے پر بلا رہا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپؑ میرے ہاں قدم رنجا فرمائیں اور میرے گھر کو متبرک کریں۔ خلیفہ کا فلاں وزیر بھی آپؑ سے ملاقات کا مشتاق ہے۔ محمدؑ بن علیؑ اس کے گھر گئے۔ انھوں نے تھوڑی سی غذا کھانے کے بعد محسوس کیا کہ غذا مسموم ہے۔ انھوں نے جانے کے لیے اپنا گھوڑا طلب کیا، صاحب خانہ نے تقاضا کیا کہ مزید کچھ دیر تشریف رکھیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا جانا بہتر ہے۔ اس دن اور رات تک آپ کی حالت مسلسل خراب رہی اور اپنے آپ میں پیچ و تاب کھاتے رہے، حتیٰ کہ انؑ کی روح قبض ہو گئی۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۷)

جو شخص حیوان کے ساتھ بدفعلی کرے تو کیا کرنا چاہیے؟

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا

عليه السلام حَجَجْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام وَقَدْ حَضَرَ خَلْقٌ مِنَ الشِّيْعَةِ مِنْ كُلِّ بَلَدٍ لِيَنْظُرُوا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَدَخَلَ عَمُّهُ عَبْدُاللهِ بْنُ مُوسَى وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا نَبِيْلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ خَشِنَةٌ وَبَيْنَ عَيْنَيْهِ سَجَّادَةٌ ، فَجَلَسَ وَخَرَجَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام مِنَ الْحُجْرَةِ وَ عَلَيْهِ قَمِيصُ قَصَبٍ وَ رِدَاءُ قَصَبٍ وَنَعْلٌ حَذْوٌ بَيْضَاءُ۔

فَقَامَ عَبْدُ اللهِ وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَامَتِ الشِّيْعَةُ وَقَعَدَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام عَلَى كُرْسِيٍّ ، وَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ تَحَيُّراً لِصِغَرِ سِنِّهِ۔

فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ لِعَمِّهِ : أَصْلَحَكَ اللهُ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَتَى بَهِيمَةً ؟

فَقَالَ: تُقْطَعُ يَمِينُهُ وَيُضْرَبُ الْحَدَّ۔

فَغَضِبَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا عَمِّ! اتَّقِ اللهَ اتَّقِ اللهَ إِنَّهُ لَعَظِيمٌ أَنْ تَقِفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُولَ لَكَ لِمَ أَفْتَيْتَ النَّاسَ بِمَا لَا تَعْلَمُ؟!

فَقَالَ لَهُ عَمُّهُ : يَا سَيِّدِي ! أَلَيْسَ قَالَ هٰذَا أَبُوكَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ؟

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : إِنَّمَا سُئِلَ أَبِي عَنْ رَجُلٍ نَبَشَ قَبْرَ امْرَأَةٍ فَنَكَحَهَا ، فَقَالَ أَبِي: تُقْطَعُ يَمِينُهُ لِلنَّبْشِ، وَيُضْرَبُ حَدَّ الزِّنَاءِ ، فَإِنَّ حُرْمَةَ الْمَيِّتَةِ كَحُرْمَةِ الْحَيَّةِ۔

فَقَالَ: صَدَقْتَ يَا سَيِّدِي! وَأَنَا أَسْتَغْفِرُ اللهَ۔

فَتَعَجَّبَ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا سَيِّدَنَا! أَتَأْذَنُ لَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ؟

فَقَالَ: نَعَمْ۔

فَسَأَلُوهُ فِي مَجْلِسٍ عَنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ مَسْأَلَةٍ، فَأَجَابَهُمْ فِيهَا وَلَهُ تِسْعُ سِنِينَ۔

علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے یوں نقل کیا ہے: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد مکہ گئے اور حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوئے۔ اس محفل میں گردونواح سے آئے ہوئے شیعوں کا ایک گروہ بھی موجود تھا تا کہ حضرت امام جواد علیہ السلام کی قریب سے زیارت کریں۔

اس وقت امام جواد علیہ السلام کے چچا عبداللہ بن موسیٰ داخل ہوئے جو بوڑھے اور بھاری بھر کم شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے کھردرا لباس پہنا ہوا تھا اور ان کی پیشانی پر سجدے کے نشانات نمایاں تھے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام کہ جنھوں نے خوب صورت پیراہن اور ردا زیب تن کی ہوئی تھی اور نئے جوتے پہنے ہوئے تھے، وارد ہوئے۔ عبداللہ بن موسیٰ اپنی جگہ سے اُٹھے اور آنحضرتؑ کے استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ تمام کے تمام شیعہ اپنی اپنی جگہ سے امام کے احترام میں اُٹھے۔ آنحضرتؑ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ لوگ کم سنی کی وجہ سے ایک دوسرے کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ وہاں پر موجود ایک شخص نے آنحضرتؑ کے چچا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: آقا! اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ بدفعلی کرے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب دیا: اس کے ہاتھ کاٹ دیں اور اس پر حد جاری ہوگی۔

حضرت امام جواد علیہ السلام غضب ناک ہوئے اور اپنے چچا کی طرف دیکھ کر فرمایا: چچا جان! خدا سے ڈریں، خدا سے ڈریں، یہ کام بہت سخت ہے کہ آپ روزِ قیامت

خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہوں اور وہ آپ سے باز پرس کرے کہ علم نہ ہونے کے باوجود آپ نے کیوں فتویٰ دیا ہے؟

ان کے چچا نے عرض کیا: میرے آقا! کیا آپؑ کے پدرِ گرامی نے یہی نہیں فرمایا تھا؟

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد گرامی سے لوگوں نے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت کی قبر کھولی اور اس کے ساتھ منافی عفت عمل انجام دیا۔

انھوں نے فرمایا: اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے کیوں کہ اس نے نبش قبر کی اور اس پر حد جاری کی جائے کیوں کہ مُردہ اور زندہ عورت کا احترام برابر ہے۔

انھوں نے عرض کیا: اے میرے آقا! آپؑ نے صحیح فرمایا ہے۔ میں خداوند کی بارگاہ میں مغفرت چاہتا ہوں۔

لوگ اس وجہ سے حیران و ششدر رہ گئے اور عرض کیا: کیا آپ اجازت فرمائیں گے کہ ہم آپ کی خدمت میں کچھ سوالات پیش کریں؟

فرمایا: پوچھیں۔

لوگوں نے ایک ہی مجلس میں تیس ہزار سوالات پوچھے اور حضرتؑ نے تمام کے جوابات دیے، جب کہ اس وقت آپ کا سنِ مبارک ۹ سال تھا۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۸۶)

جو شخص گدھی کے ساتھ بدفعلی کرے اس کا کیا حکم ہے؟

اَلْجِلَاءُ وَالشِّفَاءُ فِي خَبَرٍ أَنَّهُ لَمَّا مَضَى الرِّضَا علیہ السلام جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ جُمْهُورٍ الْعَمِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ رَاشِدٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ وَعَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ وَخَلْقٌ كَثِيرٌ مِنْ سَائِرِ الْبُلْدَانِ إِلَى الْمَدِينَةِ

وَسَأَلُوا عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَ الرِّضَا عليه السلام فَقَالُوا: بِصَرْيَا، وَهِيَ قَرْيَةٌ أَسَّسَهَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عليه السلام عَلَى ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ مِنَ الْمَدِينَةِ.....

إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ۔

فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ وَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى مِنْ مَجْلِسِهِ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَجَلَسَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فِي صَدْرِ الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قَالَ: سَلُوا رَحِمَكُمُ اللهُ۔

فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ وَقَالَ: مَا تَقُولُ أَصْلَحَكَ اللهُ فِي رَجُلٍ أَتَى حِمَارَةً۔

قَالَ: يُضْرَبُ دُونَ الْحَدِّ وَ يُغْرَمُ ثَمَنَهَا وَيَحْرُمُ ظَهْرُهَا وَ نِتَاجُهَا، وَتُخْرَجُ إِلَى الْبَرِّيَّةِ حَتَّى تَأْتِيَ عَلَيْهَا مَنِيَّتُهَا سَبُعٌ أَكَلَهَا ذِئْبٌ أَكَلَهَا۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: يَا هَذَا الرَّجُلُ يَنْبُشُ عَنْ مَيِّتَةٍ يَسْرِقُ كَفَنَهَا وَيَفْجُرُ بِهَا وَيُوجِبُ عَلَيْهِ الْقَطْعَ بِالسَّرَقِ وَالْحَدَّ بِالزِّنَاءِ، وَالنَّفْيَ إِذَا كَانَ عَزَباً فَلَوْ كَانَ مُحْصَناً لَوَجَبَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ وَالرَّجْمُ.....

کتاب "الجلاء والشفاء" میں آیا ہے: حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بعد محمد بن جمہور، حسن بن راشد، علی بن مدرک، علی بن مہزیار اور کچھ دوسرے لوگ مختلف شہروں سے مدینہ آئے تاکہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے جانشین کے بارے میں جستجو کریں۔

اچانک حضرت امام جواد علیہ السلام داخل ہوئے، اس وقت آپ کا سن مبارک آٹھ

سال تھا۔ ہم جگہ سے بلند ہوئے، آنحضرتؑ نے لوگوں کو سلام کیا۔ عبداللہ بن موسیٰ بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور آنحضرتؑ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرتؑ صدرِ محفل میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو، خدا آپ سب پر رحمت نازل کرے۔

پہلے والا مرد اُٹھا اور عرض کیا: اس مرد کے بارے میں آپ کی کیا نظر ہے جو گدھی کے ساتھ منافی عفت عمل انجام دیتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس پر زنا سے کم تر حد جاری کرتے ہیں اور ضروری ہے کہ وہ گدھی کی قیمت ادا کرے۔ اس سے سواری اور تولیدِ نسل کے لیے استفادہ کرنا حرام ہے۔ ضروری ہے کہ اسے بیابان میں چھوڑ دیں تا کہ مرجائے یا درندے اور بھیڑیے کا لقمہ بن جائے۔

اس کلام کے بعد فرمایا: اے فلاں! یہی جواب اس شخص کے متعلق ہے کہ جو نبشِ قبر کرے، مرد عورت کا کفن چوری کرے اور اس کے ساتھ منافی عفت عمل انجام دے۔ اس صورت میں چوری کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹتے ہیں اور اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ یہ تب ہے جب اس کی بیوی نہ ہو، اور اگر اس کی بیوی ہے تو پھر اسے سنگسار کرکے ہلاک کردیں گے۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۹۱)

ایسے مرد کا کیا حکم ہے جو اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد میں طلاق دیتا ہے؟

اَلْجِلَاءُ وَالشِّفَاءُ فِي خَبَرٍ..... فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّانِي: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ؟

قَالَ: تَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ: اِقْرَأْ سُوْرَةَ الطَّلَاقِ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾
(سورۂ طلاق، آیت ۲) يَا هٰذَا! لَا طَلَاقَ اِلَّا بِخَمْسٍ شَهَادَةِ
شَاهِدَيْنِ عَدْلَيْنِ فِيْ طُهْرٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ بِاِرَادَةِ عَزْمٍ۔
ثُمَّ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: يَا هٰذَا! هَلْ تَرٰى فِي الْقُرْآنِ عَدَدَ نُجُوْمِ
السَّمَاءِ؟
قَالَ: لَا..... (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۹۱)

کتاب ''الجلاء والشفاء'' میں ایک حدیث کے ضمن میں یوں آیا ہے: کچھ لوگوں نے حضرت امام جوادؑ سے کچھ سوال پوچھے۔

دوسرے مرد نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! اس شخص کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے جو اپنی بیوی کو آسمان کے ستاروں کی تعداد میں طلاق دیتا ہے؟

امام ؑ نے فرمایا: کیا قرآن پڑھتے ہو؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں۔

فرمایا: سورۂ طلاق کو اس جگہ تک پڑھو کہ جہاں پر فرماتا ہے: ''اور شہادت کو اللہ کے لیے برپا کریں''۔ (سورۂ طلاق، آیت ۲)

اے فلاں شخص! طلاق فقط پانچ چیزوں کے ہمراہ عملی ہوتی ہے: طلاق دیتے وقت دو عادل افراد کی گواہی، عورت پاک ہو، اس کے شوہر نے اس سے ہم بستری نہ کی ہو اور اس کام کا پکا ارادہ ہو۔

اس کے بعد حضرتؑ نے کچھ گفتگو کرنے کے بعد فرمایا: کیا قرآن میں آسمان کے ستاروں کی تعداد ذکر ہوئی ہے؟

اس نے عرض کیا: نہیں۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۹۱)

پاخانے اور بدبو کی علّت کیا ہے؟

عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ الْكُوفِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ الآدَمِيِّ عَنْ عَبْدِالْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَسَنِيِّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنْ عِلَّةِ الْغَائِطِ وَنَتْنِهِ۔

قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عليه السلام وَكَانَ جَسَدُهُ طَيِّبًا وَبَقِيَ أَرْبَعِينَ سَنَةً مُلْقًى تَمُرُّ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فَتَقُولُ لِأَمْرٍ مَا خُلِقْتَ، وَكَانَ إِبْلِيسُ يَدْخُلُ مِنْ فِيهِ وَيَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ، فَلِذٰلِكَ صَارَ مَا فِي جَوْفِ آدَمَ مُنْتِنًا خَبِيثًا غَيْرَ طَيِّبٍ۔

عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور آنحضرتؑ سے انسان کے پاخانے اور اس کے بدبودار ہونے کی علّت پوچھی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا، ان کا جسد پاکیزہ اور خوشبودار تھا۔ وہ چالیس سال تک اسی حالت میں رہے کہ فرشتے ان کے قریب سے عبور کرتے ہوئے کہتے: کس لیے خلق کیے گئے ہو؟

لیکن ابلیس ان کے منہ سے داخل ہوا اور پیچھے سے باہر نکلا، اسی وجہ سے جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کے اندر تھا وہ بدبودار، گندا اور ناپاک ہوگیا۔ (علل الشرائع، ج۱، ص ۲۷۵)

حالت احرام میں شکار کرنے والے کے متعلق آپ کی نظر کیا ہے؟

عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ شَبِيبٍ - فِي حَدِيثِ تَزْوِيجِ الْمَأْمُونِ ابْنَتَهُ أُمَّ الْفَضْلِ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام - إِلَى أَنْ قَالَ:

فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ لِلْمَأْمُونِ: يَأْذَنُ لِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أَسْأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ مَسْأَلَةٍ؟

فَقَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ: اسْتَأْذِنْهُ فِي ذٰلِكَ۔

فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي جُعِلْتُ فِدَاكَ فِي مَسْأَلَةٍ؟

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: سَلْ إِنْ شِئْتَ۔

قَالَ يَحْيَى: مَا تَقُولُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فِي مُحْرِمٍ قَتَلَ صَيْدًا؟

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: قَتَلَهُ فِي حِلٍّ أَوْ حَرَمٍ؟

عَالِمًا كَانَ الْمُحْرِمُ أَوْ جَاهِلًا؟

قَتَلَهُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً؟

حُرًّا كَانَ الْمُحْرِمُ أَوْ عَبْدًا؟

صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا؟

مُبْتَدِئًا بِالْقَتْلِ أَوْ مُعِيدًا؟

مِنْ ذَوَاتِ الطَّيْرِ كَانَ الصَّيْدُ أَمْ مِنْ غَيْرِهَا؟

مِنْ صِغَارِ الصَّيْدِ أَمْ مِنْ كِبَارِهَا؟

مُصِرًّا عَلَى مَا فَعَلَ أَوْ نَادِمًا؟

فِي اللَّيْلِ كَانَ قَتْلُهُ لِلصَّيْدِ أَمْ فِي النَّهَارِ؟

مُحْرِمًا كَانَ بِالْعُمْرَةِ إِذْ قَتَلَهُ أَوْ بِالْحَجِّ كَانَ مُحْرِمًا؟

فَتَحَيَّرَ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَبَانَ فِي وَجْهِهِ الْعَجْزُ وَالانْقِطَاعُ وَتَلَجْلَجَ حَتَّى عَرَفَ جَمَاعَةُ أَهْلِ الْمَجْلِسِ أَمْرَهُ۔

فَقَالَ الْمَأْمُونُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى هٰذِهِ النِّعْمَةِ وَالتَّوْفِيقِ لِي فِي الرَّأْيِ.....

فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ وَبَقِيَ مِنَ الْخَاصَّةِ مَنْ بَقِيَ قَالَ الْمَأْمُونُ لِأَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام: إِنْ رَأَيْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنْ تَذْكُرَ الْفِقْهَ الَّذِي فَصَّلْتَهُ مِنْ قَتْلِ الْمُحْرِمِ لِنَعْلَمَهُ وَنَسْتَفِيدَهُ؟

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ علیہ السلام: نَعَمْ، إِنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا قَتَلَ صَيْدًا فِي الْحِلِّ وَكَانَ الصَّيْدُ مِنْ ذَوَاتِ الطَّيْرِ وَكَانَ مِنْ كِبَارِهَا فَعَلَيْهِ شَاةٌ۔

فَإِنْ أَصَابَهُ فِي الْحَرَمِ فَعَلَيْهِ الْجَزَاءُ مُضَاعَفًا۔

وَإِذَا قَتَلَ فَرْخًا فِي الْحِلِّ فَعَلَيْهِ حَمَلٌ قَدْ فُطِمَ مِنَ اللَّبَنِ۔

وَإِذَا قَتَلَهُ فِي الْحَرَمِ فَعَلَيْهِ الْحَمَلُ وَقِيمَةُ الْفَرْخِ۔

فَإِذَا كَانَ مِنَ الْوَحْشِ وَكَانَ حِمَارَ وَحْشٍ فَعَلَيْهِ بَقَرَةٌ۔

وَإِنْ كَانَ نَعَامَةً فَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ۔

وَإِنْ كَانَ ظَبْيًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ۔

وَإِنْ كَانَ قَتَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فِي الْحَرَمِ فَعَلَيْهِ الْجَزَاءُ مُضَاعَفًا هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ۔

وَإِذَا أَصَابَ الْمُحْرِمُ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْيُ فِيهِ وَكَانَ إِحْرَامُهُ بِالْحَجِّ نَحَرَهُ بِمِنًى۔

وَإِنْ كَانَ إِحْرَامُهُ بِالْعُمْرَةِ نَحَرَهُ بِمَكَّةَ۔

وَجَزَاءُ الصَّيْدِ عَلَى الْعَالِمِ وَالْجَاهِلِ سَوَاءٌ۔
وَفِي الْعَمْدِ عَلَيْهِ الْمَأْثَمُ وَهُوَ مَوْضُوعٌ عَنْهُ فِي الْخَطَاءِ۔
وَالْكَفَّارَةُ عَلَى الْحُرِّ فِي نَفْسِهِ وَعَلَى السَّيِّدِ فِي عَبْدِهِ۔
وَالصَّغِيرُ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَهِيَ عَلَى الْكَبِيرِ وَاجِبَةٌ۔
وَالنَّادِمُ يُسْقِطُ نَدَمُهُ عَنْهُ عِقَابَ الْآخِرَةِ۔
وَالْمُصِرُّ يَجِبُ عَلَيْهِ الْعِقَابُ فِي الْآخِرَةِ۔
فَقَالَ الْمَأْمُونُ: أَحْسَنْتَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ! أَحْسَنَ اللهُ إِلَيْكَ،
فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَسْأَلَ يَحْيَى عَنْ مَسْأَلَةٍ كَمَا سَأَلَكَ۔

ریان بن شعیب کہتے ہیں: جب مامون نے ارادہ کیا کہ اپنی لڑکی امِ فضل کا حضرت امام جوادؑ کے ساتھ نکاح کرے تو یہ خبر بنی عباس تک پہنچ گئی۔ وہ ناراض ہوئے اور اسے اچھا کام نہ سمجھا، انھیں اس بات کا خوف تھا کہ اس کام کا انجام وہی نہ ہو کہ جو حضرت امام رضاؑ کے ساتھ ہوا۔ حتیٰ کہ یہ کام انجام پایا۔ ایک محفل کا انتظام کیا گیا۔ یحییٰ بن اکثم نے مامون کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یاامیرالمومنین! کیا اجازت فرماتے ہیں کہ میں ابوجعفر (حضرت امام جوادؑ) سے کوئی سوال کروں؟

مامون نے جواب میں کہا: اس بارے میں خود ان سے اجازت لو۔ یحییٰ بن اکثم حضرت امام جوادؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: آپؑ پر قربان جاؤں، کیا اجازت ہے کہ آپؑ سے کوئی سوال کروں؟

امامؑ نے فرمایا: اگر چاہتے ہو تو پوچھو۔

یحییٰ نے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں اس شخص کے بارے میں آپ کی نظر کیا ہے جو حالتِ احرام میں شکار کرتا ہے؟

حضرت امام جوادؑ نے فرمایا:

۔۔۔ کیا یہ شکار مکہ میں کیا ہے یا مکہ سے باہر؟
۔۔۔ جانتا تھا کہ شکار نہیں کرنا چاہیے یا نہیں جانتا تھا؟
۔۔۔ جان بوجھ کر کیا ہے یا تیر کا نشانہ خطا ہوا ہے؟
۔۔۔ شکار کرنے والا آزاد تھا یا غلام؟
۔۔۔ بچہ تھا یا بڑا؟
۔۔۔ اس نے ایسا کام پہلی بار کیا ہے یا کئی بار شکار کیا ہے؟
۔۔۔ شکار پرندہ تھا یا غیر پرندہ؟
۔۔۔ شکار چھوٹا تھا یا بڑا؟
۔۔۔ شکار کرنے والا ابھی تک اپنے کیے پر بضد ہے یا پشیمان ہو چکا ہے؟
۔۔۔ شکار رات میں کیا ہے یا دن میں؟
۔۔۔ شکار کرنے والے نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا یا عمرے کا؟

یحییٰ بن اکثم یہ فروعات سن کر حیران و پریشان رہ گیا اور اس کے چہرے سے شکست و ناتوانی کے آثار نمایاں تھے۔ زبان یوں لڑکھڑانے لگی کہ وہاں پر موجود تمام لوگ متوجہ ہو گئے۔

مامون نے کہا: میں خدا کا اس نعمت پر شکر گزار ہوں جو اس نے مجھے عطا فرمائی اور توفیق دی کہ میری نظر اور رائے درست ہے۔

جب اکثر لوگ چلے گئے اور صرف خواص اور سیاست مدار باقی رہ گئے تو مامون نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا: آپؑ پر قربان جاؤں۔ اگر مناسب سمجھیں تو آپؑ نے حالتِ احرام میں شکار کے بارے میں جو فقہی فروعات ذکر کی ہیں، میرے لیے بیان فرمائیں تاکہ میں استفادہ کروں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: بہت اچھا ہے، اگر محرم، حرم سے باہر شکار

کرے اور وہ شکار بڑا پرندہ ہو تو ایک بکری ذبح کرے۔ اگر یہ کام حرم میں انجام دیتا ہے تو دو بکریاں ذبح کرے۔ اگر پرندے کا بچہ حرم سے باہر شکار کرتا ہے تو ضروری ہے کہ بکری کا ایسا بچہ ذبح کرے جسے دودھ چھڑایا گیا ہو۔ اگر حرم کے اندر شکار کرتا ہے تو ضروری ہے کہ بکری کا بچہ ذبح کرنے کے علاوہ پرندے کے بچے کی قیمت بھی ادا کرے۔

اگر شکار جنگلی حیوانات میں سے جنگلی گدھے کا ہو تو ضروری ہے کہ ایک گائے ذبح کرے۔ اگر شتر مرغ ہو تو ضروری ہے پانچ سالہ اُونٹ ذبح کرے۔

اگر اس کا شکار ہرن ہو تو پھر ایک بکری ذبح کرے۔ اگر ان میں سے کسی کو حرم میں شکار کرے تو اس کا کفارہ دو برابر ہوگا درحالانکہ وہ قربانی کعبہ تک پہنچے۔

اگر محرم کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہو جائے، تو حج کا احرام باندھنے کی صورت میں ضروری ہے کہ اپنی قربانی منیٰ میں ذبح کرے، اور اگر عمرے کا احرام باندھا ہے تو قربانی کو مکہ میں ذبح کرے۔

شکار کا کفارہ جاہل و عالم دونوں کے لیے برابر ہے۔ اگر کسی نے جان بوجھ کر شکار کیا ہے تو کفارہ کے علاوہ اس نے گناہ بھی کیا ہے، لیکن جس نے غلطی سے شکار کیا ہے اس پر گناہ نہیں ہے۔

آزاد شخص، کفارہ اپنے مال سے ادا کرے گا، لیکن غلام کا کفارہ اس کے مالک کی گردن پر ہے۔ بچے پر کفارہ نہیں ہے لیکن بڑے شخص پر کفارہ دینا واجب ہے۔

جو کوئی اس کام پر پچھتائے گا تو اس سے آخرت کا عذاب و عتاب اُٹھا لیا جائے گا، لیکن جو شخص اس پر اصرار کرے گا اسے جہانِ آخرت میں بھی عذاب ہوگا۔

مامون نے کہا: اے ابا جعفر! مرحبا، کیا کہنا۔ خداوند آپؑ کے ساتھ اچھائی کرے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۷۹)

میرے آقا! آج کا دن ہمارے لیے بہت بابرکت ہے

قَالَ لِأَبِي جَعْفَرٍ علیہ السلام أَبُو هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ فِي يَوْمِ تَزَوَّجَ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْمَأْمُونِ: يَا مَوْلَايَ لَقَدْ عَظُمَتْ عَلَيْنَا بَرَكَةُ هَذَا الْيَوْمِ۔

فَقَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ! عَظُمَتْ بَرَكَاتُ اللهِ عَلَيْنَا فِيهِ۔

قُلْتُ: نَعَمْ يَا مَوْلَايَ فَمَا أَقُولُ فِي الْيَوْمِ۔

فَقَالَ: تَقُولُ فِيهِ خَيْراً، فَإِنَّهُ يُصِيبُكَ۔

قُلْتُ: يَا مَوْلَايَ أَفْعَلُ هَذَا وَلَا أُخَالِفُهُ۔

قَالَ: إِذًا تَرْشُدَ وَلَا تَرَى إِلَّا خَيْراً۔

ابوہاشم جعفری کہتے ہیں: جس دن حضرت امام جواد علیہ السلام کی مامون کی لڑکی اُم فضل سے شادی تھی، میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے مولاؑ! آج ہمارے لیے بہت برکت والا دن ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوہاشم! آج خدا کی نعمتیں اور اس کی برکتیں ہمارے اُوپر بہت زیادہ ہوئی ہیں۔

میں نے عرض کیا: میرے مولا! آپ آج کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا: خوش بین رہو، یہاں تک کہ اس کا نتیجہ پالو۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! آپؑ کے حکم سے سرپیچی نہیں کروں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس صورت میں نجات پا جاؤ گے اور نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھو گے۔

وہ کون سی ایسی عورت ہے کہ اگر مرد اسے صبح دیکھے تو حرام ہے؟

عَنْ رَيَّانِ بْنِ شَبِيبٍ - فِي حَدِيثِ تَزْوِيجِ الْمَأْمُونِ ابْنَتَهُ أُمَّ الْفَضْلِ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام ...... إِلَى أَنْ قَالَ:

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام لِيَحْيَى: أَسْأَلُكَ؟

قَالَ: ذٰلِكَ إِلَيْكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ، فَإِنْ عَرَفْتُ جَوَابَ مَا تَسْأَلُنِي عَنْهُ وَإِلَّا اسْتَفَدْتُهُ مِنْكَ۔

فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: إِنْ رَأَيْتَ أَخْبِرْنِي عَنْ رَجُلٍ نَظَرَ إِلَى امْرَأَةٍ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَكَانَ نَظَرُهُ إِلَيْهَا حَرَاماً عَلَيْهِ، فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَلَّتْ لَهُ، فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ حَرُمَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ حَلَّتْ لَهُ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ حَرُمَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا دَخَلَ وَقْتُ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حَلَّتْ لَهُ، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ انْتِصَافِ اللَّيْلِ حَرُمَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ حَلَّتْ لَهُ مَا حَالُ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ وَبِمَا ذَا حَلَّتْ لَهُ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ؟

فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ: لَا وَاللهِ لَا أَهْتَدِي إِلَى جَوَابِ هٰذَا السُّؤَالِ، وَلَا أَعْرِفُ الْوَجْهَ فِيهِ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُفِيدَنَاهُ۔

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: هٰذِهِ أَمَةٌ لِرَجُلٍ مِنَ النَّاسِ نَظَرَ إِلَيْهَا أَجْنَبِيٌّ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، فَكَانَ نَظَرُهُ إِلَيْهَا حَرَاماً عَلَيْهِ۔

فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ ابْتَاعَهَا مِنْ مَوْلَاهَا فَحَلَّتْ لَهُ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الظُّهْرِ أَعْتَقَهَا فَحَرُمَتْ عَلَيْهِ۔

فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ تَزَوَّجَهَا فَحَلَّتْ لَهُ، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ

الْمَغْرِبِ ظَاهَرَ مِنْهَا فَحَرُمَتْ عَلَيْهِ۔
فَلَمَّا كَانَ نِصْفُ اللَّيْلِ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً فَحَرُمَتْ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا
كَانَ عِنْدَ الْفَجْرِ رَاجَعَهَا فَحَلَّتْ لَهُ.....

ریان بن شبیب ماموں کی لڑکی سے امام جواد علیہ السلام کی شادی والی روایت کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: ماموں نے حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اگر آپ مناسب سمجھیں تو جس طرح سے یحییٰ بن اکثم نے آپ سے سوال کیا ہے، آپ بھی اس سے سوال کریں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے یحییٰ سے فرمایا: کیا اجازت دیتے ہو کہ میں تم سے سوال کروں؟

اس نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر جواب آتا ہوا تو بہتر، اور اگر نہ آتا ہوا تو آپؑ سے استفادہ کروں گا۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: یہ بتاؤ وہ کون سی عورت ہے کہ صبح مرد کے لیے اسے دیکھنا حرام ہے، اور ظہر کے قریب جائز ہو جاتا ہے، ظہر کے بعد حرام ہو جاتا ہے، عصر کے وقت جائز ہو جاتا ہے، غروب آفتاب کے بعد حرام ہو جاتا ہے اور عشا کے بعد اس کے لیے جائز ہو جاتا ہے۔ آدھی رات کے بعد حرام ہو جاتا ہے اور اذانِ صبح کے بعد جائز ہو جاتا ہے؟ یہ کون سی اور کیسی عورت ہے کہ جو یوں حلال و حرام ہوتی ہے؟

یحییٰ بن اکثم نے کہا: خدا کی قسم! میں اس سوال کا جواب نہیں جانتا ہوں اور اس کے حلال و حرام ہونے کی علتوں کو نہیں جانتا ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو وضاحت کریں تاکہ ہم بھی استفادہ کریں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: یہ عورت ایسے مرد کی کنیز ہے کہ اگر کوئی اجنبی دن کے وقت اسے دیکھے تو اس پر حرام ہے، وہی شخص ظہر کے قریب اس کنیز کو خرید لیتا

ہے تو وہ اس پر حلال ہو جاتی ہے۔ ظہر کے وقت اسے آزاد کر دیتا ہے تو حرام ہو جائے گی، ظہر کے بعد اس سے نکاح کر لیتا ہے تو حلال ہو جاتی ہے، مغرب کے وقت اس سے ظہار کرتا ہے تو وہ حرام ہو جائے گی۔ نماز عشاء کے بعد ظہار کا کفارہ ادا کر دیتا ہے تو حلال ہو جائے گی۔ آدھی رات کو اسے طلاق رجعی دے دیتا ہے تو وہ پھر حرام ہو جائے گی اور سحر کے وقت اس کی طرف رجوع کر لیتا ہے تو وہ پھر حلال ہو جائے گی۔

......❋......

maablib.org

ادارہ منہاج الصالحین لاہور